عمران سیریز
جلد نمبر
31 (II)
زیرولینڈ کی تلاش
109 - تلاش گمشدہ
110 - آگ کا دائرہ
111 - لرزتی لکیریں
ابن صفی

عمران سیریز نمبر 109

تلاش گمشدہ

(پانچواں حصہ)

پیشرس

"ٹھنڈا سورج" کی پسندیدگی کا شکریہ۔ اور ان دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں، جنہوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ خاص نمبر "پھُس" سا ہو کر رہ گیا۔

ایک بھتیجی نے تو پوری کہانی کا تجزیہ کر کے بہت بڑا سوالیہ نشان بھی ارسال کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کیا بس "مکڑی" ہی رہ گئی تھی۔ کوئی "مینڈکی" کیوں نہیں پکڑلی تھی وہ زیادہ خوبصورت لگتی اور آپ کا جی بھی بہلتا.... کسی کو تو اس پر افسوس ہے کہ عمران واقعی بالکل ہی اُلو نظر آتا ہے۔ کچھ بھی تو نہ کر سکا لیکن اس کا اعتراف سبھی کو ہے کہ کہانی دلچسپ تھی۔ (چند کو چھوڑ کر جنہیں کہانی بھی بور لگی) مجھے یقین ہے کہ کہانی محض اسی لئے بور لگی کہ عمران نے "فولاد کا پٹھا" بن کر اس عمارت کو اڑا کیوں نہیں دیا اور رہا عمران کی زندگی بچا لینے کا سوال، تو مصنف جھک مار کر کسی نہ کسی طرح بچاتا ہی، ورنہ کھاتا کہاں سے؟

بھائیو.... بھائیو! کہانی طویل ہو گئی ہے تو میں کیا کروں؟ میں نے تو بہت چاہا تھا کہ اُسی خاص نمبر میں ختم کر دوں لیکن ممکن نہ ہوا۔ اُچھل کود کو ختم کر دیتا تب بھی بُرا بنتا.... خیر اب دیکھئے کب

ختم ہوتی ہے۔ بہر حال، آپ یقین کیجئے کہ عمران پورے مریخ کو تباہ کیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ خواہ کچھ ہو جائے۔

ایک صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پوری کتاب پر تھریسیا ہی چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔ عمران بالکل ہی کیچوا ہو کر رہ گیا ہے۔ مصلحت، میرے بھائی مصلحت! پھر عرض کروں گا کہ وہ "ڈھائی گھنٹے کا فلمی ہیرو" نہیں ہے۔ اب آپ اُسے ایکشن میں دیکھیں گے اور یہی ایکشن ایک بار پھر اُسے وہیں لے جائے گا جہاں سے بے نیل مرام پلٹا نہیں، بلکہ پلٹایا گیا تھا اور اس بار قیدیوں کی طرح نہیں جائے گا بلکہ سفر کی صعوبتیں بھی جھیلے گا۔ تب مزہ بھی آئے گا، اس عمارت کی تباہی کا، جسے بہ حسرت ویاس دیکھتا رہ گیا تھا۔ پس ذرا صبر سے کام لیجئے۔ ویسے بھی کیا آپ کو ہر کتاب میں نئی کہانی کا مزہ نہیں آرہا؟

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ آپ ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کا قصہ کیوں لے بیٹھے؟ میں نے کہا بھائی! سب ہی اپنے اپنے طور پر اُس کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں.... عمران کیوں پیچھے رہ جائے۔ آخر مجھے بھی تو خواب دیکھنے کا حق پہنچتا ہے، سو پہنچنے دیجئے اور کیا عرض کروں۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے اور اپنی خیریت، آپ کے ہاتھوں خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے۔

والسلام

ابن صفی

۲۴ر جنوری ۱۹۷۹ء

شہر کے سارے صحافی اس کے ہمدرد ہو گئے تھے۔ شاید ہی کوئی ایسا اخبار رہا ہو جس میں اُن کی تصویریں نہ شائع ہوئی ہوں۔ اسے اپنے گمشدہ شوہر کی تلاش تھی۔ جو اُس کے بیان کے مطابق یہیں کا باشندہ تھا اور وہ خود نیوزی لینڈ سے آئی تھی۔ ایسی ہی خوبصورت اور اسمارٹ تھی کہ بہتیرے متمول مقامی افراد نے اُس پر ڈورے ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اس سے کہتے کہ کسی بھگوڑے شوہر کے لئے اتنی تگ و دو کر رہی ہے۔ اُس پر خاک ڈالے اور اسی خاک سے اٹھنے والے کسی دوسرے گلفام کا انتخاب کر لے لیکن وہ کسی کو منہ نہیں لگاتی تھی۔ اس قسم کی تجاویز پر اُس کی برہمی قابل دید ہوتی۔ آپے سے باہر ہو کر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتی۔

لیکن سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ اُس کے پاس اُس کے گمشدہ شوہر کی کوئی تصویر نہیں تھی۔ زبانی حلیہ بتانے کی کوشش کرتی اور وہی تلاش گمشدہ کے اشتہار کی صورت میں شائع کر دیا جاتا۔ نام اُولی موران بتاتی تھی۔ اُس کے بیان کے مطابق یہ شخص جوان العمر، تندرست اور بہت خوبصورت تھا۔ دو سال قبل پیرس میں دونوں کی شادی ہوئی تھی اور اُس نے اُسے نیوزی لینڈ کی شہریت بھی دلوادی تھی۔ لیکن پھر وہ حال ہی میں اچانک غائب ہو گیا تھا۔

آج بھی وہ "پیپلز ڈیلی" کے اخبار کے دفتر میں بیٹھی از سر نو اپنی داستان غم دہرا رہی تھی اور آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ اسٹاف رپورٹر بھی وہیں موجود تھا۔ اچانک اُس نے کہا "مسز موران! آپ جو حلیہ شائع کرا رہی ہیں ناکافی ہے۔"

"میں نے تو الفاظ ہی میں اس کی تصویر بنانے کی کوشش کی ہے۔" ڈیلیا موران نے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص تصویر نہیں بنتی، مسز موران! جوان، تندرست اور خوبصورت لوگوں کی یہاں کمی نہیں ہے۔"

بہر حال اسٹاف رپورٹر اسے بدقت سمجھا پایا تھا کہ کسی نمایاں پہچان کے بغیر سراغ ملنا مشکل ہے۔۔۔اور وہ کسی سوچ میں پڑ گئی تھی اور پھر عجیب سے تاثرات اُس کے چہرے پر نظر آنے لگے تھے۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے کسی خیال کے تحت جھینپ رہی ہو یا کچھ کہنا چاہتی ہو۔ زبان سے نہ نکل رہا ہو۔

"کوئی خصوصیت۔۔۔۔کوئی پہچان۔۔۔۔؟" اسٹاف رپورٹر بولا۔

"ہے تو لیکن کیسے کہا جائے۔ مجھے شرم آتی ہے۔" اس نے ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا اور اسٹاف رپورٹر، ایڈیٹر کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔

"بڑی عجیب بات ہے، مسز موران۔" ایڈیٹر کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"مجھے بھی عجیب لگتی ہے۔" وہ شرمندگی ظاہر کرتی ہوئی بولی۔ "لیکن کیا ہو سکتا ہے؟ بعض چہرے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ قدرت سے کون لڑ سکتا ہے؟"

ایڈیٹر اور رپورٹر کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔ بالآخر مسز موران نے کہا۔ "جب وہ خاموش ہوتا ہے تو بالکل بے وقوف معلوم ہوتا ہے۔ کبھی کبھی باتیں بھی بیوقوفی کی کرتا ہے۔"

"یعنی ۔۔۔۔کہ۔۔۔۔" رپورٹر کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ بولا۔ "آپ اُس کے حسن کی تعریف بھی کرتی ہیں اور وہ آپ کو صورت سے بے وقوف بھی لگتا ہے۔"

"یہی تو خاص بات ہے۔" وہ میز پر ہاتھ مار کر بولی۔ "مجھے اُس کی اسی خصوصیت نے متاثر کیا تھا اور میں اُس کے لئے پاگل ہو گئی تھی۔"

"گویا آپ اُسے حسین احمق کہہ سکتی ہیں۔" رپورٹر بولا۔

"بہت مناسب الفاظ ہیں۔" وہ سر ہلا کر بولی۔

"مسز موران! کیا آپ کو یقین ہے کہ اُس کا نام اولی موران ہی ہے؟"

"اُف فوہ۔!" وہ بے بسی سے بولی۔ "وہ میرا شوہر ہے۔ آخر مجھے اُس کے نام کے بارے میں غلط فہمی کیسے ہو سکتی ہے؟"

رپورٹر پھر ایڈیٹر کی طرف دیکھنے لگا اور اردو میں بولا۔ "کہیں یہ آپ کے اُن عدیم المثال

دوست کا قصہ نہ ہو۔"

"نہیں بھائی!" ایڈیٹر آہستہ سے بولا۔ "اول تو وہ شادی ہی نہیں کر سکتا تھا اور اگر کسی حادثے کے تحت ایسا ہو بھی جاتا تو چھوڑ کر کبھی نہ بھاگتا۔"

رپورٹر پھر مسز موران کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ "میں دراصل یہ کہہ رہا تھا کہ بسا اوقات ہمارے نام آپ لوگوں کی زبان پر نہیں چڑھتے۔ یعنی آپ اُن کا صحیح تلفظ نہیں کر سکتے، لہٰذا کہیں یہ علی عمران تو نہیں ہے، جسے آپ اُولی موران بولتی ہیں۔"

"اوہ نہیں۔۔۔۔ ٹھہرو! میں تمہیں اس کا نام لکھ کر بتاتی ہوں۔"

ایڈیٹر نے ایک سلپ اُس کی طرف کھسکا دی اور قلم بڑھاتا ہوا بولا۔ "دیکھئے شاید ہم آپ کی کچھ مدد کر سکیں۔"

اُس نے سلپ پر نام لکھا اور اُسے رپورٹر کیطرف کھسکاتی ہوئی بولی۔ "وہ اسطرح اپنا نام لکھتا ہے۔"

"یہ تو اولی موران ہی ہے۔" رپورٹر نے طویل سانس لے کر کہا۔ پھر ایڈیٹر کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "میں مطمئن نہیں ہوں۔ کیوں نہ ہم اسے مسٹر علی عمران کی تصویر دکھائیں۔ میرا خیال ہے کہ یہاں اُن کی ایک آدھ تصویر ضرور ہو گی۔"

"دیکھو، شاید ہو۔"

رپورٹر اٹھ گیا اور ایڈیٹر نے مسز موران سے کہا۔ "ہم ابھی آپ کو ایک تصویر دکھائیں گے، جو اس شہر کے حسین ترین احمق کی ہے۔ اُسکے علاوہ پورے شہر میں ویسا کوئی دوسرا چہرہ نہیں ملے گا۔"

"ضرور دکھاؤ۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ "یقین کرو، میں اُس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گی۔ اس تلاش کے دوران میں کئی بار میرا جی چاہا ہے کہ خودکشی کر لوں۔"

"وہ بڑا خوش قسمت ہے۔"

"نہیں، میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہوں کہ وہ میرا ہے۔۔۔۔ لیکن یہ کیسے ہوا، میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اچانک اس طرح اس سے جدائی ہو جائے گی۔"

"اُسے غائب ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟"

"یہی کوئی تین ماہ پہلے کی بات ہے۔"

"اوہ، اچھا۔" ایڈیٹر نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔ اُسکی آنکھوں سے غم انگیز نرمی جھانکنے لگی تھی۔

اتنے میں رپورٹر واپس آ گیا اور ایک تصویر، ڈیلیا موران کے سامنے رکھ دی۔

"اوہ، خدا کی پناہ! یہی تو ہے۔" وہ مسرت آمیز چیخ کے ساتھ بولی۔ پھر اس کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہنے لگی۔ "تمہارا بہت بہت شکریہ.... تم یہاں میرے سب سے اچھے دوست ہو۔"

"لیکن ان کا نام علی عمران تھا۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ میرا شوہر ہے، میری جان ہے۔ بھلا میں اسے پہچاننے سے غلطی کروں گی۔"

"لیکن انہوں نے اپنا نام اُولی موران بتایا تھا؟"

"بتایا ہوگا۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہو سکتا ہے کہ اُسے اپنا اصل نام پسند نہ ہو۔ بہتوں کو نہیں ہوتا۔ مجھے بھی اپنا نام ڈیلیا پسند نہیں ہے۔ سوچتی ہوں بدل کر ایمیلیا رکھ لوں۔ بہتیرے لوگ اسی بنا پر اپنا نام بھی بدل دیتے ہیں۔ یقین کرو یہ میرا موران ہی ہے۔"

"تو پھر آپ ہی اُسے یہ بُری خبر سنا دیجئے۔" رپورٹر نے ایڈیٹر سے اردو میں کہا۔

"نہیں بھائی! یہاں نہیں اس کی حالت دیکھ ہی رہے ہو۔" ایڈیٹر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "پتا نہیں اُس خبر سے اُس کی کیا کیفیت ہو۔ یہاں آفس میں ہرگز نہیں۔"

"تو پھر کیا یہ لاعلم ہی رہے گی؟"

"ٹھہرو مجھے سوچنے دو۔"

"آخر تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو؟" ڈیلیا مضطربانہ انداز میں بولی۔ "مجھے اُس کے بارے میں بتاؤ.... خدارا جلدی کرو۔"

"ہم اس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے۔" ایڈیٹر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "بہتر ہوگا کہ تم اُس کے خاندان والوں سے پوچھ گچھ کرو۔"

"تو اُن ہی کا پتہ بتاؤ.... کیا وہ اسی شہر میں ہیں؟"

"غالباً یہیں ہیں۔ میں اُنکے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر کے تمہیں مطلع کر دوں گا۔"

"لیکن کب....؟ اتنا سراغ مل جانے کے بعد سے میری حالت اور خراب ہو گئی ہے۔ خدا کے لیے جلدی کرو۔"

"کم از کم تین گھنٹے ضرور لگیں گے میں تمہیں فون پر مطلع کر دوں گا۔"

"اچھی بات ہے تو میں اپنے ہوٹل ہی میں ٹھہروں گی۔ باہر نہیں جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے.... میں جلد از جلد مطلع کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"کیا میں یہ تصویر لے لوں؟"

"ضرور ضرور.... شوق سے۔"

اُس نے تصویر کو ایک پُر شور بوسہ دے کر پرس میں رکھ لیا اور اٹھ گئی۔

اُس کے چلے جانے کے بعد رپورٹر بولا۔ "اگر یہ حقیقت ہے تو بہت بڑی ٹریجڈی ہے۔"

"ہے تو۔" ایڈیٹر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اب مجھے رحمان صاحب کو فون کرنا پڑے گا۔"

"میں یہی سوچ رہا تھا کہ آپ نے پتا کیوں نہیں دیا تھا۔" رپورٹر نے کہا۔

"میں نے اسے مناسب نہیں سمجھا تھا، پہلے رحمان صاحب کے علم میں لانا چاہئے۔" ایڈیٹر نے ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔ "کیا رحمان صاحب تشریف رکھتے ہیں.... آفس میں ہیں شکریہ۔"

رابطہ منقطع کر کے دوبارہ نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "ٹو ڈائریکٹر جنرل پلیز!"

"یور آئیڈنٹی سر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایڈیٹر آف پیپلز ڈیلی۔"

"ہولڈ آن پلیز!"

کچھ دیر بعد رحمان صاحب کی آواز سنائی دی۔

"میں صادق بول رہا ہوں جناب!"

"پیپلز ڈیلی کے ایڈیٹر؟"

"جی ہاں۔"

"کیا بات ہے؟"

ایڈیٹر، ڈیلیا موران کی کہانی دہرانے لگا۔ رحمان صاحب وقفے وقفے سے ہوں ہاں کرتے رہے اور بات کے اختتام پر نہایت پُر سکون لہجے میں بولے۔ "ہمیں اس شادی کا علم نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ دو سال پہلے کی بات ہے۔"

"جی ہاں اُس کا بیان یہی ہے۔" ایڈیٹر نے کہا۔

"اور تین ماہ سے اُس نے اُسے نہیں دیکھا؟"

"جی ہاں وہ یہی کہتی ہے۔"

"گویا دو سال کے عرصے میں صرف پچھلے تین ماہ سے وہ اُس کے ساتھ نہیں رہا۔"

"جی ہاں...."

"لیکن اکیس ماہ تک وہ دونوں کہاں ساتھ رہے؟"

"یہ تو میں نے نہیں پوچھا۔"

"اور یہی پوچھنے کی بات تھی۔ تم کہتے ہو کہ وہ حال ہی میں نیوزی لینڈ سے آئی ہے۔ میں بھی اُس کے وہ اشتہارات دیکھتا رہا ہوں جو مختلف اخبارات میں چھپتے رہے ہیں بہر حال تم بھی جانتے ہو کہ دو ماہ قبل پیش آنے والے حادثے سے قبل بھی عمران اسی شہر میں رہا تھا۔ یہ درست ہے کہ دو سال قبل اُس نے کچھ وقت ملک سے باہر گزارا تھا.... لیکن تنہا ہی واپس آیا تھا۔"

"میں سب کچھ جانتا ہوں جناب!" ایڈیٹر نے کہا۔ "اسی لئے میں نے اُسے آپ کا پتا بتانے سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ آپ کو آگاہ کر دوں۔"

"شکریہ لیکن اب کیا رکھا ہے ان باتوں میں۔" رحمان صاحب بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

"مجھے اس کا پتا بتاؤ.... میں خود دیکھوں گا۔"

"انٹرکون کے کمرہ نمبر تین سو گیارہ میں مقیم ہے۔"

"اور کوئی خاص بات؟"

"جی نہیں۔"

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اُس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اپنی پیشانی پر پھوٹ آنے والے قطرات کو رومال میں جذب کرنے لگا۔

"کیا بات ہے جناب؟" رپورٹر اُسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں۔ بڑا مشکل کام ہے۔ کسی باپ کو اکلوتے بیٹے کی موت کا قصہ دہرانے پر مجبور کرنا۔ لیکن انہیں بھی یقین نہیں ہے کہ عمران نے شادی کی ہو۔"

رپورٹر کچھ نہ بولا۔ ایڈیٹر کہتا رہا۔ "انہوں نے یہ ضرور کہا تھا کہ دو سال پہلے عمران نے چند ماہ

ملک سے باہر گزارے تھے۔ لیکن تنہا ہی واپس آیا تھا اور پھر اس کے بعد سے یہیں، اسی شہر میں رہا تھا۔ لہٰذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس نے ڈیلیا کے ساتھ کہاں وقت گزارا؟"

"واقعی یہ بات تو ہے۔" رپورٹر سر ہلا کر بولا۔ "صرف دو ہفتے قبل وہ نیوزی لینڈ سے آئی ہے۔ تین ماہ پہلے دونوں میں جدائی ہوئی اور یہاں کشتی الٹنے کا واقعہ شاید دو ماہ گزرے پیش آیا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ کیا ہوا تھا؟"

"عمران اور اُس کا نیگرو ملازم ایک موٹر بوٹ میں سفر کر رہے تھے.... اور وہ موٹر بوٹ غرق ہو گئی تھی۔ نیوی والوں نے موٹر بوٹ تو سمندر کی تہہ میں تلاش کر لی تھی لیکن اُن دونوں کی لاشیں نہیں مل سکی تھیں۔"

رپورٹر نے پر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی اور تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "کچھ بھی ہو یہ لڑکی مسٹر رحمان کے لئے دردِ سر بن سکتی ہے۔"

"میں یہی سوچ رہا تھا۔ تم نے اسے تصویر دکھانے میں جلد بازی سے کام...."

"بات دراصل یہ ہے جناب! مجھے ابھی تک مسٹر عمران کی موت پر یقین نہیں آیا۔"

سائیکو مینشن میں بھونچال سا آ گیا تھا۔ ایکسٹو کی ٹیم کے فیلڈ ورکرز آج کے اخبارات پر ٹوٹے پڑ رہے تھے.... صرف صفدر اور جولیا اُن میں نہیں تھے۔ صفدر اپنے کمرے میں خاموش بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا اور دوسری طرف جولیا اس فکر میں تھی کہ اس مسئلے پر صفدر کے علاوہ اور کسی سے بھی کوئی گفتگو نہ کرے۔ دوسری صورت میں اُسے بھانت بھانت کی بولیاں سننی پڑتیں۔ لہٰذا اُس نے صفدر کے کمرے کی راہ لی۔

دروازے پر ہلکی سی دستک سن کر صفدر چونک پڑا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کم ان۔"

جولیا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور صفدر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں سوچ رہا تھا کہ تم ادھر ہی آؤ گی۔"

"تو تم بھی اس الجھن میں ہو؟" جولیا نے کہا۔

"ہم سب اسی الجھن میں ہیں۔ لیکن اندازِ فکر میں فرق ہے۔" صفدر طویل سانس لے کر بولا۔

"آخر یہ قصہ کیا ہے۔ پہلے وہ صرف حلیہ شائع کراتی رہی تھی۔ آج اچانک تصویر کے ساتھ

حلئے میں مزید تفصیلات کا اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ آخر ہے کون اور چاہتی کیا ہے؟"

"فی الحال اسے اپنے گمشدہ شوہر کی تلاش ہے۔"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی۔"

"کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا۔ کیونکہ مسٹر عمران پچھلے ایک سال سے ہماری آنکھوں کے سامنے رہے ہیں۔"

"اس کے باوجود بھی میں یقین نہیں کر سکتی۔"

"لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہم سے بچھڑ ہی چکے ہیں۔"

"یہ مت کہو۔" جولیا تیز لہجے میں بولی۔ "مجھے اس پر بھی یقین نہیں ہے وہ اس طرح نہیں مر سکتا.... اُس نے سمندر میں غرق ہو جانے کا ڈھونگ رچایا ہوگا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ تیسری پارٹی کے بارے میں اُس نے زیرولینڈ کا نام لیا تھا؟"

"دو ماہ پہلے کی بات ہے۔ روپوشی کا وقفہ اتنا طویل نہیں ہو سکتا۔"

"میں تمہارے پاس اس لئے نہیں آئی تھی کہ ایسی باتیں سنوں۔"

"مجھے افسوس ہے۔" صفدر طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پھر بولا "حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے بھی یقین نہیں ہے۔"

"ویسے یہ عورت مسٹر رحمان کے لئے دشواری کا باعث بن سکتی ہے۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ کیا اس سلسلے میں تمہیں ایکس ٹو سے کوئی ہدایت ملی ہے؟"

"نہیں.... قریباً ایک ہفتے سے مجھے اُس کا کوئی پیغام نہیں ملا۔"

"مجھے تو اس کی خاموشی پر حیرت ہے۔" جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ابھی تک آج کا کوئی اخبار اُس کی نظر سے نہ گزرا ہو۔"

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور صفدر نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز آئی۔

"کیا مس جولیانا آپ کے کمرے میں ہیں؟"

"ہاں....!"

"ذرا ریسیور انہیں دیجئے۔"

صفدر نے ریسیور جولیا کی طرف بڑھادیا۔

"ہیلو۔" جولیا نے ریسیور تھامتے ہوئے کہا۔ "اِٹ از جولیا۔"

"آپ کے لئے ایک کوڈڈ پیغام ہے مس جولیانا۔"

"ایک منٹ ٹھہرو۔" کہہ کر جولیا نے پنسل اٹھائی اور لیٹر پیڈ اپنی طرف سرکاتی ہوئی بولی۔

"پلیز گو آن۔"

پھر پنسل تیزی سے پیڈ پر چلتی رہی تھی۔ پیغام لکھ لینے کے بعد اُسے ڈی کوڈ کرنے بیٹھ گئی۔ صفدر خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ پیغام ڈی کوڈ کر لینے کے بعد وہ صفدر کی طرف مڑ کر بولی۔

"ایکسٹو کا پیغام ہے۔ کہتا ہے کہ ڈیلیا موران کا اشتہار تم دیکھ چکی ہو گی کچھ دیر پہلے مسٹر رحمان اُسے انٹر کون سے اپنے گھر لے گئے ہیں۔ اس عورت کو چیک کرو۔ براہِ راست مسٹر رحمان کے گھر جاؤ اور اُس سے پوچھ گچھ کرو۔ صفدر تمہیں کور کرے گا اور دیکھے گا کہ تمہارے وہاں جانے کے بعد سے کوئی تمہاری نگرانی تو نہیں کرتا۔"

"کوئی چکر ضرور ہے۔" صفدر سر ہلا کر بولا۔

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ میں کس حیثیت سے اُس سے پوچھ گچھ کروں گی؟"

"عمران صاحب کی گرل فرینڈ کی حیثیت سے۔ اُن کے خاندان والے عرصے سے تمہیں اسی حیثیت سے جانتے ہیں۔ تمہارے لئے بہترین موقع ہے۔ تم اس سے کہہ سکو گی کہ مسٹر عمران پچھلے ایک سال سے ہمہ وقت تمہارے ساتھ رہے تھے۔ آخر اس سے اُن کی جدائی تین ماہ پہلے کہاں ہوئی تھی؟"

"ٹھیک ہے....اور تم مجھے کور کرو گے۔"

"بے فکر رہو۔"

"چیف کو تم پر بھی بہت اعتماد ہے۔"

"چیف کا بہت بہت شکریہ۔" صفدر بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

"تو پھر اس کام کا آغاز کس طرح کیا جائے؟"

"میری دانست میں وہی وقت مناسب ہوگا جب رحمان صاحب بھی گھر پر موجود ہوں۔" صفدر نے کہا۔

جولیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کم ان۔" صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

دروازہ کھلا اور تنویر سامنے کھڑا نظر آیا۔

"آؤ.... آؤ۔" صفدر اٹھتا ہوا بولا.... اور تنویر لنگڑاتا ہوا اندر آگیا۔ ایک حادثے میں زخمی ہو جانے کے بعد سے اُسے فیلڈ ورک سے ہٹا کر دفتر میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ جولیا نے بڑی شائستگی سے اس کی خیریت دریافت کی۔

"بس زندہ ہوں۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تم اپنی سناؤ۔"

"سب ٹھیک ہے۔"

"تم نے وہ اشتہار دیکھا ہوگا؟" تنویر نے صفدر سے سوال کیا۔

"ہاں، دیکھا تو ہے۔"

"بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی؟"

"حالانکہ بات بالکل صاف ہے۔" جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔" تنویر بولا۔

"باؤل دے سوف والی پینٹنگ کے حصول کے لئے مجھے مسز شیمرا بننا پڑا تھا۔ اسی طرح کوئی چکر ہوگا۔"

"لیکن عمران تو مر چکا ہے۔"

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟" جولیا آپے سے باہر ہو گئی۔

"غرق شدہ کشتی نیوی والوں نے نکالی تھی اور بڑی مچھلیاں ہڈیاں تک ہضم کر لیتی ہیں۔"

"محض قیاس ہے۔"

"اور تمہاری بھی محض خوش فہمی ہی ہو سکتی ہے۔"

"ان باتوں میں کیا رکھا ہے؟" صفدر نے دخل اندازی کی۔

"میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ناقابل اعتماد تھا۔"

"اسی لئے ایکس ٹو اُس پر اعتماد کرتا ہے۔" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"وہ اور بات ہے۔"

"میں کہتی ہوں تمہیں ان باتوں سے کیا سروکار؟"

"مجھے تو اُس بے چاری ڈیلیا موران پر ترس آرہا ہے۔ خواہ مخواہ بیوقوف بن گئی۔"

جولیا اٹھ گئی۔ صفدر نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "بیٹھو بیٹھو.... تنویر پلیز! ان باتوں میں کیا رکھا ہے؟"

تنویر کچھ نہ بولا اور جولیا نے صفدر سے کہا۔ "جب چلنا ہو مجھے مطلع کر دینا۔" وہ چلی گئی۔

"اگر تم عمران کو مردہ سمجھتے ہو تب بھی تمہیں ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہئے۔" صفدر نے تنویر سے کہا۔

"کیوں کس لئے؟"

"کمال کرتے ہو۔ چلو تسلیم! وہ اب اس دنیا میں نہیں لیکن ہم تو ابھی زندہ ہیں۔"

"میری حالت دیکھ رہے ہو۔" تنویر تلخ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "اور یہ بھی جانتے ہو کہ کس کی بدولت اس حال کو پہنچا تھا؟"

"چیف کی ہدایت کے مطابق سب کچھ ہوتا رہا ہے۔ یہی حشر خود عمران کا بھی ہو سکتا تھا۔"

"طریق کار کا تعین خود عمران کرتا تھا۔"

"چیف کے دیئے ہوئے اختیارات کے تحت۔"

"کچھ بھی ہو۔ میری ٹوٹ پھوٹ کے ذمہ داری عمران ہی پر تھی۔"

"اور بقول تمہارے وہ خود بھی اپنے طریق کار کا شکار ہو گیا۔ یعنی تمہیں وہ تسکین مل گئی جو صرف بدلہ لینے سے حاصل ہو سکتی تھی۔"

"تم غلط سمجھے ہو۔ میں اتنا درندہ بھی نہیں ہوں۔"

"پھر کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں جولیا کا دھیان بٹانا چاہتا ہوں۔ خواہ مخواہ اُس کے لئے جی کو روگ لگا بیٹھی ہے۔ جس کی واپسی اب ممکن نہیں۔"

"میں اس کا مناسب جواب دے سکتا ہوں لیکن اپنی زبان بند ہی رکھوں گا۔"

"نہیں کہہ ڈالو۔"

"آدمیت کی سطح سے نہیں گرنا چاہتا۔"

فون کی گھنٹی بجی اور صفدر نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز آئی۔

"فی الحال اُس کوڈڈ پیغام پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"بہت بہتر جناب!"

"جولیا کو مطلع کردو لیکن تمہارے لئے دوسرا کام ہے۔"

"فرمایئے جناب؟"

"تمہیں رحبان کی سرحدی چوکی پر پہنچنا ہے، میک اپ میں جاؤ گے۔ یعنی اپنی فوجی وردی میں۔"

"کب روانہ ہونا ہے؟"

"جتنی جلد ممکن ہو۔"

"ایک گھنٹے میں تیار ہو جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے اور وہیں پہنچ کر کام کی نوعیت معلوم ہوگی۔"

"بہت بہتر جناب!"

"وٹیس آل۔" اسکے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہونیکی آواز آئی اور صفدر نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا قصہ ہے؟ کون تھا؟" تنویر نے پوچھا۔

"اب تم فیلڈ ورکر نہیں ہو۔"

"اچھا اچھا۔" تنویر جھینپ کر بولا "میں نے یونہی پوچھ لیا تھا۔"

صفدر کچھ نہ بولا۔ فون پر ایک ہندسہ ڈائل کر کے آپریٹر سے کہا۔ "پٹ می آن ٹوفنٹنر واٹر۔"

"وہ آپریشن روم ہی میں موجود ہیں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے جولیا کی آواز سنی اور بولا۔ "چیف نے کوڈڈ پیغام کے مطابق عمل کرنے سے فی الحال روک دیا ہے۔ مناسب وقت پر تمہیں اس کے لئے دوبارہ ہدایت ملے گی۔"

"کیا وہ بیہودہ اب بھی تمہارے کمرے میں موجود ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں" صفدر نے جواب دیا۔

"جہنم میں جائے۔" کہہ کر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ڈیلیا موران، رحمان صاحب کی کوٹھی میں پہنچ گئی تھی.... اور رحمان صاحب ہی کی ہدایت کے مطابق کسی نے بھی اُس کے بیان کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

سب اس سے اسی طرح ملے تھے جیسے وہ اُسی خاندان کی ایک فرد ہو اور ڈیلیا کا یہ عالم تھا کہ کسی وقت بھی عمران کے ذکر سے غافل نہیں رہتی تھی۔ لاکھ کوشش کی گئی تھی کہ وہ کوئی دوسری بات کرے لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ بس عمران کے ساتھ گزارے ہوئے وقت کا ذکر تھا اور وہ تھی۔

عمران کی دونوں عم زاد ہمہ وقت اُس کے ساتھ رہتیں اور کڑھتی رہتیں۔ دراصل انہیں اس بات پر الجھن تھی کہ رحمان صاحب اُس سے الجھے کیوں نہیں تھے۔ اُسے جھوٹی ثابت کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی تھی۔

آج رحمان صاحب آفس نہیں گئے تھے۔ لیکن اپنی خواب گاہ ہی تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ عمران کا غم ایک بار پھر تازہ ہو گیا تھا لیکن وہ بالکل خاموش تھے۔ پہلے بھی کسی نے اُن کی زبان سے کچھ نہیں سنا تھا۔ دل پر جو بھی گزری ہو۔ اس وقت وہ شاید اُس عورت کے بارے میں سوچ رہے تھے جو عمران کی بیوہ کی حیثیت سے نمودار ہوئی تھی۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور انہوں نے چونک کر ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی۔ "بھئی یہ کیا قصہ ہے؟"

"بس اتنا ہی کہ اُس اشتہار میں عمران کی تصویر کا اضافہ ہو گیا ہے۔" رحمان صاحب بولے۔

"اور تم نے مزید پوچھ گچھ نہیں کی۔"

"ابھی تو نہیں کی۔ بہر حال اُس کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے۔ میں اس لئے اُسے یہاں لے آیا تھا کہ اخبارات کے رپورٹروں کی یلغار سے بچی رہے۔"

"تم نے اچھا ہی کیا۔ خواہ مخواہ کچھ اور اسکینڈل بنتے۔" سر سلطان نے کہا اور پھر پوچھا۔

"خیر.... کیا تم اس وقت آفیسرز کلب تک آسکتے ہو۔ میں یہیں ہوں۔ بے حد ضروری باتیں کرنی ہیں۔"

"آفیسرز کلب میں تم اس وقت کیا کر رہے ہو؟"

"بس آجاؤ.... یہیں باتیں ہوں گی۔"

"اچھا میں آرہا ہوں۔" انہوں نے کہا اور رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا.... اور پھر دس منٹ کے اندر ہی اندر گاڑی نکلوائی تھی اور آفیسرز کلب کی طرف روانہ

ہو گئے تھے۔

سر سلطان سے پورچ والے بر آمدے ہی میں ملاقات ہو گئی۔ شاید وہ اُن ہی کے انتظار میں وہاں ٹہل رہے تھے۔ مضطربانہ انداز میں مصافحہ کیا اور کلب ہی کے ایک الگ تھلگ کمرے میں لے گئے۔

"مم.... میں تمہیں ایک خوشخبری سناؤں گا۔" انہوں نے کہا اور رحمان صاحب حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔

"بیٹھ جاؤ.... بیٹھ جاؤ۔ ہم یہاں اطمینان سے گفتگو کریں گے۔" سر سلطان بولے۔

"تم اتنے بد حواس کیوں نظر آ رہے ہو؟" رحمان صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ سن کر تم بھی اتنے پر سکون نہیں نظر آؤ گے۔"

"اوہ.... تو کچھ بولو گے بھی۔"

"عمران زندہ ہے۔"

رحمان صاحب ایک ٹک انہیں دیکھتے رہے۔

"یقین کرو.... میں غلط نہیں کہہ رہا۔"

"آخر کس بناء پر یقین کر لوں؟"

"پندرہ دن پہلے کی بات ہے۔ وہ نیویارک میں موجود تھا۔"

"تت.... تو.... یہ عورت.... ڈیلیا۔"

"اسے جہنم میں جھونکو.... پوری بات سنو۔ مجھے یہ اطلاع مخالف کیمپ سے ملی ہے۔ خاص طور پر مجھے مطلع کیا گیا ہے۔"

رحمان صاحب کا اضطراب بڑھ گیا۔

"مریخ والے چکر سے اس کا بھی تعلق ہے۔ مریخ پر پہنچنے والے صرف وہی چار نہیں تھے۔ عمران بھی تھا اور اُس کے ساتھ ہی جوزف بھی۔"

"میں یقین نہیں کر سکتا۔"

"اگر مخالف کیمپ کی طرف سے یہ خبر نہ آئی ہوتی تو میں بھی یقین نہ کرتا۔ زمین پر آنے کے بعد عمران سیکورٹی فورس کے قبضے میں تھا لیکن وہ اُن کا گھیرا توڑ کر فرار ہو جانے میں کامیاب

ہو گیا.... یہ اطلاع بھی مخاطف کیمپ ہی سے آئی ہے۔"

"تب تو بہت بڑے خطرے سے دوچار ہے۔" رحمان صاحب طویل سانس لے کر بولے۔

"اب میں سمجھ گیا کہ یہ عورت کیا چیز ہو سکتی ہے۔"

"بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ دراصل وہاں کی سکیوریٹی عمران سے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔"

"ظاہر ہے کہ دوسرے کیمپ کو بھی ان معلومات سے دلچسپی ہو گی۔"

"میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ وہ اس وقت دونوں کیمپوں کے نرغے میں ہیں۔"

"لیکن ہیں کہاں؟"

"وہ وہاں سے تو فرار ہو گیا ہے۔ جوزف کے علاوہ ایک آدمی اور بھی اُس کے ساتھ ہے۔"

"وہ کون ہے؟"

"اُس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔"

"وہ چاروں ہی مریخ تک گئے تھے اور اگر عمران بھی ان میں شامل تھا تو وہ صرف عمران سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں.... اور میری دانست میں دونوں ہی کیمپ اسی چکر میں ہیں، ورنہ دوسرا کیمپ تمہیں اُس کے بارے میں معلومات کیوں فراہم کرتا؟"

"میں بھی یہی سوچتا رہا ہوں۔"

"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ دونوں ہی کیمپوں کے ایجنٹ حرکت میں آ گئے ہوں گے۔"

رحمان صاحب نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ "ہمارے وسائل محدود ہیں۔"

"لیکن تمہارا بیٹا پتھر کا جگر لے کر پیدا ہوا ہے۔"

رحمان صاحب کچھ نہ بولے۔ البتہ انہوں نے دوسری طرف منہ پھیر لیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اپنی آنکھوں سے کسی جذبے کا اظہار نہ ہونے دینا چاہتے ہوں۔

"اور اب اس نکتہ نظر سے ڈیلیا موران کو دیکھو۔" سر سلطان نے کہا۔ "وہ کسی کیمپ کی ایجنٹ ہی ہو سکتی ہے۔"

"اور تنہا بھی نہ ہو گی۔" رحمان صاحب بولے۔

لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ خاموشی سے اس کی دلدہی کرتے رہو اور اس کے سلسلے میں مزید پوچھ

کچھ بیکار ہے۔"

"میں نے ابھی تک اُس سے کوئی ایسا سوال نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ مجھے اُس پر شبہ ہے۔"

"تم نے بہت اچھا کیا اور عمران سے متعلق اس خبر کو صرف اپنی ہی ذات تک محدود رکھنا۔"

رحمان صاحب کچھ نہ بولے۔ اُن کے چہرے سے گہری تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پوچھا۔ "دوسرے کیمپ کا آدمی یہاں کے کس ادارے سے تعلق رکھتا ہے؟"

"اپنے سفیر کا پریس اتاشی ہے۔"

"اوہ، رومونوف....؟"

"ہاں وہی۔!"

"ٹھیک ہے، میں محتاط رہوں گا۔ لیکن عمران اب کہاں ہے؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ وہ اُن کا گھیرا توڑ کر نکل گیا تھا۔"

"تو پھر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ وہ ہے کہاں؟"

"ہرگز نہیں۔" سر سلطان نے سر کو منفی جنبش دیتے ہوئے کہا۔ "اس طرح شاید ہم اُن کی رہنمائی کر بیٹھیں جو اُس کی تلاش میں ہیں۔"

"لیکن، سلطان! یہ تو معلوم ہی ہونا چاہئے کہ انہیں اُس کی تلاش کیوں ہے۔"

"کیپ کینیڈی کی برف باری کی خبر وہ مریخ ہی سے تو لائے تھے۔"

"مریخ والی بکواس میرے حلق سے نہیں اُترتی۔"

سر سلطان کچھ نہ بولے۔ اُن کی آنکھوں سے بھی گہری فکر مندی کا اظہار ہو رہا تھا۔

"اگر یہ زیرولینڈ والوں کا قصہ ہے تو....." رحمان صاحب کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

"تو کیا....؟" سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"یہ مریخ والی کہانی محض بکواس بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال فرض کرو وہ کسی ایسی جگہ لے جائے گئے تھے جو اُن کے لئے نئی ہو اور انہیں یہ باور کرایا گیا ہو کہ وہ مریخ پر لائے گئے ہیں اور عمران کو بھی اُن کے ساتھ ہی لے جایا گیا تھا تو اب وہ صرف عمران سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں.... اور اُسے کیوں گھیر رہے ہیں؟"

"ہو سکتا ہے عمران کو اُن کے ساتھ نہ لے جایا گیا ہو، بلکہ عمران پہلے ہی سے وہاں مقیم ہو، اور اُس کی واپسی بھی اُن کے ساتھ نہ ہوئی ہو.... تو پھر ایسی صورت میں کیا وہ اُس سے اپنے طور پر پوچھ گچھ نہ کرنا چاہیں گے؟"

"ہاں، یہی ہو سکتا ہے۔" رحمان صاحب کچھ سوچتے ہوئے بولے۔ "لیکن جب عمران غائب ہوا ہے اس وقت یہاں "باؤل دے سوف" کا قصہ چل رہا تھا۔"

"اسی لئے اس کا امکان ہے کہ عمران زیرولینڈ والوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔" سر سلطان نے کہا۔ "خود اُس نے کسی تیسری پارٹی کا ذکر کر کے زیرولینڈ کا حوالہ دیا تھا۔ وہ پارٹی اُس سے باؤل دے سوف کے کیمرہ فوٹو کے نگیٹو طلب کر رہی تھی۔"

"کیا ایسے کسی نگیٹو کا وجود ہے؟"

"خدا جانے۔"

"میرے لئے یہ بچپن ہی سے دردِ سر بنا رہا ہے۔" رحمان صاحب جھنجھلا کر بولے۔

"پھر پٹری بدلنے کی کوشش کر رہے ہو۔" سر سلطان نے عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔"

"فکر مت کرو۔ انشاءاللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" سر سلطان بولے۔

"اتنا تو معلوم ہی ہونا چاہئے کہ ڈیلیا کے ساتھ اور کون کون ہے۔"

"ٹھیک ہے، اپنے طور پر اس سلسلے میں کچھ کرو۔"

"لیکن میں اس معاملے میں اپنے محکمے سے کوئی مدد نہیں لینا چاہتا۔"

"اچھی بات ہے، میں دیکھوں گا۔" سر سلطان بولے۔

"تمہیں ہی دیکھنا بھی چاہئے۔ کیونکہ وہ تمہارے ہی لئے کام کرتا تھا۔ ورنہ اُسے ان معاملات سے کیا سروکار ہوتا؟"

"اس پرانے قصے کو مت چھیڑو۔"

"میں کچھ کہہ تو نہیں رہا۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔"

"ضروری نہیں ہے کہ ہم اپنے بچوں کو جو کچھ بنانا چاہیں وہ بن ہی جائیں۔"

"ہاں، اب یہی ہوتا ہے۔"

"سب کے ساتھ نہیں ہوتا۔"

"چھوڑو، اس قصے کو، بہر حال، باؤل دے سوف والی پینٹنگ تمہارے ہاتھ نہ لگ سکی۔"

"عمران کے بیان کے مطابق تیسری پارٹی نے اُسے الاؤ میں جھونک کر جلا ڈالا تھا اور پھر عمران سے اُس کے کیمرہ فوٹو بھی چھین گئے تھے۔"

"اچھی بات ہے۔ تو پھر میں چلوں۔" رحمان صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔

صفدر کی گاڑی شہر کی حدود سے باہر نکلی ہی تھی کہ ٹرانس میٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ اُس نے ریسیور کا سوئچ آن کرتے ہوئے گاڑی کی رفتار کم کر دی۔ ٹرانس میٹر پر اُسی کی کال ہو رہی تھی اور آواز ایکس ٹو کی تھی۔

"یس سر! اِٹ از صفدر۔"

"شاہ دارا کی سائین پوسٹ پر تمہیں رکنا ہے۔ وہاں تمہیں کچھ سامان ملے گا جسے تم اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔" ایکس ٹو اپنی مخصوص آواز میں کہہ رہا تھا۔ "رحبان کی چوکی سے ڈھائی میل ادھر ہی جو موٹیل ہے، تم وہاں قیام کرو گے اور پھر وہیں تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کے بعد کیا کرنا ہے.... ہیلو.... تم سن رہے ہو؟"

"میں سن رہا ہوں جناب....!"

"شاہ دارا کی سائین پوسٹ سے کتنے فاصلے پر ہو؟"

"تیسرے میل پر سائین پوسٹ آئے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ رفتار کچھ تیز کرو.... اوور اینڈ آل۔"

صفدر نے طویل سانس لے کر سوئچ آف کر دیا اور گاڑی کی رفتار بڑھا دی.... دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ اُس سائین پوسٹ کے قریب تھا۔ جہاں رکنے کی ہدایت ایکس ٹو سے ملی تھی۔

اُس نے گاڑی سڑک سے نیچے اُتار کر روک دی اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ ٹٹولنے لگا۔

سگریٹ سلگا کر سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا اور گھڑی پر نظر ڈالی۔ پانچ بج کر پندرہ منٹ ہوئے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ اندھیرا پھیلنے سے پہلے ہی اس موٹیل تک پہنچ جائے جس کا حوالہ ایکس ٹو نے دیا تھا۔

وہ سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لیتا رہا۔ چائے کی طلب بھی محسوس ہو رہی تھی۔ روانگی کے وقت اُسے دھیان نہیں آیا تھا کہ تھرموس میں چائے بھی لے لیتا۔

تھوڑی دیر بعد ایک گاڑی بائیں جانب سے آئی تھی اور سڑک کی دوسری جانب اُتر کر رک گئی تھی۔ صفدر نے سر گھما کر اس کی طرف دیکھا لیکن سیٹ ہی پر بیٹھا رہا۔

اس گاڑی سے ایک دراز قد آدمی نے اتر کر سڑک پار کی اور اُس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

"مسٹر صفدر....؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"یس پلیز...!"

"اپنی گاڑی کی ڈکے اٹھائیے کچھ سامان ہے۔"

صفدر گاڑی سے اُتر کر ڈکے کھولنے لگا اور اجنبی پھر سڑک پار کر کے اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔ وہ بھی اپنی گاڑی کی ڈکے اٹھا رہا تھا۔

پھر اس نے دو سوٹ کیس نکالے اور انہیں اٹھائے ہوئے صفدر کی گاڑی کی طرف پلٹ آیا۔ پھر خود ہی وہ دونوں سوٹ کیس ڈکے میں رکھ دیئے تھے۔ صفدر نے ڈکے بند کی اور مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اپنی گاڑی میں جا بیٹھا تھا اور انجن اسٹارٹ کر رہا تھا۔

صفدر بھی خاموشی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا۔ سگریٹ پھینک کر چابی اگنیشن میں لگائی۔ دوسری گاڑی نے کچھ دور جا کر یوٹرن لیا اور اسی طرف چلی گئی جدھر سے آئی تھی۔ صفدر نے انجن اسٹارٹ کر کے اپنی گاڑی آگے بڑھا دی۔

موٹیل تک پہنچتے پہنچتے اندھیرا پھیل گیا تھا۔ یہ موٹیل زیادہ تر آباد ہی رہتا تھا۔ کیوں کہ یہ شکار کا علاقہ تھا اور شکاریوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں ادھر آتی رہتی تھیں۔ ان میں شکار کے شوقین، غیر ملکی سیاح بھی ہوتے تھے۔ یہاں انہیں قیام و طعام کی سہولتیں حاصل ہوتی تھیں اور وہ کئی کئی دنوں تک یہاں مقیم رہتے تھے۔

موٹیل کے چاروں اطراف سے جنگلوں کے سلسلے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اور موٹیل کے قریب ہی ایک چھوٹی سی دیہی آبادی بھی تھی جہاں زیادہ تر شکار کھلانے والے اور ماہی گیر آباد تھے۔ ماہی گیری اُس جھیل میں ہوتی تھی، جو موٹیل کے مشرق میں میلوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

صفدر کی گاڑی کے پیچھے دو اور گاڑیاں بھی موٹیل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئیں۔ اُن سے

اُترنے والے کچھ غیر ملکی تھے اور کچھ مقامی۔ ایک پورٹر صفدر کی گاڑی کے قریب بھی آکھڑا ہوا۔

"مجھے قیام کرنا ہے۔" صفدر نے اُس سے کہا۔

"بہت بہتر جناب۔"

صفدر نے اُتر کر پہلے گاڑی لاک کی پھر ڈکے کھول کر دونوں سوٹ کیس نکلوائے اور اپنا اٹیچی کیس خود سنبھال کر عمارت کی طرف چل پڑا۔ پورٹر دونوں سوٹ کیس اٹھائے اُس کے پیچھے چل رہا تھا۔ صفدر سوچ رہا تھا کہ آخر اُسے کب تک وہاں قیام کرنا پڑے گا؟ اور بقیہ ہدایات کس سے اور کب ملیں گی؟

بہر حال اُسے موٹیل میں کمرہ تو مل گیا تھا.... اور پورٹر دونوں سوٹ کیس کمرے میں چھوڑ کر واپس جا چکا تھا۔ صفدر آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر سگریٹ سلگانے لگا۔ یہاں کسی قدر خنکی تھی اور یہ خنکی ناگوار بھی نہیں گزر رہی تھی۔

پورٹر نے جاتے وقت اس سے پوچھا تھا کہ وہ کھانا کمرے میں طلب کرے گا....! یا ڈائننگ ہال میں کھائے گا۔

"تھوڑی دیر بعد کاؤنٹر پر آکر بتادوں گا۔" صفدر نے اُسے جواب دیا تھا۔ لیکن اب سوچ رہا تھا کہ کم از کم چائے ہی کمرے میں طلب کر لیتا، کیونکہ ذرا دیر آرام کرسی پر ٹک جانے سے گویا تھکن جاگ اٹھی تھی۔ ایک بار پھر سوچنے لگا کہ پتا نہیں کب تک یہاں قیام کرنا پڑے۔ ایکس ٹو کی ہدایت کے مطابق میک اپ میں تھا اور فوجی وردی پہن رکھی تھی۔ صرف ایک ایوننگ سوٹ ساتھ لایا تھا۔ بس وہ بھی اٹیچی میں یوں ہی رکھ لیا تھا۔ دفعتاً وہ چونک کر دونوں سوٹ کیسوں کو گھورنے لگا، جو راستے میں ایک اجنبی سے ملے تھے.... آخر ان میں کیا ہے؟.... بس سوچتا ہی رہا لیکن انہیں کھول نہیں سکتا تھا کیونکہ ایکس ٹو کی طرف سے ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی تھی۔ طویل سانس لے کر وہ اٹھ گیا اٹیچی کیس سے ایوننگ سوٹ اور قمیض نکال کر باتھ روم میں چلا گیا۔ لباس تبدیل کرنے میں دس منٹ سے زیادہ نہیں صرف ہوئے تھے۔

اس کے بعد وہ کمرہ بند کر کے ڈائننگ ہال میں آیا۔ مائیکرو فون سے ہلکی ہلکی موسیقی نشر ہو رہی تھی۔ کچھ میزیں آباد بھی ہو گئی تھیں۔ صفدر نے اُن پر اچٹتی سی نظر ڈالی اور کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر" کاؤنٹر کلرک اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"کچھ نہیں، بس یوں ہی.... میرے ساتھی ابھی نہیں پہنچے۔ میں تنہا ہوں۔"

"تشریف رکھئے جناب....!"

اس نے کاؤنٹر کلرک کے سامنے والے اسٹولوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"میرا خیال ہے، رات گئے خنکی بڑھ جاتی ہو گی؟"

"کسی قدر.... لیکن موسم خوشگوار ہی رہتا ہے، آپ پسند فرمائیں گے۔"

"ضرور.... ضرور! میں تو جہاں سے آیا ہوں وہاں خاصا گرم موسم تھا۔"

"میرا خیال ہے، شاید آپ پہلی بار ادھر آئے ہیں؟"

"گزرتا رہا ہوں، ادھر سے، کبھی یہاں ٹھہرنے کا اتفاق نہیں ہوا....؟"

"یہاں آپ کو ہر طرح کا آرام ملے گا۔"

"جھیل میں مچھلیوں کا شکار بھی ہوتا ہو گا؟"

"جی ہاں، جھیل کے کنارے مناسب مقامات پر ہم نے کیبن بھی بنائے ہیں۔"

"سال بھر بزنس اچھا رہتا ہو گا؟"

"جی نہیں، سردیوں کے دو ماہ زیادہ بہتر نہیں ہوتے۔"

دفعتاً صفدر چونک پڑا۔ اُسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے ہال میں اُس نے کوئی مانوس سا قہقہہ سنا ہو.... چاروں طرف نظر دوڑائی اور ٹھٹھک کر رہ گیا۔ آنکھیں ایک لمبے اور دبلے پتلے آدمی پر جم گئیں جو تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا ویٹر کی کسی بات پر ہنس رہا تھا اور ویٹر اس طرح منہ بنائے کھڑا تھا جیسے نادانستگی میں اُس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو۔ آس پاس کے لوگ بھی اُن کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

صفدر متحیرانہ انداز میں اُسے دیکھتا رہا.... بالکل وہی.... اس کے علاوہ، کوئی فرق نہیں تھا کہ اب اس کا چہرہ ڈاڑھی اور مونچھوں سے بے نیاز تھا۔ پھر ویٹر شاید اظہارِ ندامت کر کے رخصت ہو گیا اور وہ میز پر پڑے ہوئے اخبار کی سرخیاں دیکھنے لگا۔

صفدر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔ پھر کاؤنٹر کلرک کی طرف مڑ کر بولا۔

"شاید یہ بے چارہ بھی میری ہی طرح تنہا ہے؟"

"نہیں صاحب! یہ تو کئی آدمی ہیں اور جھیل والے کیبنوں میں ان کا قیام ہے۔"

"جب تک میرے ساتھی یہاں نہ پہنچیں، مجھے کسی سے جان پہچان ہی پیدا کرنی چاہئے۔" وہ ایک ایسے آدمی کا تاثر دینا چاہتا تھا جسے بکواس کے بغیر چین ہی نہ آتا ہو۔

"ضرور.... ضرور، جناب!" کاؤنٹر کلرک سر ہلا کر بولا۔ "یہ صاحب خاصے ہنس مکھ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

صفدر اٹھ کر اُس میز کے پاس پہنچا اور دراز قد اجنبی نے سر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اُس نے کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں بیٹھ جاؤں۔"

صفدر نے آواز بدلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اُس نے اُسے چونکتے دیکھا۔

"ضرور، ضرور۔" وہ جلدی سے بولا اور صفدر بدستور اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔

"ضرورت یوں پیش آئی اسکی....!" صفدر مسکرا کر بولا۔ "آپ میرے ایک شناسا کے ہمشکل ہیں۔"

"اور مجھے آپ کی آواز کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی ہے۔" اجنبی نے کہا۔

"لیکن مجھے، اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔" صفدر نے کہا۔

"تو پھر میں کیوں اپنے کانوں پر یقین کروں۔" اجنبی مسکرا کر بولا۔

"میرا نام صفدر ہے۔"

"اور میں جیمسن ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اور میں تمہیں چھو سکتا ہوں۔"

"بالکل، تم مجھے گوشت پوست ہی کا پاؤ گے۔ بھوت نہیں ہوں۔"

"یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"کیا وہ سامان ساتھ ہے؟" جیمسن نے پوچھا۔

"اوہ، تو کیا.... وہ تمہارے لئے تھا؟ دو سوٹ کیس ہیں۔"

"کہاں ہیں؟"

"میرے کمرے میں۔"

"انہیں گاڑی کی ڈکے ہی میں کیوں نہیں رہنے دیا تھا۔ ہم کسی وقت نکال لے جاتے۔"

"ہم سے کیا مراد ہے؟"

"اوہ، تو کیا تمہیں نہیں معلوم؟"

"کیا نہیں معلوم؟"

"میں تنہا نہیں ہوں۔ بادشاہ سلامت اور حبشی غلام بھی ہے۔"

"یعنی کہ.... یعنی کہ...."

"کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں ہز میجسٹی کو اطلاع دے دوں گا.... کس کمرے میں قیام ہے؟"

"کمرہ نمبر آٹھ۔"

"بس، اب دوسری باتیں کرو۔" جیمسن نے آہستہ سے کہا۔ لیکن صفدر کی حالت عجیب تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا یا کہنا چاہئے کیونکہ بادشاہ سلامت کا مطلب تھا، عمران اور حبشی غلام ظاہر ہے کہ جوزف ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ قصہ کیا ہے؟

"تم خاموش کیوں ہو گئے؟" جیمسن نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہی سوچ رہا تھا، جن لوگوں کا قل بھی ہو چکا ہو، وہ اب کیسے نظر آئیں گے؟"

"میں کیسا لگ رہا ہوں؟ میری تو برسی بھی ہو چکی ہے۔"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا.... اُدھر وہاں، اُن کی بیوہ نے سارا شہر سر پر اٹھا رکھا ہے۔"

"ہز میجسٹی کو اس کا علم ہے کہ ملکۂ عالم دارالحکومت میں پہنچ چکی ہیں۔"

"تم صرف دارالحکومت کی بات کر رہے ہو۔ والد صاحب تو انہیں محلسرا میں لے گئے ہیں۔"

"یہ خبر ہز میجسٹی کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گی۔ خیر میں نے کافی منگوائی ہے۔ تم بھی پی لینا.... اور اس کے بعد میں یہاں سے جا کر ہز میجسٹی کو حالات سے مطلع کر دوں گا۔ میں نے کہا تھا کہ اب دوسری باتیں کرو۔"

"تم کہاں تھے؟"

"ہز میجسٹی مناسب سمجھیں گے تو بتا دیں گے۔ خود مجھے زبان کھولنے کا حکم نہیں ہے۔"

"تو کیا تمہیں علم تھا کہ مجھ سے یہیں ملاقات ہو گی؟"

"ہاں، ہز میجسٹی نے مجھے یہاں اسی لئے بھیجا تھا۔"

اتنے میں ویٹر کافی لے آیا.... اور جیمسن نے اس سے ایک پیالی اور لانے کو کہا۔

"ڈاڑھی کے بغیر تمہاری شخصیت صفر ہو کر رہ جاتی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"اور اپنا وزن بھی کم لگنے لگتا ہے لیکن مجبوری.... ہز میجسٹی کا خیال ہے کہ غریب الوطنی میں وزن کم ہی رکھنا چاہئے۔"

"میں جلد از جلد اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔" صفدر نے کہا۔ "تم لوگ شاید اُن کیبنوں میں مقیم ہو؟"

"تمہیں کیا معلوم؟"

"کاؤنٹر کلرک نے بتایا تھا۔"

"کیا تم نے اُس سے میرے بارے میں کچھ پوچھا تھا؟"

"بس خیال ظاہر کیا تھا کہ تم تنہا ہی معلوم ہوتے ہو لیکن اُس نے بتایا تھا کہ تمہارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں۔"

"تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ خیر کافی پی کر اپنے کمرے میں چلے جاؤ اور رخصت ہوتے وقت مجھ سے مصافحہ ضرور کرنا۔"

"ہوں۔" صفدر پُر تفکر انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"یہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے۔ بھوک کھل کر لگتی ہے اور اُدھر کیبنوں میں کچھ لڑکیاں بھی ہیں۔ ارے ہاں، میرے پرنس کا کیا حال ہے؟ وہ بھی مجھے کبھی یاد کرتے ہیں۔"

"ظفر الملک چھ ماہ سے یورپ میں کہیں مقیم ہے۔"

"افسوس کہ اُن سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔"

"وہ بھی تمہارے نام کے ساتھ مرحوم لگاتا رہا ہے۔"

"اور میں عیش کر رہا تھا۔"

"کہاں تھے؟"

"پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اگر ہز میجسٹی مناسب سمجھیں گے تو بتا دیں گے۔"

"خیر.... خیر....!"

دوسری پیالی بھی آگئی تھی۔ جیمسن کافی بنانے لگا۔ صفدر کی نظر اُس کے چہرے پر جمی ہوئی تھی اور مسلسل عمران کے بارے میں سوچے جارہا تھا۔ غرق ہوئے تھے سمندر میں، اور اب ایک پہاڑ کی ترائی سے برآمد ہو رہے ہیں۔

کافی پی کر وہ اٹھ گیا۔ جیمسن بھی اُس کے ساتھ ہی اٹھا اور دونوں نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور پھر صفدر نے اپنے کمرے کی راہ لی۔ ابھی بھوک بھی نہیں محسوس ہوئی تھی۔ ویسے جاتے جاتے اُس نے کاؤنٹر کلرک کو آگاہ کر دیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے کے بعد کھانا اپنے کمرے میں کھائے گا۔

کمرے میں پہنچ کر وہ پھر آرام کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ ذہن الجھ کر رہ گیا تھا۔ ڈیڑھ سال پہلے تنزانیہ میں مفقود الخبر ہو جانے کے بعد جیمسن اچانک اس طرح ملا.... اور یہی نہیں.... عمران اور جوزف بھی اُس کے ساتھ تھے، جنہیں سمندر کی گہرائی نے نگل لیا تھا۔

اس نے ایک سگریٹ سلگائی اور اضطراب پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا جو لحظہ بہ لحظہ بڑھتا ہی جارہا تھا۔ آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"پلیز! کم ان۔" اُس نے اونچی آواز میں کہا اور جیمسن دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔

"آؤ.... آؤ!" صفدر اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھوں گا نہیں۔ کہا گیا ہے کہ تم صبح نو بجے یہاں سے رحبان کی چوکی کی طرف روانہ ہو جاؤ گے۔ سامان تمہارے ساتھ ہوگا۔ کمرہ انگیج ہی رکھنا۔ کیونکہ شاید تمہیں پھر یہیں واپس آنا پڑے۔"

"اچھا۔" صفدر طویل سانس لے کر بولا۔ "تو عمران صاحب سے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکے گی۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"پھر کیا صورت ہوگی؟"

"میں کچھ نہیں جانتا مسٹر صفدر! مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا۔ تم تک پہنچا دیا۔"

"تو اب کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔" صفدر جھنجھلا کر بولا۔ "میں نے سن لیا ہے اسی کے مطابق عمل کروں گا۔"

"اتنی ناراضگی؟" جیمسن ہنس کر بولا۔ "ہم شاید ڈیڑھ سال بعد ملے ہیں۔" صفدر کچھ نہ بولا۔

"اچھی بات، کل راستے ہی میں کہیں ملاقات ہوگی۔"

"پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ تم کچھ نہیں جانتے۔"

"بائی.... بائی۔" وہ ہنستا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

دوسری صبح صفدر نے پھر فوجی وردی پہنی اور پورٹر کو بلا کر دونوں سوٹ کیس اٹھوائے۔

کنجی، کاؤنٹر کلرک کے سپرد کر کے بولا۔ "میں ذرا چوکی تک جا رہا ہوں۔ اگر اس دوران میں کوئی میرے بارے میں پوچھے تو بتا دینا کہ میرا قیام کمرہ نمبر آٹھ میں ہے اور میری واپسی شام تک ہو گی۔"

"بہت بہتر جناب۔"

دونوں سوٹ کیس ڈکے میں رکھوا کر پورٹر کو ٹپ دی۔ وہ سلام کر کے رخصت ہو گیا۔

یہاں سے رحبان کی چوکی کا فاصلہ قریباً ڈھائی میل تھا۔ صفدر ایک ہی میل چلا ہو گا کہ اچانک اُسے رک جانا پڑا۔ ایک آدمی بیچ سڑک پر ہاتھ اٹھائے کھڑا نظر آیا۔ صفدر نے اُس کے قریب ہی پہنچ کر بریک لگائے اور وہ اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ یہ جیمسن تھا۔

"اِدھر گاڑی لے چلو۔" وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتا ہوا بولا۔ اس نے بائیں جانب ایک کچے اور ناہموار راستے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

صفدر نے گاڑی اُدھر ہی موڑ دی اور جیمسن نے پوچھا۔ "رات کیسی گزری؟"

"یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔" صفدر بھنا کر بولا۔

جیمسن نے قہقہہ لگایا۔

"پہلے تو تم بہت گھنے تھے۔ آخر اس خوش مزاجی کی وجہ۔" صفدر نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"میرے مزاج کے موسم بدلتے رہتے ہیں۔ آج کل صرف محبت کرتا ہوں اور خوش رہتا ہوں۔"

"پیدل۔"

"پیدل میں دیر لگتی ہے۔ خلائی دور کی محبت میں راکٹ چلتا ہے۔"

ناہموار راستے پر خاصے جھٹکے لگ رہے تھے۔ حالانکہ صفدر بہت محتاط ہو کر ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"بس اب رک جاؤ۔" جیمسن بولا۔

صفدر نے گاڑی روکی اور بوکھلا کر نیچے اُتر آیا۔ کیونکہ اُس نے دائیں جانب والی چٹان کی اوٹ سے عمران اور جوزف کو برآمد ہوتے دیکھ لیا تھا۔

"بدحواس ہونے کی ضرورت نہیں۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ہم سچ مچ بھوت نہیں ہیں۔"

"خدا ہی جانے۔ سمندر میں غرق ہو کر پہاڑ کی ترائی سے برآمد ہو رہے ہیں۔"

"سامان کہاں ہے؟"

"ڈکے میں۔" صفدر ڈکے اٹھاتا ہوا بولا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر دونوں سوٹ کیس نکال لیے اور انہیں اٹھائے ہوئے پھر اسی چٹان کی اوٹ میں چلا گیا۔

"چند غیر ملکی ایجنٹوں کے گھیرے میں ہوں۔" عمران نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آخر کیوں؟ آپ نے بتایا تھا کہ باؤل دے سوف والی پینٹنگ کسی پارٹی نے جلا دی تھی۔"

"وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اُس کا کوئی فوٹو گراف بھی لیا تھا، جس کا نگیٹو میرے پاس محفوظ ہے اور پھر ایک چکر اور بھی ہو گیا ہے۔" عمران نے کہا اور مختصراً اپنے مریخ کے سفر کے بارے میں بتانے لگا۔

"خدا کی پناہ!" صفدر اُس کے خاموش ہونے پر بولا۔ "تو وہ سارا ڈرامہ حقیقت پر مبنی تھا؟"

"میں اسے حقیقت نہیں کہہ سکتا۔ بس یہ سمجھ لو کہ واقعیت یہی تھی۔"

"تو پھر اب کیا چکر ہے؟"

"ایک ملک کے ایجنٹ، مجھے گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدشہ ہے کہ اغوا کا کیس بن جائے۔"

"کس کے خلاف؟" صفدر آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"اُن ہی کے خلاف۔"

"میں کچھ نہیں سمجھا۔"

"خدا کرے کچھ نہ سمجھو۔" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "ہز میجسٹی اپنے اغوا کی بات کر رہے ہیں۔"

"اوہ!" صفدر ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔

"چلو.... اُدھر ہی چلو۔" عمران اسی چٹان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا جس کے عقب سے وہ برآمد ہوئے تھے۔

اُدھر ایک خاصا کشادہ غار تھا جس میں وہ اُترتے چلے گئے۔ نیچے پہنچ کر عمران نے کہا "فی الحال یہیں قیام کرنا ہے۔"

"لیکن آپ لوگ تو جھیل کے کنارے والے کسی ہٹ میں مقیم تھے۔" صفدر بولا۔

"اُسے چھوڑ دیا گیا ہے۔"

"مجھے تو اس پر حیرت ہے جناب!" جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔ "کہ ڈی جی صاحب اُس عورت کو گھر لے گئے ہیں۔"

عمران نے ہنس کر کہا۔ "بیٹا جائے جہنم میں لیکن بہو تو گھر کی عزت ہوتی ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا، باس؟" جوزف بولا۔ "آخر تمہارے باپ نے اس پر یقین کیسے کر لیا؟"

"میرے ہی باپ ہیں۔ اس لئے فوراً گھر لے گئے ہوں گے کہ اخبارات اسکینڈل نہ بنائیں۔"

"یہی بات ہو سکتی ہے۔" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"لیکن اب کیا سوچا ہے، آپ نے؟" صفدر نے پوچھا۔

"بس اُن لوگوں کے ہتھے نہیں چڑھنا چاہتا۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "وہ مجھے ہر طرف سے گھیر رہے ہیں۔ شاید ملک میں داخلے کے کسی امکانی راستے کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید اس سرحدی چوکی کی طرف اُن کی توجہ مبذول نہ ہو لیکن وہ یہاں بھی موجود ہیں۔"

"اِدھر کہاں ہیں؟" صفدر نے پوچھا۔

"اُس ہوٹیل میں، جہاں تمہارا قیام ہے۔ اسی لئے تو ہمیں جھیل کے کنارے والا ہٹ چھوڑنا پڑا ہے۔"

"اندازاً کتنے ہوں گے؟"

"میں صرف ایک کو پہچان سکا ہوں۔ کیونکہ اُس کا تعلق ہمارے یہاں اُن کے سفارت خانے سے ہے۔"

"ہوٹیل ہی میں مقیم ہے؟"

"ہاں، رابرٹ لاسکی نام ہے۔ بھوری فرنچ کٹ ڈاڑھی والا۔"

"ہاں شاید میں نے اُسے ڈائننگ روم میں دیکھا تھا۔" صفدر نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"میں تو کہتا ہوں، ایک آدھ کی مرمت کر دی جائے۔" جیمسن بولا۔

"اس سے کیا ہوگا؟" عمران نے اُسے گھور کر پوچھا۔

"وہی جو مرمت سے ہوتا ہے۔"

"کوئی فائدہ نہیں۔ مجھے کسی نہ کسی طرح سر سلطان تک پہنچنا ہے۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے۔"

"تو یہ جو سامان آپ نے منگوایا ہے؟" صفدر نے سوال کیا۔

"اس میں میک اپ کا سامان اور اسلحہ ہے اور کچھ کپڑے ہیں۔"

"اور مجھے اب کیا کرنا ہے؟"

"شام تک ہوٹیل واپس جاؤ گے اور تمہارے ساتھ وہ دوست بھی ہوں گے جن کا تمہیں انتظار تھا۔"

"یعنی، آپ لوگ.... میک اپ میں...."

"میں اور جیمسن.... جوزف اپنی رنگت کی بناء پر چھپ نہیں سکے گا۔"

"تو پھر یہ بے چارا کہاں جائے گا؟"

"فی الحال اسی غار تک محدود رہے گا۔"

"مجھے تو اُن محترمہ کی فکر ہے جو آپ کی کوٹھی میں براجمان ہیں۔" جیمسن ہنس کر بولا۔

"اُس کی فکر نہیں۔"

"اور وہ بھی تنہا نہیں ہو سکتی۔" صفدر بولا۔ "اُسکے آس پاس ہی کچھ اور لوگ بھی ہوں گے۔"

"اس کے سلسلے میں بھی، میں ایکس ٹو کو مشورہ دے چکا ہوں۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"اس بار آپ پڑے ہیں چکر میں، یور میجسٹی۔" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"بہت دنوں کے بعد زندگی کا احساس ہوا ہے۔ ورنہ میں تو خود کو مشین سمجھنے لگا تھا۔" جوزف عجیب انداز میں مسکرایا تھا۔ عمران نے اُسے گھور کر دیکھا اور بے ساختہ ہنس پڑا۔ "کیوں، کیا ہوا ہے تجھے؟"

"کک.... کچھ نہیں باس۔" وہ سنجیدہ ہونے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "مجھے مادام کروچی یاد آ گئی تھیں۔"

"کس بات پر؟"

"یہی زندگی کے احساس کی بات سن کر۔"

"یہ مادام کروچی کون ہیں؟" صفدر نے پوچھا اور عمران اُسے اس کے بارے میں بتانے لگا۔

"کہیں سچ مچ مریخ ہی پر نہ ہو آئے ہوں۔" صفدر بولا۔

"سائینسی ترقی میں وہ لوگ ساری دنیا کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اس لئے میں اسے ایک شعبدے

سے زیادہ اہمیت دینے کو تیار نہیں ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں ساتھ نہیں تھا۔"

"اور مجھے افسوس ہے کہ اس چکر میں میری گورنری گئی۔" جیمسن بولا۔ "کیا کیا بیوٹیاں ہر وقت گھیرے رہتی تھیں۔"

"شکر ہے تمہیں دیکھنے کے لئے مجھے محدب شیشہ نہیں استعمال کرنا پڑا تھا۔" عمران نے کہا اور جیمسن کھسیانی سی مسکراہٹ کے ساتھ خاموش ہو گیا۔

"تو پھر آپ لوگ کب واپس چلیں گے؟" صفدر نے پوچھا۔

"شام سے پہلے ہوٹیل میں داخل ہونا مناسب نہ ہوگا۔" عمران بولا۔

"تو پھر یہ وقت کیسے گزارا جائے؟"

"جوزف، ہمیں اپنی زبان کے جنگی ترانے سنائے گا۔"

وہ جوزف کی طرف مڑے لیکن جوزف عجیب حال میں نظر آیا۔ کسی چوکنے شکاری جانور کی طرح اس ڈھلان کی طرف تک رہا تھا جس سے اُتر کر وہ غار تک پہنچے تھے۔ ساتھ ہی اس نے اس انداز میں ہاتھ بھی اٹھا رکھا تھا جیسے انہیں خاموش رہنے کی تاکید کر رہا ہو۔

عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور بڑی پھرتی سے غار کے دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ اسی طرح جوزف نے بھی اٹھ کر دہانے کی بائیں جانب پوزیشن سنبھال لی اور عمران نے اُن دونوں کو اشارہ کیا کہ جہاں ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔

صفدر خاصا معاملہ فہم آدمی تھا۔ اس لئے جیمسن کے استعجاب کو رفع کرنے کے لئے اُن بیوٹیوں کے بارے میں پوچھنے لگا جن کا ذکر ذرا دیر پہلے اُس نے کیا تھا۔

"کیا چکر ہے؟" جیمسن نے آہستہ سے پوچھا۔

"معمول کے مطابق باتیں کرتے رہو۔ میرا خیال ہے کہ کوئی آرہا ہے۔"

"مجھے تو کچھ بھی نہیں محسوس ہوا۔"

"ابھی حال ہی میں گورنری سے ریٹائر ہوئے ہو۔ ہمیں ایسا کوئی موقع نصیب نہیں ہوا۔"

"چوٹ نہ کرو۔ جوزف جیسا ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ نادیدہ اور اچانک حملوں کے سلسلے میں وہ چھٹی حس رکھتا ہے۔"

دفعتاً اُنہیں غار کے دہانے پر دو افراد نظر آئے جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔ صفدر دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اٹھ گیا۔ جیمسن نے بھی اس کی تقلید کی اور پھر جیسے ہی وہ دونوں مسلح آدمی غار میں داخل ہوئے جوزف اور عمران اُن پر ٹوٹ پڑے۔ اسٹین گنیں اُن کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا پڑیں جن پر جیمسن اور صفدر نے قبضہ کر لیا۔ دونوں مقامی آدمی تھے جلد ہی قابو میں آگئے اور عمران انہیں اُن کی نگرانی میں چھوڑ کر باہر آگیا۔

سامنے کی بات تھی کہ صفدر کی گاڑی نے اُن دونوں مسلح آدمیوں کی رہنمائی کی ہو گی۔ لہٰذا اسے کم سے کم یہ تو دیکھ ہی لینا چاہئے کہ اور بھی تو نہیں ہیں۔

صفدر کی گاڑی تک پہنچنے کے لئے اُس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور شاید یہی درست فیصلہ تھا کیونکہ جب وہ کسی قدر بلندی پر پہنچا تو اُس راستے پر بھی ایک مسلح آدمی دکھائی دیا جس سے گزر کر وہ صفدر سمیت غار میں داخل ہوا تھا۔ جھکا جھکا وہ کچھ اور آگے بڑھا۔ یہاں سے صفدر کی جیپ نظر آرہی تھی۔ اُس کے قریب ہی ایک اسٹیشن ویگن بھی دکھائی دی اور اس اسٹیشن ویگن کی اگلی سیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جس سے دو ٹانگیں باہر نکلی دکھائی دے رہی تھیں۔ پھر چہرہ بھی نظر آیا۔ بھوری فرنچ کٹ ڈاڑھی والا سفید فام رابرٹ لاسکی، پائپ کا دھواں فضا میں منتشر کر رہا تھا۔

عمران پھر پلٹا اور اُدھر چل پڑا جہاں تیسرا مسلح آدمی کھڑا تھا۔ یہ بھی سفید فام ہی تھا اور اُس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ اسٹین گن ہی اُس کے ہاتھوں میں بھی نظر آئی۔ وہ آہستہ آہستہ اُس کی طرف بڑھتا رہا۔ بہت احتیاط کی ضرورت تھی۔ وہ اُس پر چھلانگ نہیں لگا سکتا تھا کیونکہ اسٹین گن اُس کے ہاتھ میں تھی۔ اضطراری طور پر بھی اُسکا ٹریگر دب سکتا تھا اور برسٹ کی آواز پر گاڑی میں بیٹھا ہوا آدمی ہوشیار ہو جاتا۔ مسلح آدمی راستے کی نگرانی کر رہا تھا جس سے گزر کر اُس کے دونوں مقامی ساتھی غار تک پہنچے تھے۔

عمران آہستہ آہستہ اُس کی جانب بڑھتا رہا۔ وہ اس انداز میں حملہ کرنا چاہتا تھا کہ حواس فوری طور پر معطل ہو جائیں اور اسٹین گن اُس کی گرفت سے نکل جائے۔ قریب پہنچ کر ایک جچا تلا ہاتھ اُس کی گدی پر رسید کیا اور وہ کسی قسم کی آواز نکالے بغیر ڈھیر ہو گیا۔ اسٹین گن اُس کے گرنے سے پہلے ہی ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھی۔

عمران نے اُسے اٹھا لیا اور تھوڑی سی زور آزمائی گرے ہوئے آدمی کی کنپٹیوں پر بھی کر ڈالی۔

غالباً بے ہوشی کے وقفے میں اضافہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد وہ پھر اُسی طرف مڑا جدھر سے آیا تھا۔ بھوری ڈاڑھی والے کے عقب میں جا پہنچنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اُسے کچھ سوچنے سمجھنے کی مہلت بھی نہیں مل سکی تھی۔ اسٹین گن کی شکل دیکھی اور چپ چاپ ہاتھ اٹھائے ہوئے گاڑی سے باہر آگیا۔

"چلو" عمران نے چٹان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اور چلتے رہو۔"

بھوری ڈاڑھی والے کی آنکھوں سے گہری نفرت جھانک رہی تھی۔ لیکن اُسے چپ چاپ تعمیل کرنی پڑی۔ وہ اُسے غار والے راستے پر لے آیا۔ اس طرح کہ وہ اپنے ایک مسلح ساتھی کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔

"اب بائیں مڑو۔" عمران نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

اسی طرح وہ اُسے غار میں اُتار لے گیا۔ اُس کے دونوں مقامی ساتھی ایک جانب سر ڈالے بیٹھے تھے۔

"تم اچھا نہیں کر رہے ہو۔" بھوری ڈاڑھی والا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ لیکن عمران اُس سے کچھ کہے بغیر جوزف اور صفدر سے مخاطب ہوا۔ "باہر بھی ایک بیہوش آدمی موجود ہے۔ راستے کے موڑ کے قریب۔ اُسے بھی اٹھالاؤ۔"

جیمسن دونوں مقامی آدمیوں کو کور کیے رہا اور وہ دونوں باہر چلے گئے۔ بھوری ڈاڑھی والا ہاتھ اٹھائے ہوئے عمران کیطرف مڑا اور انتہائی تنفر آمیز لہجے میں بولا۔ "تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"ہم لوگ بنایا کرتے ہیں۔ بگاڑنا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"لیکن شاید تم مجھے نہیں جانتے؟"

"اتنا ہی کافی ہے کہ تم مجھے جانتے ہو، مسٹر رابرٹ لاسکی!"

"اوہ! تو تم مجھے جانتے ہو۔"

"جب تم مجھے جانتے ہو تو بھلا میں کیوں نہ جانوں گا۔ لیکن یہ ضرور پوچھوں گا کہ آخر تم لوگ اس طرح میرا تعاقب کیوں کر رہے ہو؟"

"تم ہمارے ملک میں غیر قانونی طور پر داخل ہوئے تھے اور فرار ہوگئے تھے۔"

"تو پھر تمہیں چاہئے کہ میری حکومت کو اس سے باخبر کرو۔ وہ مجھے سزا دے گی۔ تمہیں ذاتی

طور پر اس کا حق نہیں پہنچتا کہ میرے ہی ملک میں مجھے گھیرنے کی کوشش کرو۔"

"ہم اپنی حکومت کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔"

"یہ بہت بُری بات ہے، مسٹر لاسکی! تمہیں صرف اپنے سفارت خانے تک محدود رہ کر اپنی حکومت کے احکامات کی تعمیل کرنی چاہئے۔"

"بہتر یہی ہے کہ خود کو ہمارے حوالے کردو۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا مسٹر لاسکی؟"

"اُس کے بعد کے لئے احکامات ابھی نہیں ملے۔"

"یعنی دوسرے احکامات ملنے تک میں تمہارا قیدی رہوں گا۔"

"ظاہر ہے۔"

"لیکن اب تم ایسی پوزیشن میں نہیں ہو کہ مجھے اپنا قیدی بنا سکو۔" وہ کچھ نہ بولا لیکن اُس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار نہیں تھے۔ "کیا تم لوگ مجھے اپنا قیدی بنا سکتے ہو؟"

"ہمارے لئے ناممکن نہیں ہے۔"

"اپنے ملک میں تو بنا نہیں سکے تھے۔"

"وہاں جو کچھ ہوا اس کا مجھے علم نہیں ہے۔"

"لیکن ڈیلیا موران والے قصے سے تو آگاہ ہو گے؟"

"میں کچھ نہیں جانتا۔"

"اگر تم چاروں کو مار کر یہیں دفن کردیا جائے تو....؟"

"تم اس کی جرأت نہیں کرسکتے۔"

"مجھے کون روکے گا؟"

"میری گمشدگی کی جوابدہی تمہاری حکومت کو کرنی پڑے گی۔"

"اور اگر تم چاروں کی کشتی ہوٹل والی جھیل میں غرق ہوجائے تو کیسی رہے گی؟"

رابرٹ لاسکی تھوک نگل کر رہ گیا۔

"تمہاری لاشیں جھیل سے نکالی جائیں گی اور وہ ایک اتفاقی حادثہ قرار دے دیا جائے گا۔"

"لیکن اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔" رابرٹ لاسکی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیونکہ

تمہاری تلاش میں صرف میں ہی نہیں تھا اور بھی ہیں اور وہ ہر حال میں تمہیں یہاں سے نکال لے جائیں گے۔ تم ہمارے وسائل سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو۔"

"اچھا تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"خاموشی سے میرے ساتھ چلے چلو۔"

"اُس کے بعد کیا ہو گا؟"

"نہایت عزت واحترام سے تمہیں اپنے ملک بھجوادوں گا۔"

"وہاں کیا ہو گا؟"

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم انہیں کیوں مطلوب ہو تو یہ بھی بتادیتا۔"

اتنے میں صفدر اور جوزف تیسرے کو بھی ٹانگاٹولی کر کے وہیں اٹھالائے۔ وہ ابھی تک بیہوش تھا۔ اسے ایک طرف ڈال دیا گیا۔

"کیا تم نے اسے مار ڈالا؟" رابرٹ لاسکی نے بوکھلا کر پوچھا۔

"نہیں، ابھی تو صرف بیہوش ہے۔"

"جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمہاری حکومت کو بھی پسند نہیں آئے گا۔"

"میری حکومت کی طرف سے اظہارِ رائے کا تمہیں حق نہیں پہنچتا۔"

"کیا تم اپنی حکومت میں ہماری پوزیشن سے واقف نہیں ہو؟"

"یہ باتیں سیاستدان جانیں۔ میں تو صرف ٹھونکنے پیٹنے والوں میں سے ہوں۔"

"میرے علم کے مطابق تم ایک قطعی غیر ذمہ دار آدمی ہو۔"

"اسی لئے حکومت بھی میرے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتی۔"

"پھر کہتا ہوں۔ اچھی طرح سوچ لو۔"

"یعنی خود کو تمہارے حوالے کر دوں؟" عمران ہنس کر بولا۔

"بہتری کی یہی صورت ہو گی۔"

"نہ مجھے بہتری سے کوئی دلچسپی ہے، نہ صورت سے۔"

"قصہ ختم بھی کرو [illegible]" جوزف بولا۔

"کس طرح؟"

"بس، جو بھی ہاتھ آئے اُسے ختم کر دو۔"

"تم نے سنا یہ کیا کہہ رہا ہے؟" عمران نے رابرٹ لاسکی سے پوچھا۔

وہ کچھ نہ بولا اور تنفر آمیز نظروں سے انہیں دیکھتا رہا۔

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ یہ لوگ یہاں پہنچے کس طرح؟" صفدر بول پڑا۔

"انہیں تم پر شبہ ہو گیا تھا۔ اسلئے انہوں نے تمہاری گاڑی میں الیکٹرونک بگ ضرور لگایا ہو گا۔ اسی کے سہارے تمہاری گاڑی تک پہنچ گئے ہوں گے کیوں مسٹر لاسکی کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" رابرٹ لاسکی سر ہلا کر بولا۔ "اور یہ بھی سن لو کہ سفارت خانہ میری نقل و حرکت سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اگر یہاں سے میری واپسی نہ ہوئی تو تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ کیا ہو گا۔"

"مجھے اُن دوسروں کے نام اور پتے بتاؤ، جو میری تلاش میں نکلے ہیں؟"

"میں اپنے علاوہ اور کسی کا بھی نام اور پتا نہیں جانتا۔"

"اس کا کیا نام ہے؟" عمران نے بیہوش سفید فام کی طرف اشارہ کیا۔

"نمبر بتا سکتا ہوں۔ نام کا علم میرے فرشتوں کو بھی نہیں۔"

"تو گویا یہ یہاں نووارد ہے؟"

"ظاہر ہے اس کا تعلق سفارت خانے سے نہیں ہے۔"

"اندازاً کتنے نمبر اس وقت یہاں برسرکار ہیں؟"

"یہ بھی میں نہیں جانتا۔"

"خیر.... خیر.... فکر نہیں۔ میں ہر نمبر کو ضرب دیتا چلا جاؤں گا اور حاصل ضرب کے نتیجے میں گرینڈ ٹوٹل تم بھی دیکھو گے اور تمہاری حکومت بھی اس سے بہرہ ور ہو گی۔" عمران نے کہا اور جوزف سے بولا۔ "ان تینوں کے ہاتھ پیر باندھ دو۔"

"دیکھو میں پھر تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔" رابرٹ لاسکی بولا۔

"میں پوری طرح آگاہ ہوں۔ تم بے فکری سے اپنے ہاتھ پیر بندھوالو۔"

دونوں مقامی آدمیوں اور رابرٹ لاسکی کے ہاتھ پیر باندھ دیئے گئے اور پھر عمران نے جوزف سے کہا۔ "آنے والے سوٹ کیسوں میں سے کسی میں فرسٹ ایڈ بکس بھی ہو گا نکالو اُسے۔"

جوزف اُدھر متوجہ ہو گیا اور عمران ان دونوں مقامی آدمیوں کو گھورنے لگا جو غار میں داخل ہوئے تھے۔ وہ دونوں بے حد خوفزدہ نظر آ رہے تھے اور ان میں سے کوئی ابھی تک کچھ نہیں بولا تھا۔

"اب تم دونوں اپنی سناؤ۔" دفعتاً عمران نے انہیں مخاطب کیا۔

ایک تو خوف سے ہکلا کر رہ گیا لیکن دوسرے نے کہا۔ "ہم کچھ نہیں جانتے جناب! ہم سے تو یہ کہا گیا تھا کہ ہمیں ایک چور کو تلاش کرنا ہے جو سفارت خانے سے کچھ اہم کاغذات لے گیا ہے.... اور کاغذات ایسے ہیں کہ اُن کی گمشدگی کی اطلاع پولیس کو بھی نہیں دی جاسکتی۔

"اور تم معقول معاوضے پر تیار ہو گئے۔"

"جج.... جی ہاں۔"

"حالانکہ تمہارا فرض تھا کہ تم پہلے اس سودے کی اطلاع پولیس کو دیتے۔ کیونکہ یہ ایک غیر ملکی سفارتخانے کا معاملہ تھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اپنے طور پر کسی غیر ملکی سفارتخانے کا کوئی کام کرنا جرم ہے؟"

"ہم نہیں جانتے تھے۔"

"تو اب سنو کہ ہماری حکومت کی بے خبری میں یہ لوگ جو کام بھی مقامی لوگوں سے لیتے ہیں وہ قطعی غیر قانونی حیثیت رکھتا ہے۔ قابل سزا جرم ہے۔"

"ہمیں نہیں معلوم تھا جناب!"

"بکواس مت کرو۔ تم پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہو۔"

"بیروزگاری اور مفلسی سب کچھ کرا چھوڑتی ہے۔" دوسرا بدقت بولا۔

"ہوس اور لالچ کا نام بھی لو، ساتھ ہی ساتھ۔"

وہ خاموش ہو گئے۔ جوزف نے فرسٹ ایڈ بکس لا کر عمران کے قریب رکھ دیا تھا۔ اُس نے اُس میں سے ایک ہائپوڈرمک سرنج نکالی اور ایک نیلے رنگ کی شیشی سے کسی سیال کی تھوڑی سی مقدار اس میں کھینچ لی.... پھر جوزف سے بولا۔ "انٹراوینس ہے، تم اس کا بایاں بازو دباؤ۔"

"یہ.... یہ کیا کر رہے ہو؟" رابرٹ لاسکی تیز لہجے میں بولا۔

"خاموشی سے دیکھتے رہو.... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔" عمران نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ پھر صفدر سے بولا تم باہر جا کر دونوں گاڑیوں کی نگرانی کرو اور اس پر نظر رکھو کہ اور کوئی

تو ادھر نہیں آتا۔"

صفدر ایک اسٹین گن سنبھالے ہوئے غار سے باہر چلا گیا۔ اتنی دیر میں جوزف بیہوش سفید فام کی وہ نس اُبھار چکا تھا جس میں انجکشن دینا تھا۔ عمران نے بڑی احتیاط سے سرنج کا سیال اُس کے جسم میں منتقل کر دیا اور خالی سرنج جوزف کی طرف بڑھاتا ہوا رابرٹ لاسکی سے بولا۔ "ہمارے وسائل محدود ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر ہم چاہیں تو اس وحشیانہ مقابلے کی دوڑ میں تمہارے شانہ بشانہ رہ سکتے ہیں۔ ذہانت پر کسی ایک قوم کی اجارہ داری نہیں ہے کیونکہ یہ قدرت کا عطیہ ہے اور اُس نے کسی کو بھی اس سے محروم نہیں رکھا یہ اور بات ہے کہ بعض لوگ اس کے مظاہرے میں بھی کاہلی سے کام لیتے ہوں۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔"

"ابھی خود ہی دیکھ لو گے۔ زبان سے کہنے سے کیا فائدہ؟"

"اگر اسے کوئی نقصان پہنچا تو نتیجے کے خود ذمہ دار ہو گے۔"

"میرا مشورہ ہے کہ اب یہ تحکمانہ انداز ترک کر دو۔"

"تم نے کیا انجکٹ کیا ہے؟"

"بلاضرورت خون بہانا مجھے پسند نہیں ہے۔"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"اس سے زیادہ باتیں نہ کیجئے یور میجسٹی!" جیمسن بول پڑا۔

"یور میجسٹی.... کیا مطلب....؟" رابرٹ لاسکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ لوگ مجھے اپنی مملکت کا بادشاہ سمجھتے ہیں۔" عمران نے شرما کر کہا۔

"کس مملکت کی بات کر رہے ہو؟"

"اے، تم خاموش رہو۔" جیمسن رابرٹ کو آنکھیں دکھا کر بولا۔

"اوہ، تو تم لوگ یہاں خفیہ طور پر کوئی انقلابی تحریک بھی چلا رہے ہو؟" رابرٹ لاسکی نے جیمسن کی سرزنش کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"کیا میں، اس کے منہ پر ٹیپ چپکا دوں یور میجسٹی؟"

"نہیں بولنے دو.... تم جانتے ہی ہو کہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد مسٹر رابرٹ لاسکی

کو چپ لگ جائے گی۔" عمران نے بیہوش آدمی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ آخر کیا کر رہے ہو؟" لاسکی نے ایک بار پھر ہاتھ پیر مارے۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور جیمسن سے بولا۔

"تم ان دونوں دیسیوں کے صرف پیر کھول کر انہیں باہر لے جاؤ۔"

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔" رابرٹ لاسکی وحشیانہ انداز میں بولا۔ "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

عمران کچھ نہ بولا۔ جیمسن کو اُن دونوں کے پیر کھولتے دیکھتا رہا۔ اُن کے ہاتھ پشت پر بندھے رہنے دیئے تھے۔ جیمسن انہیں غار سے باہر نکال لے گیا۔ اس دوران میں رابرٹ لاسکی برابر احتجاج کرتا رہا تھا۔

ادھر بیہوش سفید فام آدمی کے جسم میں جنبش ہوئی اور رابرٹ لاسکی خاموش ہو کر اُسے دیکھنے لگا۔ ان جنبشوں میں آہستہ آہستہ تیزی آتی جا رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ماہئ بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ اُس کی اس کیفیت سے بوکھلا کر رابرٹ لاسکی نے عمران کو گندی گندی گالیاں دینی شروع کر دیں اور جوزف دھاڑا۔ "باس! کیا میں اس کا گلا گھونٹ دوں۔"

عمران صرف ہاتھ اٹھا کر رہ گیا۔ وہ اُس آدمی کو خاموشی سے دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً وہ تڑپتے تڑپتے ساکت ہو گیا۔ لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔ لیکن یہ قطعی نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کچھ سوچ رہا ہو۔ چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

پھر اچانک وہ اٹھ بیٹھا اور ہتھیلیاں ٹیک کر گھٹنوں کے بل چلنے لگا۔

"میاؤں" اُس نے جوزف کو دیکھ کر بلی کی سی آواز نکالی۔

"خدا تمہیں غارت کرے۔ یہ تم نے کیا کر دیا؟" رابرٹ لاسکی حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"دیکھو اور عبرت پکڑو۔"

جوزف کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ پھر وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ رابرٹ لاسکی کا ساتھی کسی پالتو بلی ہی کی طرح اُس کے قدموں پر لوٹ گیا تھا۔

"میاؤں، میاؤں۔" کرتا ہوا وہ عمران کی طرف بڑھا۔ وہ اب بھی گھٹنوں کے بل ہی چل رہا تھا۔ پھر اُس کے پیروں کے قریب بھی اُس نے لوٹیں لگانی شروع کر دیں اور عمران نے جوزف سے کہا۔ "اسے کولڈ بیف کا ایک ٹکڑا دو۔ بھوکا معلوم ہوتا ہے۔"

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" رابرٹ لاسکی بُری طرح مچل کر دھاڑا۔

"اسے کولڈ بیف دینے کے بعد فرسٹ ایڈ بکس پھر اٹھانا۔" عمران نے جوزف سے کہا اور رابرٹ لاسکی سے بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے مسٹر رابرٹ لاسکی اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ ورنہ میں تو تارک الدنیا لوگوں کی طرح امن پسند ہوں۔"

"تم میرے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کر سکتے۔" وہ پاگلوں کی طرح چیخا۔

"میں یہی کروں گا، مسٹر رابرٹ لاسکی! مجبوری ہے۔ قتل کرنا مناسب نہیں سمجھتا لیکن اپنے تحفظ کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے تمہیں بلی بناؤں اور پھر تم ایک عرصے کے لئے اپنی یادداشت کھو بیٹھو۔"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"تمہارا دوست ایک ہفتے تک میاؤں میاؤں کرتا رہے گا۔ اس کے بعد عرصے تک اُسے یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ وہ حقیقتاً کون ہے یا اس کے اور متعلقین بھی ہیں۔ حتیٰ کہ اُسے اپنا نام تک یاد نہیں آئے گا۔"

"نن.... نہیں۔" اچانک رابرٹ خوفزدہ انداز میں بولا۔ "میرے ساتھ یہ مت کرنا۔ میں تمہارے متعلق کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

"تیر کمان سے نکل چکا ہے مسٹر لاسکی۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تمہاری سیکرٹ سروس میرے خلاف حرکت میں آچکی ہے۔ وہ کسی طرح بھی نہیں رکے گی۔"

"میں اپنی بات کر رہا ہوں۔"

"میدان جنگ میں میں اپنے حریف کے فرشتوں پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔"

وہ پاگلوں کی طرح حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگا۔ پھر عمران سرنج میں سیال کھینچتا رہا تھا اور رابرٹ لاسکی کی نہ تھکنے والی زبان مغلظات اگلتی رہی تھی۔

خاصی دشواری پیش آئی تھی، اُسے انجکشن دینے میں۔ جوزف نے اُسے بُری طرح دبوچ رکھا تھا اور عمران اُس نس کو ابھارنے کی کوشش کر رہا تھا جس میں سیال انجکٹ کرنا تھا۔

ادھر لاسکی کا ساتھی کسی جانور ہی کی طرح آدمیوں کی اس حرکت سے لاتعلق نظر آ رہا تھا اور

اُس کا اندازِ نشست کسی بلی ہی کے سے انداز سے مشابہ تھا۔

❂

وہ عمران کی عم زاد بہنوں سے گفتگو کر رہی تھی اور اماں بی اُس کی شکل تکے جا رہی تھیں۔ اُن کی آنکھیں بالکل خشک تھیں۔ لیکن اُن سے گہرے لگاؤ کا اظہار ہو تا تھا۔ دو ہی دنوں میں ڈیلیا موران نے اُن کا دل اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا۔ اس وقت وہ ان لوگوں سے کہہ رہی تھی کہ وہ اب یہاں سے کہیں اور جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

"میں تم لوگوں کی طرح زندگی بسر کروں گی۔ قطعی بھول جاؤں گی کہ نیوزی لینڈ میں پیدا ہوئی تھی۔" اُس نے کہا اور اماں بی کی طرف دیکھنے لگی لیکن انہیں انگریزی نہیں آتی تھی۔ اس لئے ایک بھتیجی نے ترجمان کے فرائض ادا کئے۔

"اس سے کہہ دو کہ ہم اسے اپنے بیٹے سے بھی زیادہ سمجھیں گے۔" اماں بی بولیں۔

اماں بی کے جذبات کا اظہار اس سے کیا گیا اور وہ اُن کے ہاتھ چومنے لگی۔ پھر جو اماں بی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا تو کسی طرح ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

اُدھر رحمان صاحب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے؟ یہاں تو ایک بار پھر سارا گھر ماتم کدہ بن گیا تھا۔ اماں بی سے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ ثریا بلوائی گئی اور اس سے کہا گیا کہ وہ انہیں کچھ دنوں کے لئے اپنے گھر لے جائے۔

"یہ سب کچھ فراڈ ہے۔" ثریا چراغ پا ہو کر بولی۔ "آخر اُسے گھر ہی کیوں لایا گیا؟ ڈیڈی بھی عجیب ہیں۔ بیٹے کو منہ نہ لگائیں گے۔ فراڈ بہو کو لا کر سر پر بٹھا لیا۔"

"زیادہ بات نہ بڑھاؤ۔" ایک عم زاد بولی۔ "پتا نہیں کیا مصلحت ہے؟ ورنہ کہاں انکل اور کہاں یہ لغویات۔"

"اماں بی تو اَدھ مَری ہو رہی ہیں اور وہ یہاں سے جانے پر بھی تیار نہیں ہیں کہہ کہہ کر تھک ہاری ہوں۔"

ثریا نے ڈیلیا کو قطعی منہ نہیں لگایا تھا۔ اسی پر مصر تھی کہ عدالتی کارروائی کے ذریعے اُس کے فراڈ کا پردہ چاک کر دیا جائے۔

اندر کے حالات یہ تھے اور باہر رحمان صاحب کو دوسرا مرحلہ درپیش تھا۔ ڈیلیا کا کوئی بڑا

بھائی بھی نازل ہو گیا۔ رحمان صاحب نے اس کا استقبال ڈرائنگ روم میں کیا تھا اور اُس کی زبان سے عمران کے بارے میں الٹے سیدھے ریمارکس سن رہے تھے۔

"جناب! ہم سب نے اس شادی کی مخالفت کی تھی۔ لیکن وہ نہیں مانی۔ اُسے بلوائیے، میں اُسے واپس لے جاؤں گا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" رحمان صاحب نے پُر سکون آواز میں کہا۔ "اگر وہ جانا چاہے تو ضرور لے جاؤ۔"

رحمان صاحب نے ڈیلیا کو ڈرائنگ روم میں بلوایا اور وہ اپنے بڑے بھائی کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔

"تم نے اب جو کچھ کیا ہے اسکی کیا ضرورت تھی؟" اُسکے بڑے بھائی نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"کیا میں اُس کے والدین سے نہ ملتی، جو اب اس دنیا میں نہیں ہے؟" اُس نے دردناک لہجے میں کہا۔ "اب یہی میرے بھی والدین ہیں۔"

"تمہیں میرے ساتھ واپس چلنا پڑے گا۔"

"میرے اچھے بھائی، یہ ناممکن ہے۔!"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"تم جو کچھ بھی سمجھو۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ میں ان لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتی۔"

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔ یہاں تمہارا کوئی مستقبل نہیں ہے۔"

"میرا مستقبل تو اب یہی لوگ ہیں۔"

"مسٹر! کیا آپ اُسے نہیں سمجھا سکتے؟" اُس کے بھائی نے رحمان صاحب کو مخاطب کیا۔

"نہیں، یہ ہماری روایات کے خلاف ہو گا۔ اگر یہ زندگی بھر ہمارے ساتھ ہی رہنا چاہے تو ہم اسے خوش آمدید کہیں گے۔"

"کیا اسے یہاں کی قومیت کا سرٹیفکیٹ مل جائے گا؟"

"ہاں، ایسا ہو سکتا ہے۔"

"لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔" بھائی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "بس دیکھ لینا تم لوگ۔"

"تم سن رہی ہو.....؟ یہ تمہارا بھائی کہہ رہا ہے۔" رحمان صاحب نے ڈیلیا سے کہا۔

"اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔"

بہر حال اس کا بھائی غصے میں بھرا ہوا رخصت ہوا تھا.... اور اُسے سوچنے کے لئے تین دن کی مہلت بھی دے گیا تھا۔

"آخر میں کیا کروں، ڈیڈی؟" وہ پُر درد لہجے میں بولی۔

"وہی جو تمہارا دل چاہے۔ یہاں کی نیشنلٹی بھی دلوائی جاسکتی ہے۔ فکر نہ کرو۔ جاؤ آرام کرو تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔"

وہ اُن کا شکریہ ادا کر کے اندر چلی گئی اور رحمان صاحب برآمدے میں نکل کر ٹہلنے لگے۔ شاید انہیں پہلی بار اس قسم کا کوئی تجربہ ہوا تھا کہ اپنی مرضی سے زبان بھی نہیں کھول سکتے.... لہٰذا غصہ کس پر اُترتا۔ ظاہر ہے کہ عمران ہی پر۔ لیکن یہاں بھی یہ مجبوری آپڑی تھی کہ خاموشی کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اُس پر غصے کا اظہار کرتے تو اس کی زندگی کا راز افشا ہو جاتا۔ لہٰذا اندر ہی اندر جھلستے رہنا پڑا۔ مٹھیاں کبھی کھل جاتیں اور کبھی بھینچ جاتیں اور اب یہ ایک نئی مصیبت یعنی ڈیلیا کا بھائی بھی.... کیا انہیں کوٹھی میں بھی کسی چیز کی تلاش ہو سکتی تھی؟

دفعتاً ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور وہ پھر ڈرائنگ روم میں پلٹ آئے۔

سر سلطان کی کال تھی اور اب وہ انہیں پھر آفیسرز کلب ہی میں بلا رہے تھے۔

"میں آرہا ہوں۔" رحمان صاحب نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ گاڑی گیراج سے نکلوائی لیکن اُسے خود ہی ڈرائیو کرتے ہوئے آفیسرز کلب کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر سر سلطان کو بڑے اچھے موڈ میں دیکھا۔

"حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔" وہ پُر جوش لہجے میں بولے۔

"کیا کہہ رہے ہو؟ کون سا کارنامہ؟"

"کیا عمران خود ہی کسی کارنامے سے کم ہے۔"

"اوہ!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولے۔ "مجھے کیوں بلایا ہے؟"

"اُس نے اُن لوگوں سے نپٹنا شروع کر دیا ہے۔"

"کس طرح....؟"

"رابرٹ لاسکی سے تم بھی واقف ہو۔ تمہارا محکمہ بھی کچھ دنوں اُس کے پیچھے رہ چکا ہے۔"

"ہاں.... ہاں.... تو پھر....؟"

"وہ اپنے ایک مہمان سمیت پاگل ہو گیا ہے.... دونوں رحبان چوکی کے قریب والے موٹیل میں مقیم تھے۔"

"پاگل کس طرح ہو گئے؟"

"تفصیل شاید عمران ہی بتا سکے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ رحبان ہی والی سرحد سے ملک میں داخل ہوا ہے۔"

"رابرٹ لاسکی اب کہاں ہے؟"

"اُسے وہاں سے سفارت خانے میں لایا گیا ہے۔"

"دوسرا کون ہے؟"

"کہتے ہیں کہ اُسی کا کوئی مہمان سیاح ہے۔ حال ہی میں اس کا مہمان ہوا تھا۔"

"آخر اس کا انجام کیا ہوگا؟"

"جب تک عمران مجھ تک نہیں پہنچتا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ انہوں نے داخلے کے ہر امکانی راستے کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اسی سے اندازہ لگاؤ کہ خود عمران رحبان والے راستے کو محفوظ سمجھتا تھا لیکن وہاں بھی اُسے اُن سے الجھنا پڑا۔"

"لیکن وہ دونوں پاگل ہو گئے۔"

"تمہارے بیٹے کا معاملہ ہے۔" سر سلطان مسکرا کر بولے۔

"اور اب ڈیلیا کا ایک بھائی بھی نمودار ہوا ہے۔" رحمان صاحب نے کہا اور اُس کے بارے میں بتانے لگے۔

"تم فکر نہ کرو.... جیسے ہی وہ تمہاری کوٹھی سے برآمد ہوا ہوگا اُسکا تعاقب شروع کر دیا گیا ہوگا۔"

"اب میں سوچ رہا ہوں کہ کیا اُسے کوٹھی میں لے جا کر غلطی کی تھی؟" رحمان صاحب نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"کسے کوٹھی میں لے جا کر غلطی کی تھی؟"

"ڈیلیا کو...."

"وہ انتہائی دانشمندانہ قدم تھا۔ ورنہ یہ اخبار والے پتا نہیں کیسے کیسے گل کھلاتے۔ اُسے کوٹھی ہی میں رو کے رکھو۔ اس وقت میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ شاید اب تمہارا محکمہ بھی

درد سر میں مبتلا ہو جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"سفارت خانہ تمہارے محکمے کو اس واقعے کی اطلاع دے گا۔"

"یعنی اُن دونوں کے اچانک پاگل ہو جانے کی؟"

"ہاں....!"

"پاگل خانے میرے محکمے کے تحت نہیں آتے۔"

"پوری بات تو سنو۔ فی الحال اس قصے نے دوسرا رخ اختیار کر لیا ہے۔ جھیل والے علاقے میں ایک ایسی جگہ بھی ہے جو قدیم زمانے سے آسیب زدہ سمجھی جاتی رہی ہے۔ موٹیل والے عملے نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ شاید وہ دونوں اُدھر جا نکلے ہوں گے۔"

"تو پھر میرے محکمے کو اس سے کیا سروکار؟"

"سفارت خانہ اس پر اصرار کرے گا کہ اس مقام پر چھان بین کی جائے۔"

"کس بات کی چھان بین کی جائے؟"

"یہی کہ انہیں بیک وقت ایک ہی حادثہ کیونکر پیش آیا۔ اس مقام کی آسیب زدگی انہیں محض افسانہ معلوم ہوتی ہے۔"

"دیکھا جائے گا۔ ابھی یہ بات باضابطہ طور پر مجھ تک نہیں پہنچی۔"

"پہنچے گی۔"

"پاگل پن کی نوعیت کیا ہے؟" رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"دونوں موٹیل کی کمپاؤنڈ میں عجیب حالت میں ملے تھے۔ گھٹنوں کے بل چل رہے تھے اور بلیوں کیطرح میاؤں میاؤں کر رہے تھے۔ اسکے علاوہ اور کوئی حرکت نہیں کرتے اور یہ حرکت مستقل ہے۔"

"کمال ہے۔" رحمان صاحب سر ہلا کر رہ گئے۔ "اگر تم عمران کو الزام دے رہے ہو تو یہ کیسے ممکن ہو سکا ہو گا؟"

سر سلطان کچھ نہ بولے۔ پھر رحمان صاحب ہی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "آخر یہ سلسلہ ختم کیسے ہو گا؟"

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔"

"بہت بڑا الجھاوا ہے۔"

"کچھ بھی ہو اب تو حالات سے نپٹنا ہی ہے۔"

"اور تم مجھے الزام دیتے ہو، جبکہ وہ میرے لئے ہمیشہ سے اسی طرح دردِ سر بنا رہا ہے۔"

"ان گلوں اور شکوؤں کا وقت نہیں ہے، رحمان! اُسے کسی نہ کسی طرح مجھ تک پہنچنا چاہئے اور میرا اندازہ ہے کہ وہ لوگ یہی نہیں چاہتے۔ حکومت کے کسی ذمہ دار فرد تک پہنچنے سے پہلے ہی اُسے اپنے قابو میں کر لینا چاہتے ہیں۔"

"سفارت خانے کے کسی آفیسر سے بھی تمہاری گفتگو ہوئی یا نہیں؟" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"اسی کے بعد ہی تو تم سے ملنا ضروری ہو گیا تھا۔ ہاں، براہِ راست سفیر سے گفتگو ہوئی ہے۔ لیکن رازداری کی انتہا ہو گئی کہ عمران یا اُس واقعے کا ذکر تک نہیں آیا جس کے لئے اُسے گھیرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

"اگر اُس کے دو آدمی پاگل ہو گئے ہیں تو تم سے گفتگو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ محکمہ خارجہ زکام اور بخار کا معالج تو ہے نہیں۔"

"غالباً مقصد یہ تھا کہ شاید میری ہی زبان سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس کی بناء پر اندازہ لگایا جا سکے کہ عمران مجھ تک پہنچ سکا یا نہیں۔"

"تو اس نے تمہیں صرف یہ اطلاع دی تھی کہ اُس کے دو آدمی غیر معمولی حالات میں پاگل ہو گئے ہیں؟"

"ہاں یہی بات ہے اور اس آسیب زدہ جگہ کا ذکر بھی کیا تھا۔"

"اگر ہم تک یہ بات پہنچی تو دیکھیں گے۔" رحمان صاحب آہستہ سے بولے۔

"ضرور پہنچے گی۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ پہنچ بھی چکی ہو تم تو شاید چھٹی پر ہو؟"

"ہاں، ایک ہفتے کا ریسٹ ہے۔"

پھر دونوں ہی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگے تھے۔

❂

کیپٹن فیاض نے بہت دنوں سے لمبی ڈرائیونگ نہیں کی تھی۔ اس لئے موٹیل تک پہنچتے پہنچتے

حالت تباہ ہوگئی۔ انسپکٹر شاہد بھی ساتھ تھا لیکن اُس نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیا تھا کہ اُسے پہاڑی راستوں پر ڈرائیونگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ کسی مرحلے پر نروس ہو کر وہ کوئی غلطی کر بیٹھے اور فیاض تو اس قسم کے خطرات مول لینے کا عادی ہی نہیں تھا۔ لٰہذا تان ٹوٹی تھی اسی کی مشقت پر.... بہرحال کسی نہ کسی طرح پہنچ گیا تھا.... موٹیل تک۔

شاہد نے گاڑی سے اُترتے وقت کہا۔ ”عجیب مضحکہ خیز چویشن ہے جناب!“

”کیوں؟ کیا بات ہے؟“ فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

”یہی کہ اب ہم آسیبوں اور جنوں سے پوچھ گچھ کرتے پھریں گے۔“

”فضول باتیں مت کرو۔ میں صرف موٹیل کے عملے سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“

”جی ہاں اور کیا.... یہی ہونا بھی چاہئے۔“

”ارے، تو کیا تم اُس جگہ جاتے ہوئے ڈرتے ہو، جہاں یہ واقعہ پیش آیا ہوگا۔“

”نن.... نہیں تو....!“

”ظاہر ہے کہ اُن لوگوں سے گفتگو کرنے کے بعد میں وہاں بھی جاؤں گا۔“

”کیا فائدہ، جناب! میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ خواہ مخواہ وقت ضائع ہوگا۔ آسیب... ہونہہ۔“

”تو پھر وہ دونوں ایک ساتھ کیسے پاگل ہوگئے؟“

شاہد کچھ نہ بولا۔ وہ دونوں موٹیل کے اندر آئے اور کیپٹن فیاض نے کاؤنٹر پر منیجر کے بارے میں پوچھا۔

”وہ تو موجود نہیں ہیں۔“ کاؤنٹر کلرک بولا۔ ”فرمایئے، میرے لائق کوئی خدمت؟“

کیپٹن فیاض نے اپنا کارڈ کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

”اوہ.... جناب....“ کاؤنٹر کلرک نے طویل سانس لی اور مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ ”فرمایئے جناب....!“

”اُن دونوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرنی ہے۔“

”حیرت انگیز جناب! ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ وہ دونوں اب کیسے ہیں؟“

”اُن کے بارے میں صحیح جوابات کون دے سکے گا؟“

”فرمایئے، جناب میرے سامنے کا واقعہ ہے۔ قریباً رات کو دس بجے.... وہ کمپاؤنڈ میں بلیوں

کی طرح دوڑتے اور میاؤں میاؤں کرتے نظر آئے ہیں۔ ان کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ پہلے تو ہم لوگ یہی سمجھے کہ بہت زیادہ پی گئے ہیں.... لیکن جب اُن کی حالت صبح تک ایسی ہی رہی تو بات کو آگے بڑھانا پڑا۔ بہرحال سفارتخانے والے انہیں یہاں سے لے گئے۔“

”اُن دونوں کے ساتھ اور کون مقیم تھا یہاں؟“

”کوئی بھی نہیں.... اور وہ دونوں ایک ہی کمرے میں مقیم تھے۔“

”کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جس کا اٹھنا بیٹھنا اُن کے ساتھ رہا ہو۔“

”نہیں جناب! ہم اس حد تک توجہ کسی پر بھی نہیں دے سکتے۔ ہو سکتا ہے وہ کچھ لوگوں سے ملتے بھی رہے ہوں۔“

”کیا اُن کا وہ کمرہ اب بھی خالی ہے؟“

”جی ہاں۔“

فیاض کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک سفید فام عورت ہال میں داخل ہوئی۔ وہ بہت غصے میں معلوم ہوتی تھی۔ اونچی آواز میں کسی کو بُرا بھلا کہتی جا رہی تھی اور سیدھی کاؤنٹر کی طرف آئی تھی۔

”کیا یہاں مجھے کوئی ایسا آدمی نہیں مل سکتا؟“ وہ کاؤنٹر پر ہاتھ مار کر زور سے بولی۔

”کیسا آدمی محترمہ؟“ کاؤنٹر کلرک نے ادب سے پوچھا۔

”سب ڈرپوک ہیں پتہ نہیں کیسا خطہ ہے؟“ وہ فرش پر پیر پٹخ کر بولی۔ فیاض اُسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

”میں کچھ نہیں سمجھا محترمہ!“ کلرک تھوک نگل کر بولا۔

”میں وہاں جانا چاہتی ہوں جہاں انہیں وہ حادثہ پیش آیا تھا لیکن کوئی بھی میری رہنمائی کرنے پر تیار نہیں۔“

فیاض نے طویل سانس لی اور اُسے دلچسپی سے دیکھنے لگا۔ جوان العمر اور خاصی تندرست عورت تھی۔ جین اور جیکٹ میں ملبس تھی اور کاندھے سے کیمرہ لٹک رہا تھا۔

”وہاں جانے پر تو کوئی بھی تیار نہیں ہوگا محترمہ! کبھی کوئی اُدھر نہیں جاتا۔“

”پھر انہیں کون لے گیا تھا؟“ وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی۔

”پتا نہیں۔ یہ قیاساً کہا جا رہا ہے کہ وہ اُدھر ہی گئے ہوں گے۔ تبھی اس حال کو پہنچ گئے۔ یہاں

کے بوڑھے ماہی گیروں کا خیال ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے کسی نے اُدھر کا رخ نہیں کیا۔" کلرک نے کہا۔

"تو یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اُدھر گئے تھے؟"

"نہیں، محض قیاس ہے۔"

"وہ یہاں سے کتنی دیر غائب رہے تھے؟"

"شاید صبح نو بجے انہوں نے کمرے کی کنجی کاؤنٹر پر دی تھی۔ اُسکے بعد سے باہر ہی رہے تھے۔"

"اُن کے ساتھ اور کون تھا؟"

"پتہ نہیں محترمہ! اس سوال کا جواب ابھی تک کوئی نہیں دے سکا۔ آپ دونوں.... حضرات بھی یہی معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" کاؤنٹر کلرک نے فیاض کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آپ لوگ کون ہیں؟"

فیاض نے اپنا کارڈ اُس کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ! پولیس۔"

"اور آپ کون ہیں؟" فیاض نے اس سے پوچھا۔

"میں، لنڈن ٹائمز کی نمائندہ ہوں۔ ہلدا ریچویل نام ہے۔"

"کیا آپ اُن دونوں کی موجودہ کیفیت کے بارے میں کچھ بتا سکیں گے؟"

"میرے علم کے مطابق وہ اب بھی اسی حال میں ہیں۔"

"یعنی بلیوں کی سی آوازیں نکال رہے ہیں؟"

"جی ہاں اور یہ قطعی غیر معمولی بات ہے۔ اسے دیوانگی نہیں کہا جاسکتا۔ ایک ہی قسم کے دو پاگل آج تک میری نظر سے نہیں گزرے۔"

"ہو سکتا ہے کسی خوفناک بلی کو دیکھ کر ڈر گئے ہوں۔" انسپکٹر شاہد بولا اور فیاض اُسے گھور کر رہ گیا۔

"میں وہ جگہ دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"کہاں ہے وہ جگہ؟" کیپٹن فیاض نے کلرک سے پوچھا۔

"جھیل کے اندر کچھ چٹانیں ہیں۔"

"خشکی سے راستہ جاتا ہے؟"

"جی نہیں۔ کشتی کے بغیر رسائی ناممکن ہے وہاں۔"

"تب تو نہایت آسانی سے اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے کہ وہاں گئے تھے یا نہیں۔ بستی کا کوئی ماہی گیر ہی انہیں وہاں لے گیا ہوگا؟"

"ناممکن جناب! کوئی ماہی گیر اُن چٹانوں کے قریب سے بھی نہیں گزرتا۔"

"پھر کیسے قیاس کر لیا گیا کہ وہ وہاں گئے ہوں گے؟"

"خدا جانے.... مجھے بھی اس پر حیرت ہے۔"

فیاض نے ہلدا ریچویل سے پوچھا۔ "کیا آپ اُن چٹانوں کو دیکھنا چاہتی ہیں؟"

"ہاں، میں دیکھنا چاہتی ہوں اگر وہ واقعی وہیں اس حال کو پہنچے ہوں گے تو مجھے اندازہ ہو جائے گا کیونکہ میں وچ کرافٹ میں بھی کسی قدر دخل رکھتی ہوں۔"

"تو پھر آیئے میرے ساتھ۔"

"ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے آپ اپنے عہدے کی وجہ سے کسی کو رہنمائی پر آمادہ کر لیں۔"

"وہ جگہ جھیل کے اندر ہے.... کچھ چٹانیں ہیں۔"

"اوہ تو کشتی کے بغیر وہاں تک پہنچنا ممکن نہ ہوگا۔"

"دیکھیں گے.... آیئے....!"

وہ ہال سے باہر آئے۔ کاؤنٹر کلرک انہیں عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ہال میں اس وقت ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ جب وہ گفتگو کر رہے تھے۔

فیاض نے اپنی گاڑی کے قریب ہی ایک اسپورٹس کار بھی کھڑی دیکھی اور ہلدا سے پوچھا۔

"کیا وہ آپ کی گاڑی ہے؟"

"جی ہاں۔"

"اسے یہیں چھوڑ دیجئے۔ میرے ساتھ چلئے۔"

"اس تعاون کا بہت بہت شکریہ، کیپٹن!"

فیاض نے اگلی سیٹ کا دروازہ اُس کے لئے کھولا.... اور اُس کے بیٹھ جانے کے بعد خود اسٹیئرنگ سائیڈ پر جا بیٹھا۔ انسپکٹر شاہد پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ گاڑی حرکت میں آگئی اور فیاض نے ہلدا سے کہا۔ "ہم جھیل کے کنارے والی بستی میں چل رہے ہیں۔"

"میں بہت بڑے بڑے آسیبی واقعات دیکھ چکی ہوں اور اُن سے متعلق دو کتابیں بھی لکھی ہیں۔ میں ارواح کے وجود پر یقین رکھتی ہوں۔"

"میں تو سمجھتا تھا کہ مغرب اتنا ضعیف الاعتقاد نہیں ہے۔"

"ایسے حالات سے دوچار ہونے سے قبل سبھی انہیں ضعیف الاعتقادی ہی سے تعبیر کرتے ہیں لیکن مجھے ان کا تجربہ ہو چکا ہے۔"

"میں آپ کی وہ دونوں کتابیں ضرور پڑھوں گا.... کس نام سے لکھتی ہیں؟"

"اسی نام سے۔"

"بدقسمتی ہے کہ وہ کتابیں میری نظر سے نہیں گزریں۔"

"میں آپ کو بھجوادوں گی۔"

"بہت بہت شکریہ۔ مجھے ایسا لٹریچر پسند ہے۔"

"میں تو پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ کو بھی اس سے دلچسپی ہے۔ ورنہ آپ بھی وہاں جانے سے دامن بچاتے۔"

"نہیں، مجھے تو جانا ہی پڑتا۔ ہم ہر امکان کا جائزہ لیتے ہیں۔" وہ جلد ہی بستی میں پہنچ گئے۔ لیکن جہاں تک جھیل میں دیکھ سکتے تھے وہاں ویسی چٹانیں کسی جگہ بھی نظر نہیں آئیں۔

فیاض نے چند ماہی گیروں سے گفتگو کرنے کے بعد اندازہ لگایا کہ وہ تو اس کا ذکر بھی سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ سبھوں کی زبانوں پر تالے لگے رہے۔ بڑی دشواری سے ایک بوڑھے ماہی گیر نے اتنا ہی بتایا تھا کہ ہم لوگ اس کے ذکر کو بھی نحس سمجھتے ہیں۔"

"آخر کوئی وجہ....؟ کیا پہلے بھی وہاں ایسا کوئی حادثہ ہوا ہے؟"

"جرمنی والی جنگ کے زمانے میں بھی ایک صاحب پاگل ہو گیا تھا، وہاں جاکر کتوں کی طرح بھونکنے لگا تھا۔" بوڑھے نے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی واقعہ؟"

"میں نے اپنے بچپن میں باپ دادا سے اس کے بارے میں بہت سی ڈراؤنی کہانیاں سنی تھیں۔"

"مگر وہ ہیں کہاں؟"

"یہاں سے کوئی ڈھائی میل پر۔"

"تو ہمیں کوئی کشتی بھی نہیں مل سکے گی؟"

"اس وقت ساری کشتیاں جھیل ہی میں ہیں۔ کوئی بھی کنارے پر نہیں۔"

شاہد نے کھنکھار کر کہا۔ "میرا خیال ہے اُدھر ہٹس میں رہنے والوں کے لئے ایک آدھ موٹر بوٹ بھی ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہم وہاں کوشش کریں؟"

"اچھا خیال ہے۔" فیاض سر ہلا کر بولا۔ "اُدھر ہی چلتے ہیں۔"

"اب کیا ہوگا؟" ہلدا نے پوچھا... اور فیاض اُسے بتانے لگا کہ کسی طرح وہ ایک موٹر بوٹ حاصل کر سکتے ہیں۔

"موٹر بوٹ ہی مناسب ہوگی۔"

"تاکہ بھاگنے میں آسانی ہو۔" انسپکٹر شاہد ہونٹوں ہی میں بڑبڑا کر رہ گیا۔ وہ کسی حد تک خائف تھا۔ اُدھر نہیں جانا چاہتا تھا لیکن فیاض کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے جبڑے بھینچے بیٹھا رہا۔ دل ہی دل میں خود کو گالیاں دے رہا تھا کہ خواہ مخواہ موٹر بوٹ کی کیوں بکا بیٹھا۔

گاڑی ہٹس کی طرف روانہ ہوگئی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں کے لوگ اتنے ڈرپوک کیوں ہیں؟" ہلدا نے کہا۔

"وہ وچ کرافٹ کے ماہر نہیں ہیں، محترمہ!" فیاض بولا۔

"اس کے باوجود بھی انہیں اتنا ڈرپوک نہیں ہونا چاہئے۔"

"دراصل ہم لوگ نادیدہ اشیاء سے ڈرتے ہیں۔ ویسے شیروں کا شکار نیزوں سے کرتے ہیں۔"

"آخر اب تک آپ لوگوں نے پتا کیوں نہیں لگایا کہ اُن چٹانوں میں کیا ہے؟"

"مجھے تو یہی علم نہیں تھا کہ یہاں کوئی ایسی آسیب زدہ جگہ بھی ہے۔ یہ بات تو اُن دونوں کے پاگل ہو جانے کے بعد سامنے آئی ہے۔"

"بہر حال مجھے مایوسی ہوئی۔"

"اتنی بھی نہ ہونی چاہئے۔ آخر ہم دونوں اسی لئے تو نکلے ہیں کہ اُن چٹانوں کو بھی دیکھ لیں۔"

ہٹس کے قریب پہنچ کر فیاض نے گاڑی روک دی۔ لیکن انہیں اُس گھاٹ پر کوئی موٹر بوٹ نہ دکھائی دی۔ انسپکٹر شاہد نے چوکیدار سے اس سلسلے میں استفسار کیا۔

"تھی تو جناب! ایک موٹر بوٹ۔" چوکیدار نے کہا۔ "لیکن آج صبح کچھ صاحب لوگ اُسے

مچھلیوں کے شکار پر لے گئے ہیں۔"

"فی الحال کچھ بھی نہیں ہو سکتا، محترمہ!" کیپٹن فیاض نے ہلدا سے کہا۔ "موٹر بوٹ بھی موجود نہیں ہے۔"

"خواہ مخواہ میرا وقت ضائع ہوا۔"

"کیا آپ اُن دونوں سے ذاتی طور پر واقف ہیں؟"

"نہیں تو.... لیکن یہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ بڑی اچھی کہانی رہے گی۔"

"کہانی ہی بنانا ہے تو تصورات کی رنگ آمیزی سے کام لیجئے۔"

"میں جھوٹ نہیں لکھتی۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"بہر حال مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ لوگ تفتیش کس طرح کریں گے؟"

"آسیبی نکتہ نگاہ سے ہم ویسے بھی تفتیش نہ کرتے۔ پولیس اگر توہمات کے پیچھے پڑ جائے.... تو چل چکا اس کا کام۔"

"اب کہئے تو میں کہوں "واقعی" اور غائب ہو جاؤں۔" ہلدا ہنس کر بولی۔

"میں اسے بھی فریب نظر ہی سمجھوں گا۔"

"بہت مشکل پسند معلوم ہوتے ہیں آپ!"

"ہم محنت کے عادی ہوتے ہیں۔" فیاض نے کہا اور شاہد سے بولا۔ "چوکیدار کو ادھر بلاؤ۔"

چوکیدار کو جب معلوم ہوا کہ پولیس والوں سے سابقہ ہے تو کسی قدر نروس نظر آنے لگا۔

"تو وہ دونوں موٹر بوٹ لے گئے تھے؟" فیاض نے اُس سے سوال کیا۔

"کون دونوں جناب؟"

"وہی جو بلیوں کی طرح بولنے لگے تھے؟"

"نہیں جناب! وہ موٹر بوٹ تو نہیں لے گئے تھے۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی جناب!"

"ڈیوٹی تبدیل نہیں ہوتی تمہاری؟"

"جی میں یہیں رہتا ہوں۔"

"اور کبھی سوتے بھی نہیں؟"

"سوتا ہوں جناب!"

"تو پھر ہو سکتا ہے اس وقت لے گئے ہوں جب تم سو رہے ہو؟"

"جس رات وہ اس حال میں ملے ہیں۔ اُس دن کشتی خراب تھی اور اس کی مرمت ہوتی رہی تھی۔ دن یا رات کو کسی وقت بھی استعمال نہیں کی گئی تھی۔"

"تو پھر بتاؤ وہ اُن چٹانوں تک کیسے پہنچے ہونگے؟ اور دیوانگی کی حالت میں واپس کیسے آئے ہونگے؟"

"میں کیا جانوں صاحب؟"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔" فیاض اپنے بے تکے سوال پر خود ہی جز بز ہو کر بولا۔ "یہ معلوم کرنا بے حد مشکل ہے کہ وہ کس طرح پاگل ہو گئے ہوں گے۔" فیاض نے شاہد سے کہا۔

"میں تو کہتا ہوں جناب کہ ہمیں خواہ مخواہ الجھایا گیا ہے، اس معاملے میں یہی کیا ضروری ہے کہ وہ سچ مچ پاگل ہو گئے ہوں۔"

"پھر تم کیا سمجھتے ہو؟"

"ارے جناب! ہو سکتا ہے کہ کسی قسم کی جوابدہی سے بچنے کے لئے انہوں نے یہ ڈھونگ رچایا ہو۔ کوئی بڑا غبن کیا ہو۔ سفارتخانے میں۔"

"میرا خیال ہے کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ ورنہ بیک وقت دونوں پر یکساں کیفیت کا طاری ہونا سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔"

"کیا تم لوگ اخلاقاً بھی انگلش میں گفتگو نہیں کر سکتے؟ میں احمقوں کی طرح کھڑی ہوئی ہوں۔"

"بات یہ ہے محترمہ کہ ہم اس نظریئے کے قائل ہی نہیں ہیں کہ وہ سچ مچ پاگل ہو گئے ہیں۔"

"اوہو! پھر کیا سمجھتے ہو؟"

"محض ڈھونگ۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"ایسی باتیں بھی کبھی کبھی ہوتی رہتی ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی قسم کی جوابدہی سے بچنا چاہتے ہوں۔"

"میں نے بھی پہلے یہی سوچا تھا۔" ہلدا سر ہلا کر بولی۔ "لیکن اب اُس آسیبی جگہ کو دیکھے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"اُسے شاید کسی طرح بھی نہ دیکھ سکیں۔ یہاں کا کوئی فرد آپ کو وہاں لے جانے پر تیار نہ ہوگا۔"

"میں اور کوئی انتظام کروں گی۔ ایلومینیم کی ہلکی کشتی لاؤں گی اور اُسے پتواروں سے کھے کر وہاں تک لے جاؤں گی۔"

"میں آپ کو اس کا مشورہ ہرگز نہیں دوں گا۔"

"کیوں؟ اس میں کیا قباحت ہے؟"

"ہم اور کوئی حادثہ نہیں ہونے دیں گے۔ فی الحال میں سوچ رہا ہوں کہ کچھ دنوں کے لئے جھیل میں کشتی رانی بند کرادوں۔"

"نہیں کیپٹن پلیز! پہلے مجھے اس معاملے کی چھان بین کر لینے دیجئے۔ پھر کوئی ایسا قدم اٹھائیے گا۔"

فیاض کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔ "کیا آپ اتنی دیر ٹھہر سکیں گی کہ وہ موٹر بوٹ واپس آجائے؟"

"میں یہیں مقیم ہوں۔ موٹیل میں کمرہ لے لیا ہے۔"

"اچھی بات ہے تو موٹر بوٹ کی واپسی کا انتظار کیجئے۔"

"لیکن پہلے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ وہ دونوں وہاں گئے تھے۔" شاہد بولا۔

"یہ بھی قاعدے کی بات ہے۔" فیاض نے کہا۔

"اس کے باوجود بھی میں اُس آسیب زدہ جگہ کو دیکھنا چاہتی ہوں جس سے یہاں کے لوگ اس حد تک خائف ہیں۔"

شاہد نہیں چاہتا تھا کہ وہاں جانا پڑے، لہٰذا بولا۔ "فرض کیجئے وہ کسی طرح وہاں پہنچ بھی گئے ہوں لیکن پاگل ہو جانے کے بعد واپسی کس طرح ہوئی؟"

"اب تو اس سے بحث ہی نہیں ہے۔" فیاض نے کہا۔ "محترمہ ہر حال میں وہاں جانا چاہتی ہیں۔"

"تو کیا آپ جائیں گے؟"

"اخلاقاً نہیں تنہا نہیں چھوڑا جاسکتا۔"

"بہت بہت شکریہ کیپٹن!"

اور شاہد نے دل ہی دل میں کیپٹن کو ایک گندی سی گالی دی۔ یہ عورت بھی اب اسے زہر

لگ رہی تھی۔

"اگر موٹر بوٹ شام کو آئی تو؟" اُس نے کہا۔

"ہم اُسے صبح تک روکے رکھیں گے۔ کہہ دیں گے کہ وہ دوسرے دن ہمارے علاوہ اور کسی کو نہ دی جائے۔"

"تو آپ رات کو یہیں قیام فرمائیں گے؟"

"مجبوری ہے۔ تم جانا چاہو تو واپس جاسکتے ہو۔ میں محترمہ ہلدا کی گاڑی میں واپس آجاؤں گا۔"

"ضرور ضرور" ہلدا اظہار مسرت کرتی ہوئی بولی۔

شاہد کی جان میں جان آئی.. اور اُس نے منہ سکھا کر کہا۔ "اچھی بات ہے تو میں واپس چلا جاؤنگا۔"

اور یہی ہوا بھی تھا۔ ہلدا کیپٹن فیاض کو اپنے کمرے میں لے آئی اور بولی "آپ کو دوسرا کمرہ لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہیں رہئے گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔" فیاض مسکرا کر بولا۔ "لیکن یہ مناسب نہیں۔ اگر کسی مقامی اخبار کے رپورٹر کو معلوم ہو گیا تو اسکینڈل بن جائے گا۔"

"یہاں لوگ نہ جانے کس قسم کے ہیں؟ میری سمجھ میں تو نہیں آتے۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

شام کو وہ پھر ہٹوں والے گھاٹ پر آئے لیکن موٹر بوٹ ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔

"پتا نہیں کس قسم کے شکاری ہیں۔" ہلدا جھنجھلا کر بولی۔

"مچھلیوں کے شکار سے زیادہ احمقانہ تفریح اور کوئی نہ ہوگی۔" فیاض نے اظہارِ خیال کیا۔

"یہاں کے لوگ ہر کام ضرورت سے زیادہ کرتے ہیں۔" ہلدا بولی۔ "میں نے یہی اندازہ لگایا ہے وہ اس چکر میں ہوں گے کہ ساری جھیل آج ہی خالی کر دیں۔"

"آپ ہم لوگوں سے بہت زیادہ بدگمان معلوم ہوتی ہیں۔"

"میں حقائق کی بناء پر اظہار خیال کر رہی ہوں۔ گمان یا بدگمانی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

کچھ دیر بعد موٹر بوٹ کے انجن کا شور سنائی دیا تھا اور ہلدا خوش ہو کر بولی۔ "خدا کا شکر ہے۔"

پھر موٹر بوٹ بھی دکھائی دی جس کا رخ گھاٹ کی طرف تھا۔ وہ گھاٹ سے آ لگی اور اُس پر سے تین افراد اترے۔ دو سفید فام غیر ملکی تھے اور تیسرا مقامی آدمی۔ مقامی آدمی شاید موٹیل کا ملازم تھا۔

"دیکھا آپ نے۔" فیاض مسکرا کر بولا۔ "یہ حماقت آپ ہی کی نسل کے لوگوں سے سرزد

ہو رہی تھی۔"

ہلدا کچھ نہ بولی۔ دونوں سفید فام ہٹوں کی جانب چلے گئے اور مقامی آدمی موٹر بوٹ ہی میں بیٹھا رہا۔ شاید موٹر بوٹ کو وہی اسٹیئر کرتا تھا۔ فیاض نے اُسے اشارے سے قریب بلایا۔

"جی فرمائیے؟" وہ قریب پہنچ کر بولا۔

"موٹر بوٹ صرف تم ہی چلاتے ہو یا اور کوئی بھی ہے؟"

"صرف میں ہی چلاتا ہوں۔"

"یہ دونوں کہاں گئے تھے؟"

"گھوم پھر رہے تھے۔"

"سارا دن گھومتے پھرتے رہے۔"

"جی ہاں، جناب!"

"میں ایک پولیس آفیسر ہوں۔ لہٰذا تم جھوٹ قطعی نہیں بولو گے۔"

"نہیں جناب! میں جھوٹ کیوں بولنے لگا۔"

"آسیب زدہ چٹانوں کی طرف بھی گئے تھے؟"

"وہ دیکھنا چاہتے تھے۔"

"وہاں کیا ہے؟"

"قریب کون جاتا ہے صاحب! بس دور سے دکھا دیا تھا۔"

"انہوں نے تمہیں قریب جانے پر مجبور نہیں کیا؟"

"وہ تو کہہ رہے تھے صاحب! لیکن میں تیار نہیں ہوا۔ اب رات کو وہ خود ہی موٹر بوٹ لے جائیں گے۔"

"نہیں، موٹر بوٹ اب کسی کو نہیں دی جائے گی۔" فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

"منیجر صاحب کی اجازت سے بوٹ ملتی ہے جناب!"

"کیا وہ اجازت لے چکے ہیں؟"

"جی نہیں، اب لیں گے۔"

فیاض ہلدا کی طرف مڑ کر بولا۔ "ہمیں فوراً واپس چلنا چاہئے۔"

"کیوں؟" وہ اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

فیاض اسے دونوں سفید فاموں کے بارے میں بتانے لگا جو ابھی ابھی موٹر بوٹ سے اُترے تھے۔

"تب پھر میں اُنہی کے ساتھ چلی جاؤں گی۔"

"آپ آیئے تو....." وہ اُس کی گاڑی کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

پھر وہ موٹیل کی طرف واپس آئے۔ اس وقت منیجر اپنے آفس میں موجود تھا۔ کاؤنٹر کلرک نے شاید اُسے پہلے سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس لئے آفس سے نکل کر اس نے فیاض کا استقبال کیا۔

دونوں پاگلوں سے متعلق اس نے بھی وہی بتایا جو کلرک سے معلوم ہوا تھا۔ پھر فیاض نے اُسے تاکید کی کہ موٹر بوٹ کسی کو بھی نہ دی جائے۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ دونوں سفید فام بھی وہاں پہنچ گئے۔ فیاض خاموش ہو گیا۔ اُن دونوں نے منیجر سے بوٹ کے حصول کیلئے بات کرنی چاہی۔

"مجھے افسوس ہے۔" منیجر بولا۔ "مجھے ان آفیسر سے ہدایت ملی ہے کہ موٹر بوٹ کسی کو بھی نہ دوں۔" وہ فیاض کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیوں جناب! اس میں کیا قباحت ہے؟" اُن میں سے ایک بولا۔

"ہم نہیں چاہتے کہ انسان نما بلیوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔" فیاض مسکرا کر بولا۔

"ہم وہاں نہیں جائیں گے۔"

"مجھے افسوس ہے مسٹر!"

دفعتاً ہلدا بول اٹھی۔ "یہ پولیس آفیسر خود اُن پہاڑیوں کا جائزہ لینا چاہتا ہے لیکن کوئی کشتی نہیں مل رہی۔ اس لئے یہ خود ہی اُس موٹر بوٹ کو لے جائے گا۔"

"اوہ! تب تو بہت اچھا ہے۔" سفید فام آدمی بولا۔ "اس طرح ہم تین ہو جائیں گے۔ پھر تو کوئی مسئلہ نہیں رہا۔"

اور پھر ذرا ہی سی دیر میں اُنہوں نے فیاض کو اس پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ بھی اُس کے ساتھ وہاں تک جائیں گے۔

"کیا تم لوگوں کا تعلق سفارت خانے سے ہے؟"

"نہیں، ہم لوگ سیاح ہیں اور اس جگہ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"یہ اخباری رپورٹر ہیں اور میرے ساتھ جانا چاہتی ہیں۔" فیاض نے ہلدا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کشتی پر چار سے زیادہ افراد کی گنجائش ہے۔" سفید فام بولا۔

اور پھر یہ بات طے پا گئی تھی کہ وہ چاروں ہی جائیں گے۔

صفدر اُن چاروں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اُس نے اُن کی ساری باتیں سنی تھیں۔ کمرے میں واپس آکر عمران کو رپورٹ دی تھی۔

"یہ فیاض کہاں سے آدھمکا؟" عمران بھنا کر بولا۔

"ظاہر ہے اُسے تو بلی بنانے سے رہے آپ!" صفدر نے کہا۔

"یہ ان چٹانوں کا چکر بھی خوب ہی رہا۔ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ ان اطراف میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے۔"

"کیا خیال ہے؟ اب وہ سب انہی چٹانوں پر یلغار کریں گے؟" صفدر نے پوچھا۔

"اگر اُن دونوں کو بھی بلی بنا دیا جائے تو ایسا ہی ہوگا۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیا وہ عورت ہلدا بھی انہی لوگوں سے تعلق رکھتی ہے؟"

"پتہ نہیں لیکن وہ دونوں تو یقینی طور پر اُنہی کے ایجنٹ ہیں۔"

"سوال تو یہ ہے کہ اُن پر کیسے قابو پایا جائے؟"

"ان کا قیام کہاں ہے؟"

"ہٹ نمبر گیارہ میں۔"

"معلوم کرو.... وہ رات ہی کو تو کسی وقت روانہ نہیں ہو جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"جیمسن وہیں موجود ہے۔ بقیہ رپورٹ اس سے مل جائے گی۔"

"وہ کریک ہے۔ غیر ضروری مواد اکٹھا کر کے میرے سامنے رکھ دے گا۔ نہیں تم بھی جاؤ۔"

"جیسی آپ کی مرضی۔" کہہ کر وہ چلا گیا۔

یہ تینوں میک اپ میں تھے اور ایک ہی کمرے میں مقیم تھے۔ اس موٹیل میں ایسے کمرے بھی تھے جہاں چار چار بستروں کا انتظام ہو جاتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جیمسن تنہا واپس آیا جس کا مطلب یہ تھا کہ صفدر کے لئے کوئی اضافی کام نکل ہی آیا ہے۔

"فرمائیے کیا خبر ہے؟" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔

وہ وہی کہانی دہرانے لگا جو عمران صفدر سے بھی سن چکا تھا۔ البتہ اضافہ صرف اس قدر تھا کہ اس میں ہلدا کے حسن کی تعریف بھی شامل ہو گئی تھی اور جیمسن کو اس کی یہ ادا بہت بھلی لگی تھی کہ وہ ہر بات کے اختتام پر اپنے ہونٹ بند کر کے ایک خاص انداز میں ہلکی سی جنبش دیتی تھی۔

"تمہیں اُس جنبش پر کیا محسوس ہوتا تھا۔" عمران نے بے حد سنجیدگی سے پوچھا۔

"بس یہ محسوس ہوتا تھا، یور میجسٹی! جیسے دل پہلو سے نکل جائے گا۔"

"لہٰذا اگر میں اُس پہلو کی ہڈیاں توڑ دوں تو اُسے نکل جانے میں آسانی ہو جائے گی۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"ارے تو آپ یک بیک ناراض کیوں ہو گئے؟"

"وہ کس وقت روانہ ہوں گے؟"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ بس اسی پر اتفاق ہو گیا تھا کہ چاروں ساتھ جائیں گے۔"

"اب وہ کہاں ہیں؟"

"وہ دونوں تو ہٹس کی طرف چلے گئے ہیں اور کیپٹن فیاض ہلدا کے کمرے میں ہے۔"

"حالانکہ اس کی بجائے تمہیں ہونا چاہئے تھا، ہلدا کے کمرے میں۔"

"اب میں کیا عرض کروں۔" جیمسن نے دانت نکال دیئے۔

اتنے میں صفدر بھی واپس آگیا اور اُن دونوں کی گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

"فیاض کے سامنے دونوں اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ کل صبح روانگی ہوگی۔" صفدر نے اطلاع دی۔ "لیکن وہ رات ہی کے کسی حصے میں موٹر بوٹ کو لے بھاگیں گے۔"

"کیا وہ دو ہی ہیں؟" عمران نے پُر تفکر لہجے میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اس طرف یہی چار تھے اور وہ عورت حقیقتاً لنڈن ٹائمز کی رپورٹر ہے۔"

"تب تو ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔" عمران نے کہا۔ "ٹھیک اُس وقت اُن پر چھاپہ ماریں گے جب وہ کشتی لے جا رہے ہوں۔"

"اور پھر....؟" صفدر نے پوچھا۔

"اور پھر ہم بھی نکل چلیں گے۔ جوزف جانتا ہے کہ اُسے کیا کرنا ہے اور کہاں پہنچنا ہے۔ تم اُن

دونوں پر نظر رکھو۔ ظاہر ہے کہ وہ چوکیدار کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہی کشتی لے جاسکیں گے۔"

"کیا انہیں بھی انجکشن دیں گے یور میجسٹی؟" جیمسن نے پوچھا۔

"یقیناً.... ورنہ پھر فائدہ ہی کیا۔"

"کیسا فائدہ؟" صفدر نے پوچھا۔

"جھیل کے درمیان یہ پُر اسرار چٹانیں اتفاقاً دریافت ہوگئی ہیں تو پھر کیوں نہ اُن سے فائدہ اٹھایا جائے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اگر یہ دونوں بھی بلی بن گئے تو وہ سارے لوگ انہی چٹانوں پر ٹوٹ پڑیں گے جو مختلف مقامات پر میری تاک میں ہیں۔"

"تدبیر تو خوب ہے۔" صفدر سر ہلا کر بولا۔ "اتفاق سے یہ نسخہ ہاتھ آگیا لیکن...."

"لیکن کیا....؟" عمران نے سوال کیا۔

"لیکن کب تک؟"

"بکرے کی ماں خیر منائے گی.... یوں جملہ پورا کرو نا۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"شاید یہی کہنا چاہتا تھا۔"

"میری زندگی میں وہ مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے.... سوچنے کی بات ہے.... میرا اغوا.... واہ بھئی بہت خوب.... مردوں کے ہاتھوں.... خواتین ہوتیں تو بات بھی تھی۔"

"میں پتا نہیں کب سے محظوظ ہو رہا ہوں، سوچ سوچ کر۔" جیمسن بولا۔

"تو پھر اسکیم کیا ہے؟" صفدر نے پوچھا۔

"ہم ابھی سے کیوں نہ گھات لگائیں۔ اندھیرا تو پھیل گیا ہے۔" جیمسن بول پڑا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

بیس منٹ کے اندر اندر اُس نے ضروری تیاریاں کی تھیں اور وہ کمرے سے نکل گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ٹہلتے ہوئے ہٹس کی جانب چل پڑے جیسے رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کو نکلے ہوں۔

"دفعتاً عمران ایک جگہ رک کر بولا۔ "اُن سے نپٹ کر میں کشتی نکال لے جاؤں گا اور تم دونوں

گاڑی سے آنا۔"

"کیا اسی وقت؟"

"نہیں کل کی تفریح سے لطف اندوز ہونے کے بعد۔"

"اور آپ کشتی کہاں نکال لے جائیں گے؟"

"جھیل کے اُس پوائنٹ پر جہاں سے ایک یا دو فرلانگ کے فاصلے پر ایک ریلوے اسٹیشن ہے.... کشتی اسی پوائنٹ پر چھوڑ دوں گا۔"

"یہ مناسب نہ ہوگا.... اس طرح وہ پھر آپ کی راہ پر لگ جائیں گے۔ یا پھر ایسا کیجئے کہ اُن دونوں کو بھی ساتھ لے جائیے۔ ورنہ یہ کیسے ثابت ہوگا کہ کشتی وہی دونوں لے گئے تھے۔"

"یہ خطرناک ہوگا۔ ہوش میں آنے کے بعد بحالت دیوانگی وہ جھیل میں غرق بھی ہو سکتے ہیں اور پھر انہیں اُس پار سے واپس کون لائے گا؟ ٹھہر جاؤ! ہمیں اس مسئلے پر پھر غور کرنا چاہئے۔ ابھی وقت ہے ہم اس پر مزید غور کر سکتے ہیں۔"

"بڑے عجیب حالات سے دوچار ہوئے ہیں آپ! اس بار۔" صفدر نے طویل سانس لے کر کہا.... عمران کچھ کہنے والا تھا کہ کسی انجن کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔

"نہیں، گاڑی کا انجن نہیں ہو سکتا۔" عمران مضطربانہ انداز میں بولا۔ "شاید وہ لے جا رہے ہیں موٹر بوٹ۔"

وہ تیزی سے گھاٹ کی طرف بڑھے۔ واقعی وہ کشتی لے بھاگے تھے.... اور اس سلسلے میں چوکیدار پر تشدد بھی کیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا کراہتا ہوا نظر آیا۔

"کیوں....؟ کیا ہوا؟" عمران نے اُس کا شانہ چھو کر پوچھا۔

"پولیس والے نے منع کر دیا تھا۔ مگر سالے لے گئے۔" وہ کراہتا ہوا بولا۔ "مجھ پر حملہ بھی کیا تھا۔"

"کون لے گئے؟ کیا لے گئے۔"

"وہ دونوں انگریز.... موٹر بوٹ لے گئے۔"

"تو اس میں حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" عمران اُسے اٹھاتا ہوا بولا۔ "چلو روشنی میں چل کر دیکھیں، کہاں چوٹ آئی ہے۔ عجیب لوگ ہیں۔ موٹر بوٹ تو جاتی ہی رہتی ہے۔"

"نہیں صاحب! پولیس والے صاحب نے منع کر دیا تھا کہ موٹر بوٹ کسی کو بھی نہ دی جائے

مگر وہ زبردستی لے گئے ہیں۔"

"اچھا.... اچھا تو چلو دیکھیں۔ کہیں زخم تو نہیں آیا۔"

"میں پولیس والے صاحب کے پاس جاؤں گا۔"

"خود ہی چل سکو گے؟"

"جی صاحب چل سکوں گا۔"

وہ موٹیل کی طرف چل پڑا اور وہ بھی اُس کے ساتھ چلتے رہے۔

"کئی آدمی تھے کیا؟" صفدر نے پوچھا۔

"دو تھے صاحب! دن بھر انہوں نے موٹر بوٹ اپنے ساتھ رکھی۔ جھیل میں گھومتے پھرے۔ شام کو واپس آئے تو پولیس والے صاحب نے بوٹ کسی کو دینے سے منع کر دیا۔"

"دن میں بھی خود ہی لے گئے تھے یا کوئی چلانے والا ساتھ تھا؟"

"وہی تھا جو موٹر بوٹ کو چلاتا ہے۔ اُسے مجبور کرتے رہے تھے کہ وہ موٹر بوٹ کو چٹان سے لگا دے لیکن وہ نہیں مانا تھا۔ چٹانوں سے دور ہی دور رہا تھا۔ موت آئی ہے سالوں کی.... اس وقت خود لے بھاگے۔ اب پولیس والا میرے سر ہو گا۔"

"سر کیسے ہو گا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ انہوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔" عمران بولا۔

"تو صاحب! آپ بھی چلیے۔ اس سے یہی کہہ دیجئے گا ورنہ وہ میری تو نہیں سنے گا۔"

عمران نے صفدر اور جیمسن سے کہا کہ وہ دونوں چلے جائیں۔ لیکن جیمسن نے تجویز پیش کی کہ صرف صفدر ہی جائے۔ وہ خود اتنا مشاق نہیں ہے کہ میک اپ کا بھرم قائم رکھ سکے۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔ "تم کمرے میں جاؤ۔"

"اور آپ....؟" جیمسن نے پوچھا۔

"میری فکر نہ کرو۔"

عمران پیچھے رہ گیا اور وہ دونوں آگے بڑھتے چلے گئے۔

دوسری صبح کشتی گھاٹ پر اسی جگہ دیکھی گئی جہاں سے اُسے لے جایا گیا تھا۔ چوکیدار کی نیند بھی ایسی بے خبری کی تھی کہ اُسے انجن کی آواز بھی نہ سنائی دی۔ پتہ نہیں رات کے کس حصے میں

واپس آئی تھی اور اُسے گھاٹ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔

موٹیل کے عملے ہی کے کسی فرد نے کیپٹن فیاض کو اس کی اطلاع دی اور وہ ہلدا سمیت گھاٹ پر دوڑ آیا۔ سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا اور آج سردی بھی مزاج پوچھ رہی تھی۔

پچھلی رات وہ دو بجے تک جاگتا رہا تھا۔ اُسکے بعد نیند پر بس نہیں چلا تھا۔ بہر حال کشتی کی موجودگی کی اطلاع ملتے ہی جس حال میں تھا اسی میں نکل کھڑا ہوا۔ ہلدا ڈائننگ ہال میں شاید اُسی کی منتظر تھی۔

"اُن سے ذرا سختی سے پیش آنا۔" ہلدا نے مشورہ دیا۔

"ظاہر ہے، اُن کی اس حرکت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

وہ گھاٹ پر پہنچے اور چوکیدار سے اُن دونوں کے ہٹ کا نمبر پوچھا۔

"وہ سامنے والا۔" چوکیدار نے دور ہی سے اشارہ کیا۔

"آؤ.... تم بھی آؤ۔"

"مم.... میں...." چوکیدار ہکلا کر رہ گیا۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"صاحب! دروازہ چوپٹ کھلا ہوا ہے۔ خود ہی جا کر دیکھ لیجئے۔"

"اوہو.... تو کیا....؟"

"جی ہاں، دونوں میاؤں میاؤں کر رہے ہیں۔ بڑی بے دردی سے مارا تھا مجھے اُن بد بختوں نے۔ اللہ نے دکھا دیا۔"

"کیوں.... کیا بات ہے؟ کیا کہہ رہا ہے؟" ہلدا نے فیاض سے پوچھا۔

"وہ دونوں بھی بلی بن گئے ہیں۔"

"اوہ! تو چلو.. یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟" وہ اس کا بازو پکڑ کر ہٹ کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

ہٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا.... اور وہ دونوں فرش پر بیٹھے کانپ رہے تھے۔ اندازِ نشست بلیوں کا سا تھا۔ انہیں دیکھ کر بلیوں ہی کی سی آوازیں بھی نکالنے لگتے تھے۔

"اب بتاؤ؟" فیاض ہلدا کی طرف مڑ کر بولا۔ "اس حماقت کا کیا جواب ہے؟ کیا تم اب بھی اُن چٹانوں کو دیکھنا چاہو گی؟"

ہلدا کچھ نہ بولی۔ وہ بغور اُن دونوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

پھر وہاں بھیڑ اکٹھا ہونے لگی اور فیاض ہاتھ ہلا کر بولا۔ "براہِ کرم بھیڑ نہ لگایئے۔ یہ تماشا نہیں ہے۔"
"لیکن اس وقت کوئی بھی اُس کی سننے پر تیار نہیں تھا۔ ان میں غیر ملکی بھی تھے کچھ خائف تھے
اور کچھ اتنے برافروختہ نظر آرہے تھے جیسے وہ اُن دونوں کے لئے جانوں کی بازی بھی لگادیں گے۔

"سوال تو یہ ہے کہ یہ واپس کیسے آئے؟" ہلدا تھوڑی دیر بعد فیاض کا بازو پکڑ کر بولی۔

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔ اگر وہیں اُن کی یہ کیفیت ہو گئی تھی تو واپسی کیونکر ہوئی؟"
فیاض نے کہا اور ہٹ میں داخل ہو گیا اور اپنے پیچھے کھڑے ہوئے لوگوں سے کہا۔ "براہِ کرم آپ
لوگ باہر ہی ٹھہریئے۔"

پھر اُس نے اُن دونوں پاگلوں سے گفتگو کرنے کی کوشش کی لیکن جواب میں "میاؤں
میاؤں" کے علاوہ اور کچھ نہ سن سکا۔

اسکے بعد اُس نے ہلدا کو اشارے سے اندر بلایا اور تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "ان
دونوں کو تو سفارت خانے والے لے گئے تھے لیکن یہ کون ہیں اور ان کیلئے کس سے گفتگو کی جائے؟"

"کاغذات تلاش کرو، ان کے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔"

"کم از کم دو گواہ بھی ضروری ہوں گے۔ جن کی موجودگی میں ان کے سامان کی تلاشی لی
جائے گی۔" فیاض نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

موٹیل کا منیجر بہت زیادہ نروس نظر آرہا تھا۔ اُسے ڈر تھا کہ کہیں ان حادثات کی وجہ سے
سیزن تباہ ہی نہ ہو جائے.... اور ان حادثات کا ذمہ دار اس وقت صفدر کی لائی ہوئی گاڑی میں
جنوب کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ تنہا تھا خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ صفدر اور جیمسن موٹیل ہی میں رہ
گئے تھے۔ شاہ دارا کی سائن پوسٹ سے جنوب مشرق کی طرف جانے والی سڑک پر اُس کی گاڑی
مڑ گئی اور سفر جاری رہا.... اور پھر کرم آباد والے بسوں کی اڈے پر اس نے گاڑی روکی تھی اور
اڈے ہی کے ایک چائے خانے کے ملازم کو اشارے سے قریب بلا کر صاف ستھرے برتنوں میں
ناشتہ لانے کی ہدایت کی تھی۔

سورج خاصا بلند ہو چکا تھا۔ اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور مڑ کر اُسی طرف دیکھنے لگا جدھر سے
آیا تھا۔ پھر چائے خانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

ناشتہ آنے تک اُس نے متعدد بار گھڑی پر نظر ڈالی تھی اور مڑ مڑ کر دیکھا تھا۔

چائے بدمزہ تھی لیکن حلق سے اُتارنی ہی پڑی۔ کیونکہ منہ اندھیرے ہی موٹیل سے نکل
بھاگا تھا۔ پچھلی رات آنکھوں میں کٹی تھی۔

اس کا یہ اندازہ صحیح نکلا تھا کہ وہ دونوں رات ہی کے کسی حصے میں گھاٹ کی طرف پلٹ آئیں
گے لہٰذا وہ ضروری سازو سامان کے ساتھ اُن کے ہٹ کے قریب ہی موجود رہا تھا۔ تنہا تھا لہٰذا اُن
دونوں پر قابو پانے میں خاصی دشواری پیش آئی تھی.... لیکن وہ عمران ہی کیا جو کسی کام کا تہیہ
کر لینے کے بعد پیچھے ہٹ جائے۔ کارروائی مکمل کر کے موٹیل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوا تھا اور گاڑی
وہاں سے نکال لے گیا تھا.... اور یہ وہاں کے لئے کوئی غیر معمولی واقعہ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ
شکاری عام طور پر اجالا پھیلنے سے پہلے ہی شکار کے لئے نکلتے تھے۔ بہرحال کسی نے بھی اُس کی
طرف خصوصی توجہ نہیں دی تھی۔ صفدر اور جیمسن کو پہلے ہی سے علم تھا کہ گاڑی کی عدم
موجودگی کا مطلب کیا ہو گا۔

بہرحال وہ نکلا چلا آیا تھا۔ ناشتہ کر کے ہوٹل کے ملازم کو ادائیگی بھی کر دی لیکن گاڑی کا انجن
اسٹارٹ نہیں کیا۔ وہ اب بھی مڑ مڑ کر اُسی راستے کو تکے جا رہا تھا جس سے یہاں پہنچا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے طویل سانس لی اور سیدھا ہو بیٹھا.... اور پھر تین سیاہ فام آدمی گاڑی
کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ اُن کے کاندھوں سے دیسی بندوقیں لٹک رہی تھیں اور ہاتھوں میں
بڑے بڑے تھیلے تھے۔

عمران نے پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کیا اور وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئے۔ ان میں سے
ایک بولا۔ "بس نکل چلو باس! ہمارا تعاقب ہوتا رہا ہے۔"

"یہ کیسے ہوا؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے تو دوسرے کیمپ کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔"

عمران نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ "تو نے کیسے اندازہ لگایا تھا؟"

"اگر کوئی گھات میں ہو تو میری چھٹی حس تیز ہو جاتی ہے۔"

"خیر.... خیر.... پھر بات ہو گی۔ میں دیکھوں گا۔" عمران نے کہا۔ شاید وہ اُس کے دونوں
ساتھیوں کی موجودگی میں اس مسئلے پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسکیم کے مطابق جوزف نے شمال مغربی ساحل پر بسے ہوئے سیاہ فام لوگوں میں سے دو کو
ساتھ چلنے پر آمادہ کر لیا تھا اور وہ خود بھی شلوار اور قمیض میں تھا.... اور اب یہ شکار کی کوئی پارٹی

معلوم ہو رہی تھی۔

عمران میک اپ میں تھا اور تاریک شیشوں والی عینک لگا رکھی تھی۔ بس ایسا ہی لگتا تھا جیسے کوئی جاگیر دار، اپنے ملازموں سمیت شکار کے لئے نکلا ہو۔

"وہاں کیا رہا باس؟" جوزف نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

"دو بلے اور مارے۔"

"لیکن کب تک باس؟"

"یہ تیرے سوچنے کی باتیں نہیں ہیں۔"

"ان دونوں سے شکار ہی کی بات ہوئی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔ "لیکن ابھی تک کوئی تعاقب کرنے والا نظر نہیں آیا۔"

"وہ بس جو پیچھے نظر آ رہی ہے اُسی پر ہیں۔"

"اور تم لوگ بھی اسی بس پر تھے؟"

"ہاں ہم اُتر گئے لیکن انہیں اُترتے نہیں دیکھا۔"

"کتنے ہیں....؟"

"دو ہی تھے۔"

"تو نے کیسے اندازہ لگایا کہ دوسرے کیمپ کے ہوں گے؟"

"صورت سے شریف معلوم ہوتے تھے۔"

"دونوں ہی کیمپوں میں شریفوں کی کمی نہیں۔ لیکن یہ صورت سے شریف لگنے والی بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"بس مجھے ایسا محسوس ہوتا رہا تھا جیسے اُن کی آنکھوں میں ہمدردی ہو۔"

"اُلوؤں کی سی باتیں شروع کر دیں تم نے! دونوں میں سے کسی کے بھی ہاتھ لگ جانا، شامت ہی کو دعوت دینا ہوگا۔ دوسرے کیمپ کے لوگ مجھے رس ملائی نہیں کھلائیں گے۔ اُن کا رویہ محض اس لئے ہمدردانہ ہے کہ اُن کا مخالف کیمپ میری تاک میں ہے۔ اُن کی بھی کوشش یہی ہے کہ میں اُن کے ہاتھ لگ جاؤں۔"

"میں سمجھتا ہوں باس! لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ وحشیانہ انداز میں تم پر نہیں جھپٹیں گے۔"

"ہاں، چمکاریں گے، سر پر ہاتھ پھیریں گے اور گود میں بٹھا کر اچانک اس زور سے بھینچیں گے کہ ہڈیاں کڑکڑا جائیں۔"

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں باس۔"

عمران نے گاڑی کی رفتار کم کر دی اور پھر اُسے سڑک کے کنارے لگا کر انجن بند کر دیا۔

"کیا ہوا باس؟"

"خاموشی سے بیٹھے رہو۔"

عمران گاڑی سے اترا اور بونٹ اٹھا کر انجن پر جھک پڑا.... پھر پلٹ کر آیا اور انجن اسٹارٹ کر کے دوبارہ دیکھ بھال کرنے لگا۔ کبھی انجن کو ریز دیتا.... اور کبھی کسی پُرزے کو چھیڑنے لگتا۔ بس گزر گئی۔ عمران نے سر اٹھا کر جوزف کو دیکھا اور جوزف نے اپنے سر کو اثبات میں جنبش دی۔ عمران بونٹ گرا کر ڈرائیونگ سیٹ پر واپس آ گیا۔ بس نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

"وہ موجود تھے، بس میں۔" جوزف آہستہ سے بولا۔

"غالباً ڈھائی تین میل کے فاصلے پر ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ وہ لازمی طور پر وہاں اُتر کر ہمارا انتظار کریں گے۔"

"تو پھر کیا ارادہ ہے؟"

"دوست ہوں یا دشمن، میں فی الحال کسی کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے یہیں سے راستہ کاٹ رہا ہوں۔"

"اگر ادھر کے راستوں سے واقف ہو تو ضرور ایسا کرو۔"

قریباً ایک یا ڈیڑھ فرلانگ مزید چلنے کے بعد عمران نے گاڑی ایک کچے راستے پر ڈال دی۔

رحمان صاحب گھر پر موجود نہیں تھے اور ڈیلیا موران لڑکیوں میں گھری ہوئی تھی۔ ثریا بھی موجود تھی۔ لڑکیوں کا خیال تھا کہ ڈیلیا فطرتاً بہت اچھی عورت ہے۔ اگر وہاں رک گئی تو اُن پر بار نہ ہوگی۔ لیکن نہ جانے کیوں، ثریا اُس سے دور ہی دور رہتی تھی۔ اس وقت بھی وہ کمرے میں موجود نہیں تھی۔

ڈیلیا کا عجیب حال تھا۔ وہ لڑکیوں سے کہتی تھی کہ بس وہ عمران ہی کی باتیں کئے جائیں اور ان باتوں کا

رد عمل مختلف اوقات میں مختلف ہوتا۔ کبھی بے تحاشہ قہقہے لگاتی اور کبھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی
اس وقت تو قہقہے ہی لگ رہے تھے کہ اچانک ثریا کمرے میں داخل ہوئی اور ڈیلیا موران سے بولی۔ "تمہارا بھائی آیا ہے۔"

"اوہ پھر آ گیا۔" وہ یک بیک مغموم نظر آنے لگی۔

"ڈرائنگ روم میں تمہارا منتظر ہے۔"

"کیا ڈیڈی بھی ہیں؟" ڈیلیا نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"تب پھر میں اُس سے نہیں ملوں گی۔"

"یہ تو بہت بُری بات ہے۔" ثریا نے کہا۔ "ہم مشرقی لوگ اس معاملے میں بہت محتاط ہیں۔ تمہیں اس سے ملنا چاہئے۔"

"تم کہتے ہو تو مل لوں گی۔ لیکن تم میں سے کسی کو وہاں موجود رہنا پڑے گا۔ میں تنہا اُس سے نہیں مل سکتی۔"

"آخر کیوں؟"

"وہ مجھ پر واپسی کے لئے جبر کرے گا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ تم لوگ بھی اتنے تنگ نظر ہو گئے ہو۔"

"نیوزی لینڈ، یورپ سے مختلف ہے۔"

"یہ تو نہیں کہا جاسکے گا کہ تم اس سے نہیں ملو گی.... اور میں اسے بھی ضروری نہیں سمجھتی کہ ہم میں سے کوئی وہاں موجود رہے۔"

"تم لوگ بھی عجیب ہو۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "میری اتنی سی خواہش پوری نہیں کر سکتیں۔"

ثریا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "اچھا چلو میں موجود رہوں گی۔"

بہر حال بڑی ناگواری کے ساتھ وہ اُس کے ہمراہ ڈرائنگ روم تک گئی تھی۔ ڈیلیا کا بھائی انہیں دیکھ کر اٹھ گیا لیکن بڑے جارحانہ انداز میں ڈیلیا سے پوچھا۔ "تم نے کیا فیصلہ کیا؟"

"میں ایک بار ہی فیصلہ کرتی ہوں۔ جیک! تم سن چکے ہو کہ میں نے اس دن کیا کہا تھا۔"

"میں تمہیں زبردستی لے جاؤں گا۔"

"یہ کیا بکواس ہے؟" ثریا ڈیلیا کے عقب سے دھاڑی۔ "یہاں کس کی جرأت ہے کہ ایسا کر سکے۔"

"اوہ محترمہ.....!" وہ اس طرح چونکا جیسے اُسے وہاں اُس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔ "مم معافی چاہتا ہوں۔"

"یہ میرے بھائی کی بیوی ہے۔ اسے کوئی یہاں سے زبردستی نہیں لے جاسکتا۔"

"تمہارے بھائی نے اسے بیوقوف بنایا تھا۔"

"تم لوگ اس وقت کہاں تھے۔ جب یہ بے وقوف بننے والی تھی؟"

"محترمہ! یہ ایک لمبی کہانی ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ تمہیں انسانیت کی حدود سے نہ گزرنا چاہئے۔ میرا بھائی اس دنیا میں نہیں کہ تمہارے عائد کردہ الزامات کی تردید کر سکے۔"

"اس پر کوئی الزام نہیں ہے۔" ڈیلیا جلدی سے بولی۔ "یہ سب جھوٹ ہے۔"

"وہ کچھ بھی ہو۔" اُس کا بھائی آنکھیں نکال کر بولا۔ "میں سفیر سے بات کر چکا ہوں۔ تمہیں واپس جانا پڑے گا۔ میں یہی کہنے آیا تھا کہ واپسی کے لئے تیار رہو۔ یہاں کی حکومت تمہیں زبردستی واپس بھجوا دے گی۔"

وہ غصے میں بھرا ہوا باہر نکل گیا اور ڈیلیا "جیک جیک" پکارتی ہوئی اُس کے پیچھے دوڑی۔ لان تک دوڑتی چلی گئی پھر ٹھوکر کھا کر گری تھی۔ ثریا اُس کے پیچھے پیچھے آئی تھی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے؟ اس کا بھائی تو پھاٹک سے بھی گزر گیا تھا لیکن وہ بدستور لان پر دوزانو گری ہوئی اُسے آوازیں دے رہی تھی۔

آخر ثریا آگے بڑھی اور بغلوں میں ہاتھ دے کر اُسے اٹھانے لگی۔ نہ جانے کیوں؟ اس وقت اُس کا دل، اُس کے لئے پسیج گیا تھا۔ بدقت اُسے اندر لائی اور صوفے پر بٹھا کر اُسے لپٹا لیا۔ پھر دونوں ہی بُری طرح روئی تھیں۔ اُس کے بعد گھر ایک بار پھر ماتم کدہ بن گیا تھا۔

اسی دوران میں رحمان صاحب بھی واپس آ گئے تھے۔ انہیں اس واقعے کی اطلاع ملی تو بُرا سا منہ بنا کر بولے۔ "ثریا کو میرے پاس لائبریری میں بھیج دو۔"

اور جب ثریا وہاں پہنچی تو رحمان صاحب اُسے گھورتے ہوئے بولے۔ "تم بھی اسی حماقت میں مبتلا ہو گئیں۔"

"میں کیا کروں، ڈیڈی! اس وقت دل پر قابو نہیں رہا۔"

"اِدھر آؤ۔" رحمان صاحب آہستہ سے بولے۔

ثریا متحیرانہ انداز میں اُن کی طرف بڑھی اور وہ قریب ہی کی ایک کرسی کی طرف اشارہ کرکے بولے۔ "بیٹھ جاؤ۔"

پھر کچھ دیر بعد انہوں نے کہا۔ "ڈیلیا ایک نفسیاتی مریضہ ہے۔ اس کا عمران سے کوئی تعلق نہیں۔ اُس کا بھائی کہتا ہے کہ اُس نے پتہ نہیں کہاں سے اور کیسے شادی کے کاغذات بھی حاصل کر لئے۔ جبکہ سرے سے کبھی اُس کی شادی ہی نہیں ہوئی۔ لیکن بچپن ہی سے وہ کہتی آئی ہے کہ شوہر کو بیوقوف اور سیدھا سادا ہونا چاہئے۔ جوان ہوئی تو کہنے لگی کہ اس کا شوہر اُسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے.... ورنہ تم خود سوچو کیا اُس کے پاس عمران کی کوئی تصویر نہ ہوتی.... یہاں کسی اخبار کے رپورٹر نے اُس سے زبانی حلیہ سن کر عمران کی تصویر سامنے رکھ دی اور اُس نے کہہ دیا ہاں یہی ہے!"

ثریا حیرت سے منہ پھاڑے ہوئے سنتی رہی پھر بولی۔ "تو آپ اُسے یہاں کیوں لے آئے تھے؟"

"کیا کرتا.... ؟ عمران کا نام سنتے ہی میں نے سوچا کہ اُسے اخبار والوں سے دور ہی رکھا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ خدا جانے کس کس قسم کے اسکینڈل بنتے۔"

"تو یہ اُس کے بھائی نے بتایا ہے؟"

"ظاہر ہے ورنہ مجھے کیسے معلوم ہوتا؟ اس لئے وہ زبردستی پر بھی آمادہ ہے۔ ورنہ ڈیلیا پر کون جبر کر سکتا تھا۔ وہ اپنی مرضی کی مالک تصور کی جاتی.... لیکن ایسی صورت میں جبکہ یہ سب کچھ ایک ذہنی مرض کا نتیجہ ہے۔ وہ یہاں اُسے تنہا کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ڈیلیا نے کبھی عمران کی شکل تک نہ دیکھی ہوگی۔"

"لیکن آپ اُسے اپنے ساتھ رکھنے پر مجبور ہیں؟"

"ظاہر ہے اُس وقت تک یہیں رہے گی جب تک کہ نیوزی لینڈ واپسی کا انتظام نہیں ہو جاتا۔"

"کیسی مصیبتوں سے گزر رہے ہیں ہم لوگ! اماں بی کو کسی قدر تسکین ہو گئی تھی۔ اب کیا ہوگا؟"

"کچھ بھی نہیں۔ سب ٹھیک ہوگا۔ وہ زندہ ہی تھا تو تمہارا کب تھا؟"

"ڈیڈی! خدا کے لئے....!"

"جاؤ۔" وہ ہاتھ ہلا کر بولے۔ "مقدرات سے کوئی نہیں لڑ سکتا۔"

ذرا ہی دیر تو اُن کی نرم گفتاری سے لطف اندوز ہو پائی تھی اور اب پھر وہی پتھر بول رہا تھا۔

وہ چپ چاپ اٹھی اور لائبریری سے نکل گئی۔

رحمان صاحب تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر اٹھ کر فون کے قریب آئے اور کچھ دیر بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ "تم کہاں ہو؟"

"گھر پر۔"

"وہیں ٹھہرو۔ میں فوراً پہنچ رہا ہوں۔ تمہارے پاس ہی آنے والا تھا۔"

رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر رحمان صاحب نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پُر تشویش انداز میں کھڑکی سے باہر دیکھنے لگے۔ اندھیرا پھیل گیا تھا۔ انہوں نے کھڑکی بند کر دی اور اُسی کرسی پر آ بیٹھے جس سے اٹھے تھے پھر انہوں نے میز کے پائے سے لگے ہوئے گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔

"کافی کے لئے کہہ دو۔ ایک مہمان بھی ہیں۔" انہوں نے ملازم سے کہا اور میز سے اخبار اٹھا کر یونہی صفحات پر نظریں دوڑانے لگے وہ بے چینی سے سر سلطان کا انتظار کر رہے تھے۔ خدا خدا کر کے ان کی آمد کی اطلاع ملی۔ خود ہی اٹھ کر گئے اور انہیں سیدھے لائبریری ہی میں لیتے چلے آئے۔

"کوئی خاص بات؟" رحمان صاحب نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔ آج کل ہر بات خاص ہی ہو رہی ہے۔"

رحمان صاحب کچھ کہنے ہی والے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور رحمان صاحب نے اونچی آواز میں کہا۔ "آ جاؤ۔"

ملازم نے دروازہ کھولا اور کافی کی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ ٹرالی میز کے قریب لگا کر وہ باہر چلا گیا۔

"کیپٹن فیاض نے آج دو پاگل اور سفارت خانے کے حوالے کئے ہیں۔" سر سلطان نے کہا۔

"ہاں اور وہی قصہ ہے۔ وہ دونوں موٹر بوٹ لے بھاگے تھے۔ جب کہ فیاض نے انہیں اس سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ دوسرے دن وہ خود چٹانوں کا جائزہ لے گا۔ وہ اس پر بھی تیار ہو گیا تھا کہ انہیں بھی ساتھ لے جائے گا لیکن وہ رات ہی کو کسی وقت کشتی لے گئے اور صبح کو اپنے ہٹ میں بحالت دیوانگی پائے گئے۔"

"کیا اُن دونوں کا تعلق بھی سفارت خانے سے تھا؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"نہیں، اُن کے پاس سیاحی کے ویزے تھے لیکن اُن کے لئے وہی سفارت خانہ جوابدہ ہے۔"

"انہیں جہنم میں جھونکو۔ تم یہ بتاؤ وہ بھی تم تک پہنچا یا نہیں؟"

"ابھی تک تو نہیں.... لیکن رومونوف نے پھر رابطہ قائم کیا تھا۔ وہ چاہتا ہے کہ اُسے عمران سے ملادیا جائے اور وہ اُس کی حفاظت کی پوری پوری ذمہ داری لینے پر تیار ہے۔"

"سب بکواس ہے۔ وہ اس پر ہرگز تیار نہیں ہوگا۔"

"بہرحال معاملہ بے حد سیریس ہو گیا ہے۔"

"اگر اُسے کوئی گزند پہنچا تو....!" رحمان صاحب جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہوگئے۔ اُن کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ شاید اپنی اسی کیفیت پر قابو پانے کے لئے وہ کافی کی ٹرالی کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔

سر سلطان خاموشی سے اُنہیں دیکھے جارہے تھے۔ رحمان صاحب نے دو پیالیوں میں کافی انڈیلی۔

"کریم لوگے یا بلیک؟" انہوں نے سر سلطان سے پوچھا۔

"بلیک.... اور سنو! تم بھی محتاط رہو اور گھر کے افراد کو گھر ہی تک محدود رکھو۔"

"کیا مطلب....؟"

"وہ عمران پر مزید دباؤ ڈالنے کے لئے کوئی اور حرکت بھی کر سکتے ہیں۔"

"ان کی ایک ایجنٹ تو گھر ہی میں موجود ہے۔" رحمان صاحب نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ بھی باعث تشویش ہے۔"

"لیکن خود اُس کے بھائی نے یہ بات صاف کردی ہے کہ وہ ذہنی طور پر مریضہ ہے۔" رحمان صاحب نے کہا اور سر سلطان کو بھی اُسکے بارے میں وہی بتانے لگے جس کا ذکر ثریا سے کر چکے تھے۔

"خوب" سر سلطان سر ہلا کر بولے۔ "ناکامی کی صورت میں اُسے واپس لے جانے کے خاصا وزنی جواز رکھتے ہیں۔"

"جب تک وہ تم سے نہیں ملتا کوئی یقینی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔"

"یقینی قدم کہاں اور کس کے خلاف اٹھایا جائے گا؟" سر سلطان بولے۔

"یہی تو دشواری ہے۔"

"دیکھو، رحمان! وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے اس کے علاوہ اور کچھ ممکن ہی نہیں۔"

"یہ بھی تو معلوم ہو کہ وہ لوگ چاہتے کیا ہیں۔"

"فی الحال اتنا ہی کہ عمران اُن کے ہاتھ آجائے.... اور کیوں چاہتے ہیں؟ اس کا جواب عمران ہی دے سکے گا۔"

رحمان صاحب کسی سوچ میں پڑ گئے اور سر سلطان کافی کی پیالی ختم کر کے بولے۔ "اب میں جاؤں گا۔ تمہیں محتاط رہنا چاہئے۔ کوٹھی ہی تک محدود رہو۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ عمران دشواری میں پڑ جائے۔"

رحمان صاحب پھر کچھ نہیں بولے تھے۔ خاموشی سے سر سلطان کو رخصت کیا تھا۔

سر سلطان نے گاڑی پورچ ہی میں کھڑی کی تھی جیسے ہی انہوں نے اسٹیئرنگ پر ہاتھ رکھا کاغذ کا ایک پرزہ سرسراتا ہوا اُن کی گود میں آگرا۔

سر سلطان نے اُسے اٹھا کر دیکھا تھا۔ اس پر مختصر سی تحریر نظر آئی۔ "ٹو، آر پی سر! بلیک زیرو"

سر سلطان نے طویل سانس لے کر کنجی اگنیشن میں لگائی۔ رحمان صاحب نے انہیں دروازے تک چھوڑا تھا۔ پورچ میں نہیں آئے تھے۔

سر سلطان کی گاڑی کمپاؤنڈ سے برآمد ہو کر رانا پیلس کی طرف روانہ ہوگئی۔ بلیک زیرو نے اس مختصر سے نوٹ میں اُن سے رانا پیلس پہنچنے کی درخواست کی۔ اس سے انہوں نے یہ مطلب اخذ کیا تھا کہ شاید عمران رانا پیلس تک پہنچ چکا ہے۔

اُن کا اندازہ غلط نہ نکلا۔ عمران رانا پیلس میں موجود تھا۔

"بالآخر۔" سر سلطان اس کا شانہ تھپک کر مسکرائے۔

"یہ بھی اچھا ہی ہوا تھا کہ دوسرے کیمپ سے آپ کو اطلاع مل گئی تھی۔ ورنہ شاید آپ لوگ مجھے زندہ ہی دفن کرادیتے۔" عمران ہنس کر بولا۔

"رحمان تو تمہارا چالیسواں بھی کرا چکے ہیں۔"

"میرے مرجانے پر ایک بہو تو ہاتھ لگی۔"

"سوال تو یہ ہے کہ آخر دونوں کیمپ تمہارے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔"

"اوپر سے سرمایہ دار ہوں اور نیچے سے کمیونسٹ۔"

"اس کا کیا مطلب ہوا؟"

"سر پر چنبیلی کا تیل ہے اور جوتوں کے تلوں میں سوراخ ہیں۔"

"غیر ضروری بکواس سے احتراز کرو۔ ہم سب بہت پریشان ہیں۔" سر سلطان نے کہا۔
عمران نے اپنی داستان شروع کر دی۔ سر سلطان حیرت سے منہ پھاڑے سب کچھ سنتے رہے۔
اُس کے خاموش ہونے پر بولے۔ "واقعی تم حیرت انگیز تجربات سے دوچار ہوئے ہو۔ آخر
دونوں کیمپ تم سے کیا چاہتے ہیں؟"

"ایسی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں جو میں کسی قیمت پر انہیں فراہم نہیں ہونے دوں گا۔"

"میں ان ہی معلومات کے بارے میں سننا چاہتا ہوں۔"

"وہ سمجھتے ہیں باؤل دے سوف کے نگیٹو میرے پاس موجود ہیں۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ
ضائع ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انہیں اس پر یقین نہیں آسکتا۔ دوسری بات یہ کہ اگر میں نے
پینٹنگ کو اتنی اہمیت دی تھی تو اس کے سلسلے میں کسی نہ کسی نتیجے پر ضرور پہنچا ہوں گا۔"

"لیکن تم نہیں پہنچ سکے۔"

"میں نے تصویر کا معمہ حل کر لیا ہے۔"

"برازیل تک تو پہلے ہی پہنچ گئے تھے۔"

"اسی لئے میں یہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں کہ مریخ پر ہو آیا ہوں۔ وہ زمین ہی کا ایک خطہ تھا
جسے مریخ کا کوئی خطہ بنا کر ہمیں اسی پر یقین دلانے کی کوشش کی گئی تھی۔"

"لیکن تم نے سبز رنگ کے بادلوں کا بھی تو ذکر کیا ہے جو اُس پر چھائے رہتے ہیں۔"

"لیکن رات میں وہ بادل نہیں ہوتے تھے۔ اسی لئے میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ وہ بادل
مصنوعی تھے اور میں نے انہیں دن میں بھی غائب ہوتے دیکھا تھا۔ اُن کی جگہ سفید بادلوں
نے لی تھی.... اور اُن ہی سفید بادلوں سے برف باری کا منظر بھی دیکھ چکا ہوں اور اُس ٹھنڈ
سورج کا دیدار اُسی خطہ زمین پر کر چکا ہوں جس نے کیپ کینیڈی میں برف باری کی تھی۔"

"تم بہت کچھ دیکھ چکے ہو۔" سر سلطان بولے۔

"اور باؤل دے سوف بھی۔" عمران اُن کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"کیا مطلب....؟"

"اُسی کو چھپائے رکھنے کے لئے تو وہ سبز رنگ کے بادل بنائے جاتے ہیں۔"

"پوری بات جلدی سے کہہ ڈالو۔ الجھن میں مبتلا مت کرو۔" سر سلطان جھنجھلا کر بولے۔

عمران اُنہیں بتانے لگا کہ کس طرح اُس نے پہاڑ کی چوٹی سے وادی کا جائزہ لیا تھا اور پہاڑوں
سے گھری ہوئی وہ وادی کس انداز میں باؤل دے سوف والی پینٹنگ کا نظارہ پیش کرتی ہے۔

"خدا کی پناہ۔" سر سلطان آنکھیں پھاڑ کر رہ گئے۔

"اگر میں اُن لوگوں کے ہاتھ لگ گیا تو وہ مجھے کنفیشن چیئر پر بٹھا کر سب کچھ اُگلوالیں گے اور
ہو سکتا ہے کہ یہ بھی باور کر لیں کہ میں بباطن زیرولینڈ کا ایجنٹ ہوں۔"

"ہاں، اس کا خدشہ موجود ہے۔" سر سلطان نے اسے عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور شاید آپ بھی اس وقت یہی سوچ رہے ہیں؟"

"کیوں نہ سوچوں، جبکہ تمہارا ایک ماتحت زیرولینڈ کے ایک یونٹ کی گورنری بھی کر چکا
ہے۔" سر سلطان مسکرا کر بولے۔

"بسا اوقات مجھے بھی ایسا محسوس ہونے لگتا ہے۔ آخر یہ تھریسیا کی بچی اپنے ذاتی مسائل حل
کرنے کے لئے مجھے ہی کیوں استعمال کرتی ہے؟"

"شاید اس لئے کہ تم سے بڑا بے وقوف اس بھری پُری دنیا میں اور کوئی نظر نہیں آتا۔"

"ختم کیجئے، اس قصے کو.... اور یہ بتائیے کہ اب مجھے کیا کرنا ہے؟"

"میں خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ یہ بات آگے بڑھانی پڑے گی لیکن یہ تمہیں ایٹمی ری
پروسیسنگ پلانٹ حاصل کرنے کی کیسے سوجھی؟"

"ایسے حالات میں یہ سوچنا غیر فطری تو نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم اپنے وسائل سے اُس جگہ
تک نہیں پہنچ سکتے پھر کیوں نہ ہم اپنی فراہم کردہ معلومات کو سوداکاری میں استعمال کریں۔ کسی
بھی کیمپ سے سودا کیا جا سکتا ہے۔"

سر سلطان اُسے بہت غور سے دیکھتے ہوئے بولے۔ "تم نے اپنے طور پر بہت بڑا خطرہ مول لیا
ہے۔ تم قابل فخر ہو۔ میں اس وقت سوچ رہا ہوں کاش تم میرے بیٹے ہوتے۔"

"میں اس لفظ سے الرجک ہوں، جناب!"

"فضول باتیں مت کرو۔ رحمان بہت پریشان ہیں۔"

"اس لئے پریشان ہوں گے کہ کمبخت مر کر بھی ایک بہو چھوڑ گیا۔ میری جان کو۔"

"اب بہو کا قصہ سنو۔ اس کا ایک بھائی بھی نمودار ہو گیا ہے۔"

"خدا کی پناہ! اس گدھی کا ایک بھائی بھی نمودار ہو گیا ہے۔"

"اور اب دوسری کروٹ لی ہے ان لوگوں نے۔" سر سلطان نے کہا اور ڈیلیا کے نفسیاتی مرض کے بارے میں بتانے لگا۔

"الحمد اللہ کہ یہ مسئلہ بھی حل ہوا۔ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ ملے چاہے نہ ملے مگر مفت کی بیوی ضرور ہاتھ آئے گی۔"

"بہت نہ چہکو تم بدستور خطرات میں گھرے ہوئے ہو اور دوسرے کیمپ نے براہِ راست مجھ سے تمہارے بارے میں سلسلہ جنبانی کی ہے۔"

"میری حفاظت کا ذمہ لے رہے ہوں گے؟"

"یہی بات ہے اور ان ہی لوگوں کے ذریعے مجھے معلوم ہوا تھا کہ تم زندہ ہو اور ان کے مخالف کیمپ کے سیکورٹی والوں کا گھیرا توڑ کر فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئے ہو۔"

"ایسے ہمدردوں کی کمی بھی نہیں ہے دنیا میں.... لیکن اگر آج یہ اپنی کسی غرض کے تحت ہمارے ہمدرد ہیں تو کل ہمارے دشمنوں کے ہمدرد بھی بن جائیں گے۔ ان دونوں کیمپوں کی کھینچا تانی نے ساری دنیا کو بے چینی میں مبتلا کر دیا ہے۔ اسی لئے کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ کیوں نہ زیرو لینڈ کا ایجنٹ بن جاؤں۔"

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے جولیانا فٹنر واٹر کی آواز آئی۔

"کیا بات ہے؟" عمران نے ایکس ٹو کی مخصوص آواز میں پوچھا۔

"سر سلطان کی گاڑی کا تعاقب تین گاڑیاں کر رہی تھیں اور اس وقت تینوں گاڑیاں رانا پیلس کے آس پاس موجود ہیں۔"

"رانا پیلس کے آس پاس کیوں موجود ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"سر سلطان رانا پیلس گئے ہیں۔ اس سے پہلے مسٹر رحمان کے گھر گئے تھے۔"

"ٹھیک ہے۔ جب وہ وہاں سے واپس ہوں تو یہ دیکھا جائے کہ تینوں گاڑیاں اس تعاقب کے اختتام پر کہاں کہاں جاتی ہیں۔ گاڑیوں کے نمبر بھی نوٹ کیے جائیں اور اُن مقامات کی بھی کڑی نگرانی ہونی چاہئے جہاں وہ گاڑیاں واپس جائیں۔"

"بہت بہتر جناب!"

"وِیس آل۔" کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا اور سر سلطان کی طرف مڑ کر بولا۔

"وہ لوگ مسلسل آپ کا تعاقب کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ دونوں کیمپوں کے ایجنٹوں کے علاوہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ بھی اس وقت آپ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"

"یہ شیراں مردود ہمیں کس مصیبت میں مبتلا کر گیا ہے۔" سر سلطان بُرا سا منہ بنا کر بولے۔

"اب آپ ذرا محتاط رہیے گا۔"

"مجھے علم ہے کہ کئی دنوں سے میرا تعاقب کیا جا رہا ہے۔" سر سلطان پُر تفکر لہجے میں بولے۔

"لیکن تم بتاؤ کہ اب کیا کرو گے۔"

"آرام۔" عمران نے طویل سانس لی۔

"تمہارا اطمینان بھی قابل رشک ہے۔"

"بے اطمینانی سے بھلا کیا حاصل ہوتا ہے؟"

"سوال تو یہ ہے کہ اب کیا صورت ہو گی؟"

"جتنی جلد ممکن ہو، اوپر والوں سے رابطہ قائم کر کے اس مسئلے کو پیش کیجئے۔"

"نگیٹو تمہارے پاس نہیں ہیں؟"

"نگیٹو ہو یا نہ ہو میرے پاس ایسی انفارمیشن ہے کہ اُس جگہ تک پہنچنا ممکن ہو جائے جسے انہوں نے مریخ کا کوئی حصہ بنا کر پیش کیا تھا۔"

"کیا کوئی نقشہ ہے تمہارے قبضے میں؟"

"نہیں لیکن اس پر یقین ہے کہ وہ جگہ برازیل ہی کے کسی دشوار گزار جنگل کے درمیان واقع ہے جس کی فضا پر وہ سبز رنگ کی کہر محیط رکھتے ہیں تاکہ فضائی جائزے میں اُسے.....!" عمران جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اچانک اُسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ سر سلطان اُسے غور سے دیکھنے لگے۔

"غالباً دو ڈھائی سال پہلے کی بات ہے۔" عمران آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گیا۔

"کیا بات ہے؟"

"امریکہ کی جیوگرافیکل سوسائٹی کے جرنل میں کسی فضائی سرویئر کا ایک مضمون پڑھا تھا....

خدا کی پناہ.... کہیں وہ جھیل وہی نہ ہو؟"

"کہاں کی ہانک رہے ہو؟"

عمران چونک کر سر سلطان کی طرف دیکھنے لگا اور پھر بولا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اُس نے برازیل ہی کے کسی خطے کا حوالہ دیا تھا کہ فضائی سروے کے دوران میں اُس نے کوئی ایسی جھیل دیکھی تھی جو پہلے وہاں نہیں تھی۔"

"جھیل کہاں سے اور کیوں یاد آ گئی اس وقت؟"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس وادی پر چھائی رہنے والی سبز کہر.... اور زیادہ بلندی سے کسی جھیل کا منظر پیش کرتی ہو.... یعنی کہر کی بالائی سطح پر کچھ اس قسم کا تموج پیدا کیا گیا ہو جس پر پانی کی لہروں کا گمان ہو سکے۔"

"ممکن ہے۔" سر سلطان سر ہلا کر بولے۔

"سائیکو مینشن کی لائبریریوں میں وہ جرنل محفوظ ہوگا۔ آپ براہِ کرم جلد از جلد اُوپر والوں سے رابطہ قائم کیجیے۔ میں اس معاملے کو کھنگالتا ہوں۔"

"تم نے خود کو بڑے بکھیڑوں میں پھنسالیا ہے۔"

"میں دھکیلا گیا ہوں اس معاملے میں۔ ایک قیدی کی حیثیت سے وہاں لے جایا گیا تھا۔"

"آخر تھریسیا تمہیں اس طرح کیوں استعمال کرتی ہے؟"

"وہ جانتی ہے کہ میں واقعی بے وقوف ہوں۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں بیوقوف بن کر اپنا اُلو سیدھا کرتا ہوں۔"

"کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ میں سچ مچ اول درجے کا بیوقوف ہوں۔ مجھے مریخ ہی پر رہ جانا چاہئے تھا۔ ہر سمجھدار آدمی یہی کرتا لیکن میں شامت کا مارا پھر زمین پر دوڑ آیا۔"

"اب سیدھی باتیں نہیں کرو گے۔ لہٰذا میں چلوں۔" سر سلطان اٹھتے ہوئے بولے۔

"قبلہ والد صاحب کو ابھی اس کا علم نہ ہونے پائے کہ میری اور آپ کی ملاقات ہو چکی ہے۔"

"کیوں....؟ نہیں وہ بہت پریشان ہیں۔"

"مصلحتاً.... ورنہ میں کب چاہتا ہوں کہ وہ پریشان رہیں۔ بس اُن سے کہہ دیجئے گا کہ فون پر گفتگو ہوئی تھی اور اس گڑبڑ کی وجہ باؤل دے سوف والے نگیٹو ہیں اور کوئی خاص بات نہیں۔"

"میں انہیں بتا چکا ہوں کہ تم مریخ پر ہو آئے ہو۔ اس کی اطلاع مجھے رومونوف سے ملی تھی۔"

"اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ہر باپ یہی چاہتا ہے کہ اُس کا بیٹا مریخ پر چلا جائے اور وہاں سے کما کر کچھ بھیجے بھی۔ اگر مریخ پر نہ جا سکے تو کم از کم دوبئی ہی چلا جائے۔"

سر سلطان نے بُرا سا منہ بنایا اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔

جیمسن اور صفدر بھی واپس آ گئے تھے اور ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق جیمسن صرف سائیکو مینشن تک محدود ہو کر رہ گیا تھا اور صفدر کے حصے میں آئی تھی ایک پارٹی کی نگرانی جس کے افراد ان دنوں سر سلطان کا تعاقب کر رہے تھے اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ سر سلطان کا تعاقب تین مختلف پارٹیوں کے افراد کرتے ہیں۔ تینوں کے ٹھکانوں سے بھی ایکسٹو کے ماتحت آگاہ ہو چکے تھے۔ سفید فاموں کی دوسری ٹولی کی نگرانی کیپٹن خاور کر رہا تھا۔ تیسری ٹولی سیاہ فاموں کی تھی جن کی نگرانی چوہان کے ذمے ڈالی گئی تھی۔

عمران رانا پیلس ہی میں تھا لیکن شاید اُن پارٹیوں نے وہاں سر سلطان کی آمد کو خصوصی اہمیت نہیں دی تھی۔ ورنہ وہ رانا پیلس کی باقاعدہ نگرانی شروع کر دیتے لیکن ابھی تک اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا تھا کہ رانا پیلس کی بھی نگرانی ہو رہی ہے۔

سر سلطان کی نگرانی وہ لوگ حسبِ معمول کر رہے تھے بس نگرانی ہی نگرانی۔ ابھی تک انہوں نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا تھا جس کی بناء پر قانون کی گرفت میں آ سکتے۔ لیکن یہ صورتحال زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ جیسے ہی سر سلطان نے قصر صدر میں قدم رکھا اُن کا تعاقب کرنے والے چوکنے ہو گئے۔ غالباً اسی سے انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ عمران اُن تک پہنچ چکا ہے۔ قصر صدر سے سر سلطان کی واپسی جلد نہیں ہوئی تھی۔

اس دوران میں ایک پارٹی کے تعاقب کنندہ نے فون پر کسی سے گفتگو کی تھی اور پھر اپنی گاڑی میں آ بیٹھا تھا۔

جیسے ہی سر سلطان کی گاڑی قصر صدر سے برآمد ہوئی اُس نے پھر تعاقب شروع کر دیا۔ وہ اپنی

گاڑی میں تنہا تھا اور شاید اُسے علم تھا کہ کچھ اور لوگ بھی اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ لہٰذا وہ نہایت مشاقی سے اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ یعنی کسی بھی گاڑی کو اپنی گاڑی سے آگے نہیں نکلنے دے رہا تھا۔ اُس کی کوشش یہی تھی کہ اپنی اور سر سلطان کی گاڑی کے درمیان کسی تیسری گاڑی کو حائل نہ ہونے دے۔

شہر تک پہنچنے کے لئے قریباً ڈھائی میل کا ایک سنسان علاقہ طے کرنا پڑتا تھا۔ سر سلطان خود ہی اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے۔ یہاں انہوں نے رفتار تیز کر دی۔ اُسی مناسبت سے پچھلی گاڑی والے نے بھی رفتار بڑھائی۔ لیکن اس کے پیچھے والی گاڑیاں شاید بروقت اس تبدیلی کا ساتھ نہیں دے سکی تھیں۔ اس لئے سر سلطان کی گاڑی کے بعد والی گاڑی سے ان کا فاصلہ بڑھ گیا تھا۔

.... اور پھر اچانک اُن سبھوں پر نئی بپتا پڑی تھی۔ اچانک سر سلطان کے پیچھے والی گاڑی نے اتنا کثیف دھواں چھوڑنا شروع کر دیا کہ ہیڈ لیمپس کی روشنی بھی اُسے عبور کرنے سے عاری نظر آنے لگی اور ان گاڑیوں کے ڈرائیوروں کو دھڑا دھڑ بریک لگانے پڑے۔ آخری گاڑی اپنے آگے والی گاڑی سے ٹکرائی بھی تھی۔ وہ سب ایک دوسرے پر چیخنے لگے۔ اُس کے بعد تو کچھ اور ہی نقشہ ہوا.... جس جس کی آنکھوں کو وہ دھواں لگا اُس کی چیخیں نکل گئیں.... گاڑیاں چھوڑ چھوڑ کر سڑک کے کنارے ڈھیر ہونے لگے۔ ان ہی میں صفدر بھی تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اب آنکھیں کھل ہی نہ سکیں گی۔ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں دبائے سڑک کے کنارے سجدے کی سی حالت میں پڑا رہا۔ لوگ چیخ رہے تھے گالیاں بک رہے تھے اور ٹریفک رک گیا تھا۔ پتا نہیں کتنی دیر تک یہی کیفیت رہی تھی۔

دوسری طرف سر سلطان نہایت اطمینان سے چلے جا رہے تھے اُن کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ اُن کے عقب میں کیا ہو چکا ہے۔ وہ تو بس عقب نما آئینے میں صرف اُسی گاڑی کو دیکھ رہے تھے جو اُن کے پیچھے تھی۔ اُن کی دانست میں اس گاڑی میں ایکس ٹو کا کوئی ماتحت بھی ہو سکتا تھا۔ یا پھر اُن تعاقب کرنے والوں میں سے کوئی ہو گا۔ جو عمران کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔

اچانک انہیں سامنے.... ایک بڑی گاڑی نظر آئی جو سڑک پر اس طرح آڑھی کھڑی ہوئی تھی کہ فوری طور پر گاڑی کو آگے نکال لے جانا ممکن نہ ہوتا۔ انہوں نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کر کے ہارن پر ہارن دینا شروع کیا اور پھر اُس سے ایک گز کے فاصلے پر گاڑی روک کر کچھ کہنا ہی چاہا تھا

کہ کوئی ٹھنڈی سی چیز دائیں کنپٹی سے آ لگی اور ساتھ ہی کسی نے انگلش میں کہا۔ ”چپ چاپ گاڑی سے اُتر آؤ۔“

سر سلطان کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ کھول کر وہ چپ چاپ نیچے اُتر آئے۔

”سامنے والی گاڑی میں۔“ پھر کہا گیا۔ سر سلطان نے مڑ کر پچھلی گاڑی کی طرف دیکھا۔

”اس میں تمہارا کوئی آدمی نہیں ہے۔ مطمئن رہو۔“ اُس آدمی نے کہا جس نے اُن کی کنپٹی سے ریوالور لگا رکھا تھا۔

وہ چپ چاپ سامنے والی گاڑی میں جا بیٹھے اور وہ گاڑی حرکت میں آ کر سیدھی ہو گئی۔ بیٹھ جانیکے بعد ریوالور کی پوزیشن بدل گئی تھی۔ اب اس کا دباؤ اُن کے بائیں پہلو پر پڑ رہا تھا۔

”یہ سب کیا ہے؟“ بالآخر وہ کھنکھار کر بولے۔

”بس تھوڑی سی گفتگو رہے گی۔“ جواب ملا۔

”تم ایک غیر قانونی حرکت کے مرتکب ہو رہے ہو۔ جانتے ہو میں کون ہوں؟“

”وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری۔“ جواب ملا۔

”اس کے باوجود بھی....!“

”ہم کسی کو بھی جوابدہ نہیں ہیں، سر سلطان۔!“

”تمہیں پچھتانا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کہ تم یہاں کسی کو جوابدہ نہ ہو لیکن تم سے جواب ضرور طلب کیا جائے گا کہیں نہ کہیں۔“

”اگر ہم نے کوئی غلطی کی ہو گی تو جواب ضرور طلب کیا جائے گا۔“

سر سلطان خاموش ہو گئے۔ اب انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ گاڑی کی کھڑکیوں کے شیشے ایسے تھے جن سے باہر کا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ونڈ اسکرین آنکھوں سے اوجھل تھا کیونکہ پچھلے اور اگلے حصے کے درمیان خلا نہیں تھا۔ کچھ عجیب ہی وضع کی گاڑی تھی اندر سے۔

اُدھر جو لوگ دھوئیں کا شکار ہوئے تھے بیس پچیس منٹ سے قبل اس قابل نہ ہو سکے کہ آنکھیں کھول سکتے۔ اُن کی گاڑیاں سڑک پر کھڑی تھی اور وہ سڑک کے کنارے زمین پر لوٹیں لگا رہے تھے۔ پھر ٹریفک کی دوبارہ بحالی میں پورے پینتالیس منٹ لگے تھے۔

صفدر اچھی طرح جانتا تھا کہ چوٹ ہو گئی۔ یقیناً سر سلطان کا اغوا ہوا تھا۔ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اتنے دیدہ دلیر لوگ تھے۔ گرم گرم سی لہریں اُس کے جسم میں دوڑتی رہیں۔ پھر اپنی گاڑی کو سڑک سے نیچے اتار لے گیا اور ایک طرف اُسے روک کر لاسلکی فون کے ذریعے ایکس ٹو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ہوز دیٹ؟" دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز آئی۔

"صفدر اسپیکنگ سر! شاید سر سلطان کا اغوا ہوا ہے؟" صفدر نے اُسے اطلاع دی۔

"کیسے.... کس طرح؟ تم کہاں ہو؟"

صفدر اسے رپورٹ دینے لگا۔ اُس کے خاموش ہونے پر ایکس ٹو کی آواز آئی۔ "تینوں پارٹیوں کے تینوں ٹھکانوں سے تم واقف ہو۔ جن میں تعاقب کرنے والوں کا قیام ہے۔"

"یس سر۔"

"پوری سرگرمی سے چھان بین کرو کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے۔ میں دوسروں کو بھی الرٹ کر رہا ہوں۔"

"او۔ کے سر۔"

پھر صفدر نے اس عمارت کی طرف دوڑ لگائی تھی جس میں سر سلطان کی گاڑی کا تعاقب کرنے والی ایک پارٹی کے افراد مقیم تھے۔

سر سلطان کو جسمانی زور آزمائی کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ صرف ذہنی جنگ کے ماہر تھے۔ اُس کے باوجود بھی وہ حوصلہ نہیں ہارے تھے۔ اپنی ظاہری حالت میں کوئی فرق نہیں آنے دیا تھا۔ لہٰذا جب وہ گاڑی سے اُتارے گئے تو بالکل پُرسکون نظر آ رہے تھے۔ گاڑی عمارت کے گیراج میں رکی تھی اس لئے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے۔ ریوالور کی نال اب بھی اُن کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔ اسی طرح وہ ایک بڑے کمرے میں لائے گئے۔

یہاں تین افراد اور دکھائی دیئے۔ جو اس انداز میں بیٹھے ہوئے تھے جیسے کسی مقدمے کی روداد سن کر اپنا فیصلہ سنائیں گے۔

سر سلطان سے بیٹھنے کو بھی نہ کہا گیا۔ یہ تینوں بھی سفید فام ہی تھے۔ لیکن سر سلطان نے اُن

کی قومیت کا اندازہ لگا لیا تھا۔

"عمران نے تمہیں کیا اطلاع دی ہے؟" تینوں میں سے ایک نے سر سلطان سے سوال کیا۔ چوتھے کا ریوالور اب بھی اُن کی کمر سے لگا ہوا تھا۔

"عمران.... ؟ کس عمران کی بات کر رہے ہو؟"

"اُسی عمران کی جس نے شیرا ل سے باؤل دے سوف نامی پینٹنگ حاصل کی تھی۔"

"وہ.... وہ تو سمندر میں غرق ہو گیا تھا۔"

"ہمیں بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔ وہ تم سے مل چکا ہے۔"

"تم نے شاید خواب دیکھا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ تم لوگ صرف تشدد کی زبان سمجھتے ہو۔"

"بکواس بند کرو۔" یک بیک سر سلطان کو غصہ آ گیا۔ "تم کیا سمجھتے ہو کہ اس غیر قانونی حرکت کی سزا پائے بغیر یہاں سے نکل سکو گے؟" غیر ملکی نے اس طرح قہقہہ لگایا جیسے کسی بچے کی لاف و گزاف سے محظوظ ہوا ہو۔

سر سلطان کا غصہ بڑھتا رہا۔ وہ بہت سینئر آدمی تھے۔ وزراء تک اُن کا احترام کرتے تھے۔

"تم قصرِ صدر کیوں گئے تھے؟" اس غیر ملکی نے پھر سوال کیا۔

"اوہ!" وہ مٹھیاں بھینچ کر بولے۔ "تم آخر ہو کون؟ اور تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ مجھ سے اس قسم کے سوالات کرو؟"

"ہم تمہیں اس عہدے سے برطرف بھی کرا سکتے ہیں۔"

"کوشش کرو۔"

"یقین کرو، تم بالکل بے دست و پا ہو کر رہ جاؤ گے۔" غیر ملکی نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم درست کہہ رہے ہو لیکن میں تمہیں تو جواب دہ نہیں ہوں۔ جو کچھ بھی معلوم کرنا چاہتے ہو مجھ سے آگے بڑھ کر معلوم کرو۔ ہو سکتا ہے وہاں تمہاری دھمکی کارگر ہو جائے۔"

"نہیں ہم چاہتے ہیں کہ تم باعزت طور پر ریٹائر ہو کر زندگی بسر کرو اور اس کے بعد بھی ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو آگاہ کرو۔"

سر سلطان نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئے۔

"سنو، میں بلڈ پریشر کا مریض ہوں۔ میری طبیعت بگڑ رہی ہے۔" بالآخر انہوں نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا۔

"سر سلطان کو کرسی دو.... اور پیچھے ہٹو۔ ریوالور ہولسٹر میں رکھ لو۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔" غیر ملکی نے چوتھے آدمی سے کہا جو سر سلطان کی کمر سے ریوالور لگائے کھڑا تھا۔

فوراً ہی تعمیل کی گئی اور سر سلطان بیٹھ کر ہانپنے لگے۔

"کون سی ٹیبلٹ استعمال کرتے ہو؟" غیر ملکی نے پوچھا۔

"ہیں، میرے پاس، پانی منگواؤ۔"

غیر ملکی نے چوتھے آدمی کو پانی لانے کا اشارہ کیا اور سر سلطان سے بولا۔ "یہ محض اتفاق ہے کہ ہمیں یہ قدم اٹھانا پڑا۔ ورنہ ہم تو دوستوں کے دوست ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ دوسرے لوگ عمران کو آہنی پردے کے پیچھے پہنچادیں۔"

"تم لوگوں کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔" سر سلطان نے کہا۔

"خیر.... خیر.... پہلے تم دوا کھالو۔ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ شاید تم معاملات کی نوعیت سے آگاہ نہیں ہو۔"

سر سلطان کچھ نہ بولے۔ حیرت سے اُس کی طرف دیکھتے رہے۔

اتنے میں چوتھا آدمی گلاس میں پانی لے آیا اور سر سلطان نے جیب سے دوا کی شیشی نکالی اور پانی کے ساتھ دو ٹکیاں حلق سے اتارلیں۔ اسکے بعد آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گئے۔

"کیا ڈاکٹر کی ضرورت محسوس کررہے ہو، سر سلطان؟" غیر ملکی نے پوچھا۔ لیکن سر سلطان آنکھیں کھولے بغیر ہاتھ اٹھا کر رہ گئے۔ اشارہ کیا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اُن کے آدمی یقینی طور پر ان کا تعاقب کرنے والوں کی نگرانی کرتے رہے ہوں گیا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ جلد ہی اس عمارت پر ریڈ ہو جائے.... ورنہ وہ بالکل ٹھیک تھے۔ محض اداکاری کر کے وقت گزارنا چاہتے تھے۔ عمران کے محکمے کو اتنا ناکارہ نہیں سمجھتے تھے کہ ناامید ہو جاتے۔

تھوڑی دیر بعد غیر ملکی نے پھر پوچھا۔ "کیا میں ڈاکٹر کو بلواؤں؟"

"نہیں۔" سر سلطان نے نقاہت بھری آواز میں کہا اور آنکھیں کھول کر بولے۔ "ذرا دیر میں سنبھل جاؤں گا۔"

"مجھے بے حد افسوس ہے سر سلطان! کہ ہمیں اس حد تک جانا پڑا۔ ہم مجبور تھے کیونکہ مخالف کیمپ کے لوگ بھی عمران کی تاک میں ہیں۔"

"اور مجھے حیرت ہے کہ تم ایک مردہ آدمی کے بارے میں اس قسم کی باتیں کررہے ہو۔"

"تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ وہ زندہ ہے اور اگر اب تک وہ تم سے نہیں ملا تو مجھے اُس کی وفاداری پر شبہ ہے۔"

"کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔"

"اگر وہ واقعی تم سے نہیں ملا تو یقیناً وہ زیرولینڈ والوں کے لئے بھی کام کرنے لگا ہے۔" غیر ملکی نے کہا اور سر سلطان کو بتانے لگا کہ عمران بھی مریخ والے اسکینڈل میں ملوث رہا ہے اور خود ان کی سیکورٹی فورس کو بھی جل دے کر نکل گیا تھا۔

"یقین کرو۔ یہ خبر میرے نزدیک جن بھوتوں والی کہانیوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ میں تصور بھی نہیں کرسکتا کہ عمران زندہ ہوگا۔"

"وہ زندہ ہے اور یہاں واپس پہنچ چکا ہے اور اب تک ہمارے چار آدمیوں کو ناکارہ بنا چکا ہے۔"

"اگر یہ سچ ہے تو اس سے زبردست حماقت سرزد ہوئی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ تم سے مل چکا ہے۔ تم اسی انداز میں دوڑ دھوپ کرتے رہے ہو۔"

"خدا کی پناہ! یہ دوڑ دھوپ تو اُس عورت کے لئے تھی جو عمران کی بیوہ بن کر نمودار ہوئی ہے۔ قصر صدر بھی اسی لئے گیا تھا کہ اُسے یہاں کی شہریت دلوانے کی کوشش کروں۔ وہ یہیں رہنا چاہتی ہے اور مسٹر رحمان کی بھی یہی خواہش ہے۔"

"ہاں، ہم نے اس عورت کے بارے میں خبر پڑھی تھی۔" غیر ملکی نے لاپرواہی سے کہا۔ دفعتاً چوتھے آدمی کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہوگیا۔ تینوں غیر ملکی اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ ٹھیک اُسی وقت ایک روشندان سے آواز آئی۔

"تم سب ہماری زد میں ہو اور پستولوں پر سائیلنسر لگے ہوئے ہیں۔"

سر سلطان بھی کرسی سے اٹھ گئے۔ ان کی نظریں فرش پر گرے ہوئے غیر ملکی پر جم گئی تھیں جس کے بائیں پہلو سے خون بہہ بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا۔

"تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔" روشندان سے

آواز آئی۔ "ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔"

"یہ کس کی آواز ہے سر سلطان؟" غیر ملکی نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں کیا جانوں؟ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ میرے ہاتھ بھی اٹھے ہوئے ہیں؟"

"چلو جلدی کرو.... تم سب۔" روشندان سے پھر آواز آئی۔

وہ ہاتھ اٹھائے ہوئے دوسری طرف مڑے اور دیوار کے قریب جا رکے۔ سر سلطان بھی ان میں شامل تھے۔ اٹھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔

"عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا سر سلطان۔" غیر ملکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اگر ہمارا وہ آدمی مر گیا ہے تو تمہاری حکومت نتیجے کی ذمہ دار ہوگی۔"

اتنے میں کئی افراد کے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور ساتھ ہی اُن سے کہا گیا تھا کہ اگر ان کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی ہوئی تو گولی مار دی جائے گی۔ اس کے بعد اُن کی جامہ تلاشی لی گئی تھی اور اُن کی جیبوں سے برآمد ہونے والے اسلحہ پر اُن نامعلوم آدمیوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

"اب تم لوگ اپنے ہاتھ گرا کر ہمارا سامنا کر سکتے ہو۔ سر سلطان پلیز! آپ بیٹھ جائیے۔" روشندان سے آواز آئی اور اس بار سر سلطان نے آواز پہچان لی۔ یہ عمران تھا۔

وہ سب روشندان کی جانب مڑے اور قریب ہی دو ایسے افراد نظر آئے جنہوں نے اُن کو اسٹین گنوں سے کور کر رکھا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد عمران ایک دروازے سے اندر داخل ہو کر سر سلطان سے بولا۔ "آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔"

"لل.... لیکن۔" سر سلطان فرش پر پڑے ہوئے آدمی کی طرف دیکھ کر ہکلائے۔

"آپ فکر نہ کیجئے۔ سب ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "جائیے۔"

"یہ مناسب نہ ہوگا، سر سلطان۔!" غیر ملکی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"جائیے جناب!" عمران نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا اور سر سلطان اسی دروازے سے گزر گئے جس سے عمران داخل ہوا تھا۔ چند قدم چلے تھے کہ بلیک زیرو دکھائی دیا۔

"آپ کی گاڑی بنگلے پر پہنچا دی گئی ہے۔" اس نے اطلاع دی اور دوسرے دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔ "آپ میرے ساتھ آئیے۔"

اس نے انہیں بنگلے تک پہنچایا تھا۔ وہ بالکل خاموش تھے۔ اُن کے ذہن پر چوتھے آدمی کی موت مسلط تھی۔ مسلسل اسی کے بارے میں سوچے جا رہے تھے۔

دوسری صبح ان کی طبیعت سچ مچ خراب ہو گئی تھی۔ لیکن آنکھ کھلتے ہی انہوں نے فون پر رانا پیلس کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سن کر بولے۔ "اُن تینوں کا کیا ہوا؟ کیا چوتھا ختم ہو گیا؟"

"میں کچھ نہیں جانتا جناب! ہولڈ آن کیجئے۔" بلیک زیرو نے کہا اور تھوڑی دیر بعد عمران کی آواز سنائی دی۔ "سب خیریت ہے جناب!"

"کک.... کیا وہ زندہ ہے؟"

"نہایت عزت و تکریم سے دفن کر دیا گیا ہے۔ بے فکر رہئے۔"

"اور وہ تینوں....؟"

"اس وقت رحبان کی چوکی کے قریب والے موٹیل کی کمپاؤنڈ میں میاؤں، میاؤں کرتے پھر رہے ہوں گے۔"

"تم حدود سے نکل جاتے ہو۔" سر سلطان بگڑ کر بولے۔

"تو پھر کیا اُن کا اچار ڈالتا۔ آپ مطمئن رہئے۔ وہ سارے میاؤں میاؤں کرنے والے معمول پر آ جانے کے بعد بھی کسی کو کچھ بتانے کے قابل نہیں ہوں گے۔"

"کیا مطلب....؟"

"ہمیشہ کے لئے اپنی یادداشت کھو بیٹھیں گے۔"

"لیکن تم اس سلسلے کو روکو گے کس طرح؟ دوسرے کیمپ کے لوگ بھی تو ہیں۔"

"یہ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیجئے پلیز!" عمران نے کہا اور سر سلطان رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کو گھورتے رہ گئے۔

جھلاہٹ میں رحمان صاحب کے نمبر ڈائل کئے اور کچھ دیر بعد اُن سے رابطہ قائم ہونے پر بولے۔ "کسی طرح بھی قابو میں نہیں آ رہا.... بتاؤ، میں کیا کروں؟"

"فون پر کسی قسم کی بھی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ تمہاری ہی طرف آ رہا ہوں۔" رحمان صاحب

نے جواب دیا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

"دونوں کریک ہیں۔" وہ جھلا کر بڑبڑائے۔ قریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں رحمان صاحب کی آ
کی اطلاع ملی تھی۔ اٹھ کر سلیپنگ گاؤن پہنا اور سٹنگ روم میں چلے آئے۔

"تم کیا کہہ رہے تھے، کون قابو میں نہیں آرہا؟" رحمان صاحب نے اُن سے سوال کیا۔

"یار! تم یہ پوچھ رہے ہو؟"

"کیا مل گیا.... ؟"

"اب کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ سنو، اس کے کرتوت۔" سر سلطان نے کہا اور پچھلی رات کا وا
دہرانے لگے۔ رحمان صاحب بے حد پُر سکون نظر آرہے تھے اور اُن کے سنگلاخ چہرے پر ا
نرم سی مسکراہٹ تھی کہ سر سلطان دنگ رہ گئے اور بھنا کر بولے۔ "تم بھی اسی کی طرح کر
ہو۔ آخر تمہارا ہی تو بیٹا ہے۔"

"پھر وہ کیا کرتا، پیارے سلطان! تمہاری توہین ہونے دیتا.... خدا کی پناہ! تمہارا اغوا
ساری دنیا کا کام امداد باہمی کے اصولوں پر چل رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہمیں امداد د
والے ہم کو اپنا غلام سمجھ لیں.... مجھے فخر ہے، اس نالائق پر.... اچھا تو وہ تینوں ہی ہوں گ
ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ موٹیل کے کمپاؤنڈ میں تین ملبے اور پائے گئے ہیں۔"

"اور وہ کبھی معمول پر نہیں آسکیں گے۔" سر سلطان نے کہا۔ "وہ یہی کہہ رہا تھا کہ ا
کیفیت کے اختتام پر وہ ہمیشہ کے لئے یادداشت کھو بیٹھیں گے۔"

"اُس نے سائینس میں ڈاکٹریٹ لی تھی۔ مضمون کیمسٹری تھا۔"

"تو گویا تم اُس کی اس حرکت پر خوش ہو رہے ہو؟"

"تمہارے اس سوال کا جواب اسی وقت دوں گا جب تم اپنے محکمے میں اس کی حیثیت واضح کر

"سوری، رحمان ڈیئر!"

"بس تو پھر تم جانو کہ اس کا کوئی اقدام صحیح ہے یا غلط۔"

"میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ اس نے خود کو بہت زیادہ خطرے میں ڈال لیا ہے۔"

"ختم کرو۔" رحمان صاحب ہاتھ اٹھا کر بولے۔ "چنگیز کا لہو ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اب ا
سلسلے میں کیا کیا جائے، پچھلی رات وہ ضد کر کے عمران کے فلیٹ میں گئی تھی اور اب وہیں

ثریا ساتھ گئی تھی وہ تو واپس آگئی ہے لیکن ڈلیا نہیں آئی۔"

"وہاں کیوں گئی ہے؟"

"بس کسی نے ذکر کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ نہیں بلکہ الگ رہتا تھا۔"

"تو وہ فلیٹ میں تنہا ہے۔"

"نہیں، سلیمان اور گلرخ وہیں رہتے ہیں۔"

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور سر سلطان نے ریسیور اٹھا کر کال ریسیو کی پھر ریسیور
رحمان صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔ "تمہارے گھر سے۔"

رحمان صاحب کی آنکھوں سے حیرت کا اظہار ہوا اور انہوں نے ریسیور لے لیا۔ دوسری
طرف سے کوئی کہہ رہا تھا۔ "سلیمان کی کال آئی تھی، فلیٹ میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے.... کچھ لوگ
فلیٹ پر حملہ آور ہوئے تھے۔"

"کون لوگ؟"

"یہ اُس نے نہیں بتایا، بہت گھبرایا ہوا تھا۔ اطلاع دے کر فون بند کر دیا۔"

رحمان صاحب نے رابطہ منقطع کر کے اپنے کسی ماتحت کے نمبر ڈائیل کئے اور اُسے جلدی
جلدی کچھ ہدایات دیں پھر سر سلطان کو اس واقعے کی اطلاع دی اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران کے فلیٹ تک وہ بڑی تیز رفتاری سے گاڑی لے گئے تھے اور اس وقت وہاں پہنچے جب
پولیس پوری عمارت کو گھیرے میں لے چکی تھی۔ غالباً یہ انہی کی ہدایت کے مطابق ہوا تھا۔

وہ گاڑی سے اُتر کر آگے بڑھے اور پھر انہیں عمران کے فلیٹ کی کھڑکی سے دھواں نکلتا ہوا
نظر آیا.... لیکن ایک پولیس آفیسر سے معلوم ہوا کہ صرف دھواں ہی دھواں ہے۔ آگ کہیں
نہیں دکھائی دیتی۔

پھر اُن کے ایک ماتحت نے آگے بڑھ کر بتایا کہ گیس ماسک منگوائے گئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے
فلیٹ میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی لیکن بے ہوش ہو کر گر گئے۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد وہ فلیٹ میں داخل ہو سکے تھے۔ لیکن اس طرح کہ اُن کے چہرے پر بھی
گیس ماسک چڑھا ہوا تھا۔ اندر سلیمان اور گلرخ کے علاوہ تین سفید فام افراد بھی بیہوش پڑے ملے
لیکن ڈلیا کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

اُن پانچوں کو بحالت بیہوشی ہی ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ رحمان صاحب ساتھ گئے تھے۔ فلیٹ مقفل کرا دیا گیا تھا لیکن ابھی تک کوئی ایسا نہیں ملا تھا جو ڈیلیا کے بارے میں بھی کچھ بتا سکتا۔

رحمان صاحب نے اپنے ماتحتوں کو خاص طور پر تاکید کر دی تھی کہ تینوں سفید فاموں پر کڑی نظر رکھیں اور کسی کو بھی اُن سے نہ ملنے دیں۔ خواہ وہ کسی حیثیت کا آدمی ہو۔ اگر کوئی سفارت خانہ بھی ان کا دعویدار ہو تب بھی کسی کو اُن کے قریب نہ جانے دیا جائے۔

وہ خود سلیمان اور گلرخ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سب سے پہلے گلرخ ہوش میں آئی تھی۔ رحمان صاحب کو دیکھ کر رونے لگی۔ انہوں نے نرم لہجے میں اُسے تسلیاں دیں اور اس واقعے سے متعلق سوال کیا۔ گلرخ ہچکیاں لیتی ہوئی بولی۔ "ہم سو رہے تھے کہ صبح ہی صبح کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ سلیمان نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور وہ تینوں انگریز زبردستی اندر گھس آئے۔ میم صاحب بھی بیدار ہو گئی تھیں۔ ان انگریزوں نے زبردستی انہیں اٹھا لے جانے کی کوشش کی اور میم صاحب نے نہ جانے کیا کیا کہ ایک بجلی سی چمکی اور تینوں انگریز دھڑام سے گر پڑے۔ سلیمان کوٹھی فون کرنے دوسرے کمرے میں دوڑا گیا۔ پھر اچانک دھواں پھیلنے لگا اور مجھے نہیں یاد کہ اس کے بعد کیا ہوا۔"

وہ ڈیلیا کے بارے میں کچھ نہ بتا سکی۔ سلیمان کے ہوش میں آنے کے بعد اس سے بھی رحمان صاحب نے ڈیلیا کے بارے میں استفسار کیا تھا لیکن وہ گلرخ کے بیان میں کوئی اضافہ نہ کر سکا۔

تینوں سفید فام بھی ہوش میں آ گئے تھے اور رحمان صاحب کے ماتحتوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے رہے تھے۔ لیکن انہوں نے اُن کو بستروں سے ہلنے بھی نہیں دیا تھا۔

پھر رحمان صاحب کا سامنا ہوا.... اور وہ اُن سے بھی الجھ پڑے۔

"تم تینوں زیر حراست ہو۔" رحمان صاحب نے سخت لہجے میں کہا۔

"کس بنا پر؟" تینوں میں سے ایک بولا۔

"میرے مکان میں زبردستی گھسنے کے جرم میں!"

"ہمیں سفارت خانے سے رابطہ قائم کرنے دو۔"

"تم یہاں سے سیدھے جیل جاؤ گے۔ سفارت خانے کے لوگ وہیں تم سے رابطہ قائم کریں گے۔"

"تمہارا عہدہ۔" اُس نے بھنویں سکوڑ کر سوال کیا۔

"ڈائریکٹر جنرل آف سی آئی بی۔" رحمان صاحب نے کہا اور اپنے ماتحتوں سے بولے۔ "یہاں سے انہیں ہتھکڑیاں لگا کر لے جانا۔ ان پر ڈیلیا موران نامی ایک عورت کے اغوا کا الزام بھی ہے۔"

"وہ نکل گئی، مسٹر ڈائریکٹر جنرل۔" ایک سفید فام بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"تم آخر غیر قانونی طور پر اس فلیٹ میں کیوں گھسے تھے؟"

"ہم نے ایک بین الاقوامی قانون کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کیا مطلب....؟"

"یہ بات ہم تمہیں سفارت خانے کے توسط سے بتا سکیں گے۔" سفید فام نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "تم شوق سے ہمیں جیل بھجوا دو۔"

رحمان صاحب کمرے سے باہر نکل آئے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ عقب سے ایک آدمی تیزی سے اُن کے قریب آ کر بولا۔ "وہ بے چارہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔"

رحمان صاحب چونک کر رک گئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگے۔

"چلتے رہیے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "میں بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا رہا تھا کہ ڈیلیا موران بھی ان ہی لوگوں میں سے ہو گی جو مجھے گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"اچھا تو پھر....؟"

"اس کا تعلق کسی بھی کیمپ سے نہیں تھا۔ وہ ٹی تھری بی تھی۔"

"نہیں....؟" رحمان صاحب پھر رک گئے۔

"یقین کیجیے.... اور وہ بے چارہ درست کہہ رہا تھا کہ اُس نے ایک بین الاقوامی قانون کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ اُسے کہیں بھی گرفتار کیا جا سکتا ہے اور گولی ماری جا سکتی ہے۔ کسی بھی ملک کی پولیس کسی دوسرے ملک میں اُس کے خلاف کارروائی کر سکتی ہے اور یہ خصوصی بین الاقوامی قانون کے تحت ہو گا۔"

"لیکن ٹی تھری بی نے ایسی حرکت کیوں کی تھی؟ میری کوٹھی یا فلیٹ سے اُسے کیا سروکار؟"

"اُسے بھی یقین نہیں آیا تھا کہ میری تحویل میں باؤل دے سوف کا کوئی نگیٹو نہیں ہے۔ وہ پہلے اُسے کوٹھی میں تلاش کرتی رہی تھی پھر فلیٹ کا رخ کیا تھا.... کاش مجھے پہلے ہی اُس کی

اصلیت کا علم ہو جاتا۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم تین اطراف سے گھرے ہوئے ہو؟"

"اور چوتھی سمت اپنے لئے کھلی رکھی ہے۔ آپ فکر نہ کیجئے۔"

"اب کم از کم اپنی ماں ہی پر رحم کھاؤ۔"

"انہیں بتا دیجئے گا کہ میں زندہ ہوں اور ساری قوم کی ماؤں کی خدمت میں نے اپنے ذمے رکھی ہے۔"

"ہوں۔" رحمان صاحب نے طویل سانس لی اور اُسے صرف گھور کر رہ گئے۔

"تو تم گھر نہیں چلو گے؟"

"ڈیڈی پلیز! مجھ پر رحم کیجئے۔ میں سب کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ لیکن انشاء اللہ میں اس تنظیم کو ٹھیک کر دوں گا جو میرے منہ آئے گی۔"

"کیا نگیٹو ہیں تمہارے پاس؟"

"یہ حقیقت ہے کہ وہ نگیٹوز سلائیڈز بناتے وقت ضائع ہو گئے تھے لیکن اب معاملہ دوسرا ہے اگر سر سلطان مناسب سمجھیں گے تو آپ کو سب کچھ بتا دیں گے۔"

"لیکن تم جس بکھیڑے میں پڑ گئے ہو اس سے نکلنے کی کیا صورت ہو گی؟"

"حالات پر منحصر ہے۔ ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔" رحمان صاحب بولے۔

"آپ بے فکر رہیں۔"

"اُن لوگوں کی طرف سے زیادہ ہوشیار رہنا جو ہمدرد بن کر سامنے آ رہے ہیں۔"

"اب جو کچھ بھی ہونا ہے اس کا فیصلہ صدر مملکت کریں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"سر سلطان ہی بتا سکیں گے، آپ کو.... بس اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔" عمران نے کہا۔ پھر ہسپتال کے ایک وارڈ میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ رحمان صاحب بت بنے کھڑے رہ گئے۔ انہوں نے عمران کو آواز سے پہچانا تھا۔ ورنہ شاید وہ اجنبیوں کی طرح ان کے قریب سے گزر جاتا اور انہیں شناسائی کا احساس تک نہ ہو پاتا۔

پھر وہ واپسی کے لئے مڑے ہی تھے کہ سامنے سے سر سلطان آتے دکھائی دیئے، جن کے ساتھ دو مسلح باڈی گارڈز بھی تھے۔

"وہ تو ٹھیک ہیں نا....؟" سر سلطان نے قریب پہنچ کر آہستہ سے پوچھا۔ باڈی گارڈز چند قدم کے فاصلے پر رک گئے تھے۔

"کن کی بات کر رہے ہو؟"

"وہی تینوں.... میرا مطلب ہے کہ بلیوں کی طرح تو....!"

"نہیں۔" رحمان صاحب ہاتھ اٹھا کر بولے۔ اُن کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔

"اوپر سے ہدایت ملی ہے کہ انہیں طبی امداد دے کر باعزت طور پر رخصت کر دیا جائے۔"

"ضرور، ضرور۔" رحمان صاحب نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تم سمجھتے نہیں۔ اس بار سفارت خانے والوں نے اوپر تک پہنچنے میں بہت پھرتی دکھائی ہے۔"

"اسکا جواز رکھتے ہیں وہ لوگ۔ یہ تینوں تھریسیا کی گرفتاری کیلئے عمران کے فلیٹ میں گھسے تھے۔"

"تھریسیا کی گرفتاری۔" سر سلطان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

رحمان صاحب نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "ڈلیا موران، حقیقتاً تھری بی تھی۔ باؤل دے سوف کے نگیٹوز پہلے میری کوٹھی میں تلاش کرتی رہی تھی اور پھر عمران کے فلیٹ میں پہنچ گئی تھی۔"

"خدا کی پناہ! میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

"اور وہ بھی یہیں موجود ہے۔"

"کون....؟"

"عمران۔"

"وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟"

"اسی نے تو اطلاع دی ہے کہ وہ تھریسیا تھی۔"

"تب تو ان تینوں کو ویسے بھی چھوڑنا پڑتا۔ مجھے تو یہ ڈر تھا کہ کہیں عمران نے اُن کے ساتھ بھی وہی کارروائی نہ کر دی ہو۔"

"کیا تم واقعی اُسے احمق سمجھتے ہو؟" رحمان صاحب کے لہجے کے فخریہ انداز کو محسوس کر کے سر سلطان مسکرا دیئے۔

عمران سیریز نمبر 110

آگ کا دائرہ

(چھٹا حصہ)

انہوں نے رحمان صاحب کا شانہ تھپک کر کہا۔ "سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ اُن تینوں کو کس بناء پر رہا کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔"

"سنو۔" رحمان صاحب ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولے۔ "اگر ان لوگوں نے عمران کا پیچھا نہ چھوڑا تو مجھے کوئی اور قدم اٹھانا پڑے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"میں جانتا ہوں کہ اُن کے مقامی ایجنٹ کون کون ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔"

"اچھا تو پھر....؟"

"اُسے اُن کی لسٹ فراہم کر دی جائے گی۔"

سر سلطان صرف مسکرا کر رہ گئے اور رحمان صاحب انہیں گھورتے ہوئے بولے۔ "اس طرح مسکرانے کا مطلب؟"

"کیا تم یہ سمجھے ہو کہ وہ خود نہیں جانتا کہ مقامی ایجنٹوں میں کون کون ہے اور کہاں کہاں ہے.. یہ چکر ہی دوسرا ہے رحمان! وہ تو صرف اُن سے نپٹ رہا ہے جو اُسے گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کچھ بھی ہو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا پیمانہ صبر لبریز نہ ہو۔" رحمان صاحب نے کہا اور سر سلطان کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

سر سلطان کی رہنمائی اس کمرے تک کی گئی جہاں وہ تینوں سفید فام آرام کر رہے تھے۔

انہوں نے اُن سے اپنا تعارف کرایا تھا اور ان کی خیریت دریافت کی تھی۔

"ہم اب بالکل ٹھیک ہیں۔ لہٰذا ہمیں جانے کی اجازت دی جائے۔" ایک سفید فام بولا۔

"ضرور، ضرور۔ لیکن براہ کرم ٹی تھری بی سے متعلق رپورٹ کی ایک کاپی میرے آفس کو بھی بھجوا دینا۔"

"وہ تو ہوگا ہی۔" سفید فام مسکرا کر بولا۔ "ضابطے کی کارروائی بہر حال ہوگی۔"

سر سلطان واپسی پر خاصے مطمئن نظر آرہے تھے۔

پیشرس

آگ کا دائرہ ملاحظہ فرمائیے۔ عمران بڑی دشواری میں پڑ گیا ہے اور اس کی دشواریوں نے مجھے بھی دشواریوں میں ڈال دیا ہے۔ بسا اوقات لکھتے لکھتے دم گھٹنے لگتا ہے اور میں الجھ کر قلم ایک طرف رکھ دیتا ہوں۔ ظاہر ہے ایسی صورت ہو تو کتاب کسی قدر لیٹ ضرور ہو جائے گی۔ لیکن کوشش یہی ہوتی ہے کہ کہانی کی دلچسپی کم نہ ہونے پائے۔

ایک صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ آخر آپ انگریزوں وغیرہ کی مخالفت میں کیوں لکھتے رہتے ہیں۔ انگریز بہت بُرا مانتے ہیں۔ حوالہ دیا ہے انہوں نے اپنے ایک انگریز دوست کا جو میری کتاب کا ترجمہ انگریزی میں کر کے اپنے انگریز دوستوں کو سنایا کرتے ہیں۔ پھر بھلا بتائیے، قصور کس کا ہے؟ میرا یا آپ کے دوست کا... اور بھائی خدا کے لئے آپ مجھے بور کرنا چھوڑ دیجئے۔ آپ کے ہر خط پر تبصرہ کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ ہو گیا ایک آدھ بار اور اپنے دوست کو مطلع کر دیجئے کہ آئندہ اگر انہوں نے انگریزوں کو میری کتابوں کا ترجمہ سنایا تو نتیجے کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ وہ تو انگریز شاید میرے بچپن ہی میں ہندوستان چھوڑ گئے تھے۔ ورنہ ہرگز نہ جانے دیتا۔ (میمیں، مجھے اتنی ہی اچھی لگتی ہیں)

دوسرے صاحب رقم طراز ہیں کہ میں اس لئے جلد از جلد اپنی کتابیں لاتا رہوں کہ ان کی گرل فرینڈ اس سلسلے میں انہیں بہت بور کرتی ہے۔ اگر کوئی کتاب لیٹ ہو جاتی ہے تو وہ چاہتی ہے کہ میں پنڈی سے کراچی جا کر آپ سے پوچھ آؤں کہ کتاب کیوں لیٹ ہو رہی ہے۔ اب میں کیا عرض کروں، عزیزم! معاملہ گرل فرینڈ کا ہے، جس کے لئے آپ لوگ آسمان سے تارے وغیرہ تک توڑ لایا کرتے ہیں۔ پھر پنڈی سے کراچی آ کر دریافت حال کر جانا کیا مشکل ہے چلے آیا کیجئے۔

ایک صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ آخر آپ تھریسیا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟ آپ غلط سمجھے ہیں! تھریسیا میرے پیچھے پڑ گئی ہے.... اور میں خود ہی ابھی زیرولینڈ کی تلاش میں ہوں۔ آپ کو کیسے بتا دوں کہ زیرولینڈ کہاں ہے؟ کہانی اگر شیطان کی آنت ہوتی ہے تو ہونے دیجئے۔ غیر دلچسپ تو نہیں ہے۔

ایک اور صاحب لکھتے ہیں کہ اگر آپ زیرولینڈ کے سلسلے میں آخری کتاب لکھنے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تو کیا ہوگا؟.... بہت اچھا ہوگا بھائی! میں، زیرولینڈ کی تلاش سے بچ جاؤں گا۔ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ۔

آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رونا غالبؔ
کس کے گھر جائے گا یہ سیلاب بلا میرے بعد

کسی کے گھر بھی جائے، میری بلا سے.... میری زندگی ہی میں کتنوں نے زیرولینڈ کو تلاش کر کے تباہ بھی کر دیا۔ پھر اس سے کیا فرق پڑا کہ میرے آخری کتاب نہ لکھ پانے سے پڑ جائے گا۔

والسلام

ابنِ صفی

۱۷ر مارچ ۱۹۷۹ء

۞

گھر والے سخت متحیر تھے کیونکہ انہوں نے رحمٰن صاحب کو ایسے عالم میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اماں بی سے بے حد نرم لہجے میں گفتگو کرتے ہوئے انہیں اُن کے کمرے کی طرف لے جا رہے تھے لیکن بہر حال اتنی ہمت اب بھی کسی میں نہیں تھی کہ اُن کے کمرے کے قریب ٹھہر کر اُن کی گفتگو سننے کی کوشش کرتا۔

خود اماں بی بھی شاید اُن کے اس رویے پر متحیر تھیں اور بار بار انہیں غور سے دیکھنے لگتی تھیں۔ آخر یہ کس افسانے کی تمہید ہے؟

"میں دراصل آپ کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔" اُنہوں نے بالآخر کہا۔

"سنا بھی چکیئے، جلدی سے۔" وہ الجھ کر بولیں۔

"عمران زندہ ہے۔"

"اب کوئی اور چرکا لگائیے گا، کیا؟"

رحمان صاحب کے چہرے پر کر ختگی پیدا ہو کر پھر زائل ہو گئی اور وہ سنبھل کر بولے۔ "نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن وہ ابھی آپ سے مل نہیں سکتا۔"

"کیوں نہیں مل سکتا؟"

"اسکی کشتی غرق نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ بعض غیر ملکی جاسوسوں کی گرفت میں آ گیا تھا۔ انہوں نے اُسے پکڑ لینے کے بعد کشتی غرق کر دی تھی۔ لیکن اب وہ اُن کے پنجے سے نکل آیا ہے۔"

"تو مجھ سے ملنے میں کیا دشواری ہے؟"

"فی الحال خود کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ اس سے بعض بین الاقوامی پیچیدگیاں

ہو جائیں گی۔"

"مجھے اللہ صبر دے چکا ہے۔ آپ مجھے خواہ مخواہ بہلانے کی کوشش نہ کیجئے۔ لیکن ڈیلیا کا کیا قصہ تھا؟"

"وہ بھی ایک غیر ملکی جاسوسہ تھی۔ عمران ہی کی تلاش میں اس گھر تک آ گئی۔ پھر اُسے دوسرے ملک کے جاسوسوں نے گھیرا اور وہ فرار ہو گئی۔"

"عمران، ملک کا مجرم تو نہیں ہے؟" اماں بی نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ مجھ سے کیا یہ توقع رکھتی ہیں کہ میں ایسی کسی صورت میں یہ لہجہ اختیار کرتا۔"

"اُس کی کیا پوزیشن ہے؟"

"شاید مجھ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔" رحمان صاحب کا لہجہ فخریہ تھا۔

"میں مطمئن ہوں۔ اگر وہ کسی مصلحت کی بناء پر اپنی شکل نہیں دکھانا چاہتا۔"

"اب دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسے آپ اپنی ہی ذات تک محدود رکھیں گی۔ ثریا سے بھی اس کا ذکر نہ آنے پائے۔ کیونکہ... بس اسے حکومت ہی کا راز سمجھ لیں۔"

"تو پھر مجھے کیوں بتایا؟"

"اس لئے کہ آپ اُس کی اماں ہیں۔ مجھے بھی شاید اتنا لگاؤ اُس سے نہ ہو جتنا آپ کو ہو سکتا ہے۔"

اماں بی کی آنکھیں چھلک آئیں اور وہ دوسری طرف منہ پھیر کر آنسو پینے کی کوشش کرنے لگیں۔

"بس محتاط رہئے گا۔" کہتے ہوئے وہ اُن کے کمرے سے نکل آئے۔ ان کا رخ لائبریری کی طرف تھا۔ لائبریری میں پہنچتے ہی پھر اُن کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ بڑا ٹیڑھا مسئلہ تھا۔ آخر کبھی تو عمران کو ظاہر ہونا ہی پڑے گا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... دوسری طرف سے سر سلطان نے انہیں مخاطب کیا تھا۔

"کیا خبر ہے؟" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"ایک ضروری بات۔ تم ہر ایک سے اُس کے بارے میں لاعلمی ہی ظاہر کرو گے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ہو سکتا ہے امور داخلہ کا سیکریٹری تم سے پوچھ گچھ کرے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا لیکن اگر ڈیلیا کے بارے میں کچھ پوچھا جائے تو....."

"بس وہی کچھ بتاؤ گے جو ہوا ہے۔ تم اُسے گھر لائے تھے۔ وہ ضد کر کے اس کے فلیٹ میں گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔"

"کیا یہ بات بہت طول پکڑ گئی ہے؟"

"ٹاپ سیکرٹ۔"

"اچھا..... اچھا۔" رحمان صاحب نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

دوسری طرف سلیمان اور گلرخ اپنا بوریا بستر سنبھالے ہوئے کوٹھی میں داخل ہوئے اور سب نے انہیں گھیر لیا۔ البتہ اماں بی الگ ہی الگ رہیں۔ یہ دونوں فلیٹ کو مقفل کر کے یہیں رہ پڑنے کی نیت سے آئے تھے۔ لڑکیوں نے گلرخ سے ڈیلیا کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

"بس جی، وہ تینوں انگریز زبردستی فلیٹ میں گھس آئے اور میم صاحب کو اٹھالے جانے کی کوشش کی۔" گلرخ سانس لینے کو رکی ہی تھی کہ ثریا اُس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کمرے میں کھینچ لے گئی.... اور دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔ "خواہ مخواہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ہر ایک کو وہ نہیں بتاتی پھرے گی جو وہاں ہوا تھا۔"

"کک.... کیوں؟"

"دھواں اور بیہوشی کے علاوہ اور کوئی بات نہیں بتائے گی۔"

"جی وہ.... بجلی سی چمکی تھی۔"

"کچھ نہیں، بس تو نے ایک دھماکا سنا تھا۔ دھواں پھیلا تھا اور تو بیہوش ہو گئی تھی۔ تجھے نہیں معلوم کہ پھر کیا ہوا تھا۔"

"جی بہت اچھا۔ لیکن آپ تو سن لیجئے۔"

"میرے چلے آنے کے بعد اُس سے کیا باتیں ہوئی تھیں؟"

"میں صرف میٹرک پاس ہوں اور میری انگریزی ہمیشہ چوپٹ رہی ہے۔ آدھی بات پلے پڑتی تھی اور آدھی نہیں پڑتی تھی۔ لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ وہ صاحب کا نام لیتی تھیں اور رونے لگتی تھیں۔"

"صبح کو تم دونوں خود سے جاگے تھے یا اُس نے جگایا تھا؟"

"جی بڑی گہری نیند آئی تھی اور صبح کو میم صاحب ہی نے جگایا تھا۔"

"پچھلی بار شاید ایک عورت نے پورا فلیٹ اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا تھا؟"

"اُسے تو صاحب ہی لائے تھے اور پھر وہ خود ہی غائب ہو گئی تھی اور صاحب اُسے ڈھونڈتے پھرے تھے۔ کیا یہ والی سچ مچ صاحب کی بیوی تھیں؟"

"پتہ نہیں۔" ثریا نے کہا اور کمرے سے باہر آ گئی۔

اُدھر سلیمان کو رحمٰن صاحب نے طلب کر لیا تھا اور اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے اُسے جو ہدایات دیں اُن کے مطابق اُسے اخبار والوں سے بچنا تھا اور اُن تینوں کے متعلق اب کسی کو کچھ نہیں بتانا تھا۔

پھر وہ سلیمان کو دفع کر کے بیٹھنے بھی نہیں پائے تھے کہ اُن کے ایک ماتحت کی فون کال آئی۔

"آپ نے اسٹار کا ضمیمہ ملاحظہ فرمایا، جناب؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"نہیں تو..... کیا کوئی خاص موضوع ہے؟" رحمان صاحب نے سوال کیا۔

"بہت ہی خاص۔ رحمان چوکی کے قریب والی جھیل کا قصہ ہے۔ بالکل نیا انکشاف ہوا ہے۔ فوج نے جھیل والی چٹانوں کے گرد حصار قائم کیا تھا ایک پارٹی چٹانوں پر اُتری اور جب اُن کے درمیان پہنچی تو ایک چکنے پتھر پر ایک وارننگ کنندہ نظر آئی جس کے مطابق اگر زیرولینڈ والوں کے مطالبات پورے نہ کئے گئے تو کسی ایک اسٹیٹ کی پوری آبادی میاؤں میاؤں کرتی نظر آئے گی اور اس عظیم ہستی کی توہین کا بدلہ ضرور لیا جائے گا جسے تین حقیر افراد نے ایک فلیٹ میں گھیرنے کی کوشش کی تھی۔"

"اور کچھ.....؟" رحمان صاحب طویل سانس لے کر بولے۔

"اور پھر باقی تو حاشیہ آرائیاں ہیں۔"

"خیر میں ضمیمہ دیکھوں گا۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ یہ معاملہ آئی۔ ایس۔ آئی نے اپنے ذمے لے لیا۔"

"جی ہاں، بہتر ہی ہوا ہے۔"

"مجھے تازہ ترین حالات سے باخبر رکھنا۔"

"بہت بہتر جناب!"

رحمان صاحب نے ریسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اس بار سر سلطان نے بھی وہی سوال کیا جو اُن کا ماتحت ذرا دیر پہلے کر چکا تھا۔

"نہیں، میں نے ضمیمہ نہیں دیکھا۔" رحمان صاحب نے کہا۔ "لیکن مجھے اسکی اطلاع مل چکی ہے۔"

"کیا خیال ہے؟"

"حالات سے فائدہ اٹھانے ہی کا نام ذہانت ہے۔" رحمان صاحب نے کہا۔ عجیب سی مسکراہٹ اُن کے لبوں پر کھیل رہی تھی۔

"حالات نہیں، بلکہ مواقع کہو۔" سر سلطان کی آواز آئی۔

"لیکن کب تک؟"

"کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکلے گی۔"

"اس نئے موڑ پر نظر رکھنا۔"

"میں، اب مطمئن ہوں۔" سر سلطان نے کہا۔

"کل سے آفس جاؤں گا۔ کوئی بات ہو تو وہیں کال کرنا۔" رحمان صاحب نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

❂

عمران نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور جب وہ ماؤتھ پیس میں بولا تو صفدر متحیر رہ گیا کیونکہ آواز عمران کی نہیں تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اونچے طبقے کی کوئی بے حد انگریز عورت بول رہی ہو۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "اپنے چیف ہارپر کو ریسیور دو۔ اپنی شناخت میں اس پر ظاہر کرونگی۔ جلدی کرو۔" پھر کسی قدر ٹھہر کر بولا۔ "ہیلو ہارپر.... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے.... اوہو! اب بھی سمجھے! اچھا تو سنو! تم اول درجے کے احمق ہو۔ خواہ مخواہ اپنے آدمی ضائع کر رہے ہو۔ وہ میرا ہے۔ تم لوگوں کے ہاتھ اُسے نہیں لگنے دوں گی.... اوہ، اچھا! اتنا بڑا دعویٰ نہ کرو، ہارپر! تنظیم کی قوت نہیں ہے۔ میری اور صرف میری قوت ہے۔ تم ٹی تھری بی کو کیا سمجھتے ہو؟ کہتی ہوں اپنی فورس سمیت یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی ذہنی طور پر صحیح نہیں رہے گا۔ پوری فورس میاؤں میاؤں کرتی پھرے گی۔ یہ میری آخری وارننگ ہے۔

گھنٹے کے اندر اندر یہاں سے چلے جاؤ.... مجھے اُس کی تلاش کیوں ہے؟ تمہیں ضرور بتاؤں گی۔ وہ بازل دے سوف کا معمہ حل کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہے.... اور میں اسے پسند نہیں کرتی لہٰذا اُسے ہر حال میں مر جانا چاہئے۔"

عمران ریسیور کریڈل پر رکھ کر صفدر کی طرف مڑا اور اُسے آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔

"آنکھیں بند کر کے یہ آواز سنتا تو میں خود بھی بلیوں کی سی آوازیں نکالنے پر مجبور ہو جاتا۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں، شاعری کرنے لگتے۔"

"یہ ہارپر کون ہے۔"

"اُن ہی لوگوں کا چیف، جن میں سے کچھ بلیاں بنائے جا چکے ہیں۔ وہ اُن تینوں میں سے ایک تھا، جنہوں نے ڈیلیا کو پکڑنے کی کوشش کی تھی۔"

"کیا ڈیلیا سچ مچ ٹی تھری بی ہی تھی؟"

"وہی تھی اور مجھے افسوس ہے کہ میں اُسے اُس وقت دیکھ سکا تھا جب وہ ثریا کے ساتھ میرے فلیٹ پہنچی تھی۔ میں نے سوچا کہ اب اُسے فلیٹ کی تلاشی بھی لے لینے دوں اور میرا خیال ہے کہ ہارپر شروع میں اُسے مخالف کیمپ کی ایجنٹ سمجھتا رہا تھا۔"

"لیکن آخر اُس نے اُسے پہچانا کیونکر۔ جب کہ آپ کہتے ہیں کہ اس کی شناخت ناممکن ہے۔"

"اسی پر تو مجھے بھی حیرت ہے۔"

"خیر اب کیا پروگرام ہے؟"

"مریخ کا طلسم توڑوں گا۔"

"ہمیں، اُس سے کیا تکلیف ہے۔ تھریسیا ہمیں تو بلیک میل نہیں کر رہی۔"

"ہاں، اس سلسلے میں یہ نکتہ غور طلب ہے۔"

"دوسرے کیمپ کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ اُسکے ایجنٹ بھی تو آپ کی تلاش میں ہیں۔"

"لیکن ان کا انداز جارحانہ نہیں ہے۔"

"اگر کسی مرحلے پر ہو گیا تو....؟"

"اُن سے بھی اسی طرح نپٹوں گا، جیسے دوسروں سے نپٹ رہا ہوں۔"

"جولیا کوڈیلیا کی وجہ سے بڑی تشویش ہو گئی تھی۔"

عمران کچھ نہ بولا اور فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس بار بھی وہ ٹی تھری بی ہی کی نم
کاری کر رہا تھا۔

"کون ہے..... رومونوف سے ملاؤ..... یہ میں اُسی کو بتاؤں گی کہ میں کون ہوں۔"

وہ خاموش ہو کر غالباً رومونوف کا انتظار کرنے لگا تھا۔ کچھ دیر بعد بولا۔ "ہیلو! تمہیں یہاں
میری موجودگی کا علم ہو گیا ہوگا؟..... اوہو، تمہیں نہیں معلوم کہ میں کون ہوں۔ حیرت انگیز
حالانکہ شاید تین بار ہم مل چکے ہیں۔ اس حوالے پر شاید پہچان سکو..... ٹھیک سمجھے۔ تمہیں مطلع
کر رہی ہوں کہ عمران میرا شکار ہے۔ خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع نہ کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ تم پر
سے بھی کسی کا وہی حشر ہو، جو ہارپر کے ساتھیوں کا ہو رہا ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ
چاہتی۔ دس وی داینا۔"

"دو دھاری چلا رہے ہیں۔" صفدر ہنس کر بولا۔

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔"

"لیکن عمران صاحب! آخر کب تک؟ ایک پارٹی کو آپ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ آپ باؤل
دے سوف کا معمہ حل کر چکے ہیں۔"

"اور اب وہ پارٹی میرے سلسلے میں اپنی سرگرمیاں اور تیز کر دے گی۔"

"گویا آپ دیدہ دانستہ اُن سے الجھ رہے ہیں۔"

"بہت دنوں بعد ہاتھ پیر کھولنے کا موقع ملا ہے۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"لیکن یہ خطرناک بھی ہے۔ جس طرح انہوں نے سر سلطان کو اغوا کیا تھا اگر اسی طرح
رحمان صاحب کو بھی.....!"

"اس کا امکان ہے۔"

"تو پھر اس بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"دیکھا جائے گا۔ میں پہلے سے کچھ نہیں سوچتا۔ بدلتے ہوئے حالات کے تحت راہ عمل
تعین کرتا ہوں۔"

"کیا واقعی آپ نے باؤل دے سوف کا معمہ حل کر لیا ہے؟"

"قریب، قریب۔"

"تو پھر اب آپ کیا کریں گے؟"

"ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ لیکن میں ملک کے لئے اپنی معلومات کا سودا ضرور کرنا
چاہوں گا۔"

"یعنی اٹامک ری پروسیسنگ پلانٹ۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے
صفدر کو اٹینڈ کرنے کا اشارہ کیا۔

"وہ ریسیور کان سے لگائے کچھ سنتا رہا۔ پھر اُسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ دوسری طرف سے
کوئی عورت کہہ رہی تھی۔ "ہیلو..... ہیلو..... مائیٹی فیمیل کالنگ، دی کریک مین..... ہیلو!"

"ہیلو! بیوٹی فل۔" عمران نے دیدے نچائے۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھ سے چھپ سکو گے؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ورنہ اس انسٹرومنٹ کی گھنٹی کیسے بجتی؟ لیکن یہ بہت بُرا ہے کہ تم
اتنی باخبر رہتی ہو۔"

"تم مجھے کیوں بدنام کر رہے ہو؟"

"اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے۔ پہلے تم نے مجھے استعمال کیا۔ اب میں تمہیں استعمال کر رہا ہوں۔"

"بُرا اس لئے نہیں مان سکتی کہ اس سے میرے کاز کو فائدہ پہنچا ہے۔"

"ایسا ہے کہ تم اپنے ادارے کی پبلسٹی کا کام مجھے سونپ دو۔ معقول معاوضے پر یہ خدمت انجام
دے سکتا ہوں۔"

"یہاں بیٹھ کر تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ باہر نکلو۔"

"مثلاً کہاں جاؤں؟"

"پہلے پوری بات سن لو۔"

"فون پر.....؟"

"نہیں اس کے لئے دوسرا ذریعہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔"

"وہ بھی جلدی سے بتا دو۔"

"مالی کے کوارٹر کے عقب والی جھاڑی میں ذریعہ موجود ہے.... اٹھالاؤ۔" دوسری طرف سے عورت کی آواز آئی اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر طویل سانس لی اور صفدر کی طرف مڑ کر بولا۔ "مالی کے کوارٹر کے عقب والی جھاڑیوں میں جو کچھ بھی ملے اٹھالاؤ۔"

"کک.... کیا مطلب....؟ وہ کیا بکواس کر رہی تھی؟ کون تھی؟ میں نے تو ریسیور آپ کو اس لئے دیا تھا کہ آپ بھی محظوظ ہو سکیں۔"

"طاقتور عورت، دیوانے مرد کو پکار رہی تھی۔"

"ہاں، غالباً اسی طرح کال ہو رہی تھی۔"

"تھریسیا تھی۔ جاؤ، جلدی سے اٹھالاؤ، جو کچھ وہاں ملے۔"

صفدر اُسے بغور دیکھتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ عمران اب بھی رانا پیلس ہی میں مقیم تھا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آگیا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر تھا۔ اس نے وہی عمران کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔"

"گڈ۔" عمران اسے ہاتھ میں لیتا ہوا بولا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"کیا قصہ ہے؟"

"فی الحال تنہائی چاہتا ہوں۔" عمران بولا۔

"اوہ.... اچھا....!" صفدر نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

عمران تھوڑی دیر تک یونہی بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ پھر ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آن کر دیا۔ پہلے ہلکی سی سرسراہٹ سنائی دی پھر تھریسیا کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "غا تم نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ تم فی الحال یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ تمہاری حکومت دشواری میں پڑ ہے۔ تو پھر کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ تم کچھ دنوں کے لئے باہر چلے جاؤ۔ کچھ دنوں کے بعد معا ٹھنڈا پڑ جائے گا اور مجھے اب یقین آ گیا ہے کہ باؤل دے سوف کے نیگیٹو تمہارے پاس نہیں ہیں تمہارے گھر والے بے حد اچھے لوگ ہیں۔ میں اُن سے معذرت خواہ ہوں۔ خصوصیت تمہاری ماں، مجھے بہت پسند آئیں اور تمہارے باپ کا رویہ بھی میرے ساتھ بُرا نہیں تھا۔ حالا بے حد سخت گیر آدمی ہیں۔ گھر والوں پر شہنشاہوں کی سی حکمرانی کرتے ہیں۔ بہر حال تمہار

لئے باضابطہ طور پر باہر چلے جانا کچھ مشکل نہ ہو گا۔ جعلی پاسپورٹ بھی تیار کر سکتے ہو۔ کسی بھی میک اپ میں تم یہ کام کر سکتے ہو۔ تمہارے لئے مشکل نہیں ہے۔ اس میں دیر نہ ہونی چاہئے۔ دونوں ہی کیمپ تمہارے لئے بہت بے چین ہیں۔"

ٹیپ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں تھا۔ عمران اس کا سوئچ آف کر کے بڑبڑایا۔ "مشورے کا شکریہ، محترمہ! میں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا ہے۔ اتنا گھامڑ نہیں ہوں جتنا تم سمجھتی ہو۔!"

ھار پر بے حد سفاک آدمی تھا۔ اُس کے تحت کام کرنے والے اُس سے خائف رہتے تھے۔ وہ اور اُس کے ماتحت ملک میں سیاحوں کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے لیکن پھر تھریسیا سے مڈبھیڑ والے واقعے کے بعد اُسے اپنے دو ماتحتوں سمیت کھل جانا پڑا تھا.... اور اُس نے سرکاری طور پر یہاں اپنی موجودگی کا جواز یہ کہہ کر پیش کیا تھا کہ وہ تھریسیا کا تعاقب کرتے ہوئے ملک میں داخل ہوئے تھے۔

حالانکہ یہ بالکل غلط تھا۔ ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ ڈیلیا موران تھریسیا ہی تھی۔

پہلے تو اُس نے اس کی طرف توجہ ہی نہیں دی تھی۔ خاصا وقت گزر جانے کے بعد خیال آیا تھا کہ کہیں وہ مخالف کیمپ کی کوئی ایجنٹ نہ ہو۔ اس کا خدشہ تو اس پر شروع سے ہی مسلط رہا تھا کہ کہیں عمران مخالف کیمپ کے ہتھے نہ چڑھ جائے اور یہ خیال بھی اس وقت آیا تھا جب ڈیلیا رحمان صاحب کی کوٹھی سے عمران کے فلیٹ میں منتقل ہو گئی تھی۔ موقع غنیمت جان کر اپنے دونوں ماتحتوں سمیت عمران کے فلیٹ میں گھس پڑا تھا۔ وہ بھی محض مخالف کیمپ کی کسی ایجنٹ کے لئے نہیں، بلکہ خود عمران کے لئے۔ فلیٹ میں ڈیلیا کی منتقلی کی بنا پر خیال آیا تھا کہ کہیں عمران فلیٹ ہی میں نہ چھپا بیٹھا ہو اور وہ وہاں اُس سے کسی قسم کا سودا کرنے کے لئے نہ منتقل ہوئی ہو۔ اسی لئے وہ اتنی بے جگری سے فلیٹ میں جا گھسے تھے۔ تھریسیا والی داستان تو ہوش میں آنے کے بعد گھڑی تھی تاکہ اس طرح اپنی غیر قانونی مداخلت کے لئے جواز پیدا کر سکے۔

بہر حال اس وقت تک وہ اُسے مخالف کیمپ ہی کی کوئی ایجنٹ سمجھتا رہا تھا۔ جب تک عمران کی کال نہیں آئی تھی، وہی کال جو عمران نے آواز بدل کر تھریسیا کی طرف سے کی تھی اور اب وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ بسا اوقات جھوٹ بھی حیرت انگیز طور پر سچ ہو جاتا ہے۔

اس کے دونوں ماتحت ٹام اور ٹونی اُسے خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ پھر ٹام نے پوچھا۔ "کس کی کال تھی چیف؟ تم کچھ پریشان سے نظر آ رہے ہو۔"

"نہیں، میں خود کو احمق محسوس کر رہا ہوں۔" ہارپر کسی کٹکھنے کتے کی طرح غرایا۔

"کوئی خاص بات....؟" ٹونی بولا۔

"وہ تھریسیا ہی تھی۔"

"کون....؟"

"وہی عورت جو ہمیں عمران کے فلیٹ میں جل دے گئی تھی۔"

"کک.... کیسے معلوم ہوا؟"

"یہ اُسی کی کال تھی۔"

"تھریسیا کی....؟" دونوں بیک وقت بولے۔

"ہاں۔ اُسی کی کال تھی.... اور اُسے بھی عمران کی تلاش ہے کیونکہ اُس کی دانست میں عمران نے باؤل دے سوف کا معمہ حل کر لیا ہے۔ لیکن وہ اُسے پسند نہیں کرتی۔"

"یہ تو انہونی ہوئی ہے چیف۔" ٹام بولا۔

"لیکن تصدیق ہو گئی ہے کہ عمران یہاں موجود ہے ورنہ تھریسیا کو اُس کی تلاش یہاں کیوں ہوتی؟ اور ہمارے ساتھی تھریسیا ہی کی حرکت پر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔"

"تو پھر اب کیا سوچا ہے چیف؟"

"بکواس بند کرو۔" ہارپر دھاڑا۔ "ابھی ابھی تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ تھریسیا ہی تھی۔ اتنی جلدی کیا سوچ لوں گا؟"

"معافی چاہتا ہوں چیف!" ٹام گڑبڑا کر بولا.... اور ٹونی خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

ہارپر کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اُس کے دونوں ماتحت اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر وہ اُس کے سامنے موجود رہے تو کسی نہ کسی پر نزلہ گرتا رہے گا۔ اُن کی پچھلی کوتاہیاں بھی ہارپر کو یاد آتی رہیں گی اور وہ انہیں بُرا بھلا کہتا رہے گا۔ تھریسیا کے اس طرح نکل جانے کی ساری ذمہ داری اُس نے انہی دونوں پر ڈال دی تھی۔

ٹونی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "چیف! ہم ذرا سفارت خانے تک جانا چاہتے ہیں۔"

"نہیں جا سکتے۔" ہارپر میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

ٹونی طویل سانس لے کر رہ گیا۔ لیکن اُس کی آنکھوں میں یہ سوال صاف پڑھا جا سکتا تھا کہ کیوں نہیں جا سکتے۔

ٹام بھی استفہامیہ انداز میں ہارپر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"اب تم جہاں بھی جاؤ گے سادہ لباس والے تمہارا تعاقب کریں گے۔" ہارپر نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔ "اس واقعے کے بعد مجھے اپنی شناخت ظاہر کر دینی پڑی تھی۔ اگر تھریسیا کا نام نہ لیتا تو ہر طرح دشواری میں پڑتا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم فوری طور پر یہاں سے چلے جائیں ورنہ سفارت خانہ دشواری میں پڑے گا۔"

"لیکن یہ جو اتنے لوگ ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں؟"

"یہ قطعی نہیں بتا سکتے کہ ان پر کیا گزری تھی اور کون اس کا ذمہ دار ہے۔ زیرو لینڈ کی طرف سے یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یہ اس کا کارنامہ ہے۔"

"تو پھر واقعی یہاں رکنا وقت ہی ضائع کرنے کے مترادف ہو گا۔"

"اپنے کمروں میں جاؤ اور مجھے سوچنے دو۔" ہارپر جھلا کر بولا۔

"دونوں اٹھ گئے تھے۔ ہارپر کے کمرے سے نکل کر وہ سٹنگ روم میں آئے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے جیسے جو کچھ بھی اُن کے ذہنوں میں ہو، اُسے خود نہ کہنا چاہتے ہوں۔ بلکہ دوسرے سے سننا چاہتے ہوں۔ آخر ٹونی بولا۔ "میرا خیال ہے اب صرف ہم تین ہی ذہنی طور پر صحت مند رہ گئے ہیں۔"

ٹام کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے ٹونی کی طرف دیکھتا رہا۔

"ہارپر کو میں نے پہلے کبھی اتنا پریشان نہیں دیکھا۔" ٹونی نے قدرے توقف سے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" ٹام بولا۔

"اور اب اُسے ہیڈ کوارٹر کے کسی پیغام کا انتظار ہے۔"

"حالانکہ پہلے کبھی اُس نے اپنے کسی آپریشن میں ہیڈ کوارٹر کی مداخلت پسند نہیں کی۔"

"میرا خیال ہے اُسے تھریسیا کی دخل اندازی سے پریشانی ہوئی ہے۔"

"اُن چٹانوں میں پائی جانے والی تحریری دھمکی کے بعد ہی سے وہ بہت زیادہ فکر مند نظر آنے

لگا تھا۔"

"اور پھر تھریسیا نے براہِ راست اُسے فون پر مخاطب کر کے بھی کچھ کہا تھا۔ لیکن شاید اُ
نے ہمیں پوری بات نہیں بتائی تھی۔"

"آخر تھریسیا اس معاملے میں کیوں دخل اندازی کر رہی ہے؟"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"کہیں عمران ڈبل ایجنٹ نہ ہو!"

"کیا مطلب؟"

"اپنے ملک کے علاوہ زیرولینڈ کے لئے بھی کام نہ کرتا ہو!"

"اس کا امکان ہے کیونکہ ہم پہلے بھی کئی ایسے ایجنٹوں سے دوچار ہو چکے ہیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو تھریسیا کا رویہ غیر فطری نہیں ہے۔"

"مگر سب سے عجیب بات دوسری ہے۔ کیا ہمارا چیف سچ مچ تھریسیا کے لئے اُس فلیٹ میں
غیر قانونی طور پر داخل ہوا تھا؟"

"نہیں، وہ تو ہوش میں آنے کے بعد بات بنائی گئی۔"

"لیکن وہ حقیقتاً تھریسیا نکلی۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"اس معاملے میں کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہوئی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"بھلا تھریسیا کو اس پس ماندہ ملک سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟"

"زیرولینڈ کے زیادہ تر یونٹ پسماندہ ممالک ہی میں قائم کیے گئے ہیں۔"

"اس مسئلے پر اُس وقت تک کوئی سیر حاصل بحث نہیں ہو سکتی جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے
کہ ہم اس شخص یعنی عمران کو کیوں گھیر رہے ہیں۔"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔"

"کیا ہم بھی اُسے باؤل دے سوف ہی کے سلسلے میں گھیر رہے ہیں؟"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ اصل بات تو ہارپر ہی کو معلوم ہوگی۔"

"اوہ! جہنم میں جائے.... میں اس عمارت میں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا۔"

"حکم کی تعمیل تو کرنی ہی پڑے گی۔"

"ہاں، شاید....!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ حکم نہ ماننے والوں کو وہ کسی نہ کسی طرح ڈبل ایجنٹ ثابت کر کے
جیل میں ڈلوا دیتا ہے۔"

"کیا اسی لئے سب اس سے متنفر نہیں ہیں؟"

"اس کے باوجود بھی انہیں اُسی کی ماتحتی میں رہنا پڑتا ہے۔"

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ خاموش ہو گئے.... اور پھر ہارپر کمرے میں داخل ہوا۔
دونوں اٹھ گئے۔

"تیاری کرو۔" اس نے کہا۔

"کس بات کی؟" ٹام نے پوچھا۔

"تین بجے والی فلائٹ سے ہماری روانگی ہے۔"

"اوہ....!" ٹام نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تو پھر جلدی کرنی چاہئے.... لیکن اُن کا
کیا ہوگا جو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں؟"

"اپنے کام سے کام رکھو۔" ہارپر اُسے گھورتا ہوا غرایا۔ "غیر ضروری بکواس مت کرو۔" وہ
کمرے سے چلا گیا۔ ٹونی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اس بیہودہ آدمی سے ہمیں کب نجات ملے گی؟"

"چھوڑو بھی۔" ٹام ہنس کر بولا۔ "چلنے کی تیاری کرو۔"

وہ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

ہارپر اپنے کمرے میں سامان پیک کر رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے فکرمندی مترشح ہو رہی تھی۔
اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس نے مضطربانہ انداز میں ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے ایک
نسوانی آواز آئی۔

"میں ہارپر بول رہا ہوں۔" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں، تھریسیا ہوں۔"

"اوہ! شاید تمہاری آواز بدل گئی ہے۔" ہارپر نے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"کچھ دیر پہلے بھی تم نے مجھ سے گفتگو کی تھی لیکن آواز یہ نہیں تھی۔"

"اوہ....ہاں....شاید! تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں سو ڈھنگ سے بول سکتی ہوں۔"

"اب کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"ہمارا مطالبہ پورا ہونے کی کیا صورت ہو گی؟"

"بجٹ کا دسواں حصہ۔" ہار پر طویل سانس لے کر بولا۔

"ہاں، اس سے کم پر بات نہیں ہو سکتی۔"

"لیکن مجھے اس میں کیا دخل۔" ہار پر بولا۔ "میں اپنی حکومت کی مشینری کا ایک بہت چھوٹا سا پرزہ ہوں۔ کسی بڑے سے اس مسئلے پر بات کرو، اور ہاں، میرے آدمیوں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟"

"کن آدمیوں کی بات کر رہے ہو؟"

"جو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔"

"جو بات ہو چکی ہے اس کے بارے میں گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ تم خود کیوں بچ گئے ہو۔"

"مجھے اسی پر حیرت ہے۔"

"تم اس لئے بچ گئے ہو کہ اب میرے لئے کام کرو گے۔"

"مم....میں نہیں سمجھا۔"

"ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے۔"

"اگر میں نہ کرنا چاہوں تو....؟"

"تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو تمہارے دوسرے آدمیوں کا ہوا ہے۔"

"مجھے کیا کرنا پڑے گا، تمہارے لئے؟"

"یہ بعد کو بتایا جائے گا اور یقین کرو کہ تم خسارے میں بھی نہیں رہو گے۔"

"اوہو! تو کیا مالی منفعت کی بھی صورت ہے؟" ہار پر کی آنکھوں میں مکارانہ چمک لہرائی۔

"یقیناً ہم مفت کام نہیں لیتے۔"

"اچھی بات ہے تو مجھے بتاؤ کہ کیا کرنا ہو گا اور اُس کا معاوضہ کتنا ہو گا؟"

"تم سوداکاری کی پوزیشن میں نہیں ہو، ہار پر!"

"کیا مطلب؟"

"پوری طرح میرے قابو میں ہو۔ اگر میں تمہیں کوئی معاوضہ نہ دوں، تب بھی تمہیں میرے لئے کام کرنا پڑے گا۔"

"ضروری نہیں ہے کہ تمہارا یہ خیال درست ہو۔"

"کون سا خیال؟"

"یہی کہ میں، تمہارے قابو میں ہوں۔ میں دیکھوں گا کہ تم کس طرح میرا ذہنی توزان بگاڑنے میں کامیاب ہوتی ہو؟"

"اس کے بغیر بھی میں، تمہیں کتوں کی طرح بھونکنے پر مجبور کر سکتی ہوں۔ کیا تم پیرس کی وہ رات بھول گئے؟ ۱۳/ اپریل ۱۹۷۵ء کی رات یاد کرو۔ جب تم نے کیفے رائل میں...."

"ب....بس....پلیز! فون پر نہیں۔" ہار پر ہانپنے لگا۔

"اچھا....اب کتے کی طرح بھونک کر سناؤ۔ میں تمہیں اس پر مجبور نہ کرتی لیکن لاف و گزاف مجھے پسند نہیں ہے۔ تم نے کچھ دیر پہلے کہا تھا کہ تم دیکھو گے میں کس طرح تمہارا ذہنی توازن بگاڑنے میں کامیاب ہوتی ہوں۔ اس کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ اس کے بغیر بھی میں تمہیں کتے کی طرح بھونکنے پر مجبور کر سکتی ہوں....سو اب بھونک کر سناؤ ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔ میں گھڑی دیکھ رہی ہوں۔ تمہیں پورے ایک منٹ تک بھونکتے رہنا ہے۔"

"مم....میں....دیکھو....بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔" ہار پر ہانپتا ہوا بولا۔

"کہو تو تمہاری اور وارشلوف کی گفتگو کا ٹیپ بھی فون ہی پر سنوا دوں۔"

اس حوالے پر اُس نے سچ مچ بھونکنا شروع کر دیا۔

ٹھیک اُسی وقت ٹام اور ٹونی بھی تیار ہو کر اُس کمرے کی طرف آئے تھے اور دروازے پر دستک دینے ہی والے تھے کہ اندر سے بھونکنے کی آواز آئی۔ دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دروازے سے کان لگا دیئے۔ بھونکنے کی آواز اب بھی آ رہی تھی اور ایسا بھی کیا کہ وہ اپنے چیف کی آواز نہ پہچان سکتے۔ دونوں بھڑک کر بھاگے اور سیدھے صدر دروازے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

اس کے بعد وہ کمپاؤنڈ ہی میں رک گئے تھے۔ ٹونی نے ٹام کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ "آخر یہ کیسی دیوانگی ہے؟ کوئی بلی بن جاتا ہے اور کوئی کتا۔"

"سیدھے سفارتخانے کی طرف نکل چلو۔ میں تو اب یہاں ایک منٹ کے لئے بھی نہیں رک سکتا۔" ٹام نے ہانپتے ہوئے کہا اور دونوں نے کمپاؤنڈ کے پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی۔

ہارپر کے چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئی تھیں۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ اُس کی آنکھیں چھت سے لگی ہوئی تھیں اور سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پچک رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے جیب سے رومال نکالا اور چہرے کا پسینہ خشک کرنے لگا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی پھر بجی اور اُس نے کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو!" اُسے خود اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"امید ہے کہ اب تم دوبارہ بات چیت کے قابل ہوگئے ہوگے۔" دوسری طرف سے تھریسیا کی آواز آئی۔

"تم آخر صاف صاف گفتگو کیوں نہیں کرتیں؟"

"فی الحال، اتنا ہی کافی ہے۔ اعتراف کرو کہ تمہیں اپنی پوزیشن کا احساس ہوگیا ہے۔"

"ہاں، میں سمجھتا ہوں کہ اب تم، مجھے بلیک میل کرو گی۔"

"کیا مجھے اپنی معلومات سے فائدہ نہ اٹھانا چاہئے۔ یقین کرو کہ تمہاری اور وارشلوف کی گفتگو کا ٹیپ بھی میرے پاس موجود ہے۔ گفتگو میں اُس فائل کا ذکر بھی آیا تھا جس کی ایک اہم دستاویز کی فوٹو کاپیاں تم نے اُس کے حوالے کی تھیں۔ تم ڈبل ایجنٹ ہو اور اب بھی اپنے ملک کے راز آہنی پردے کے پیچھے پہنچاتے رہتے ہو۔ ہیلو! کیا تم سوگئے؟"

"نن.... نہیں.... میں سن رہا ہوں اور پھر پوچھتا ہوں کہ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"فی الحال تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر کو یہ اطلاع دینی ہے کہ عمران مخالف کیمپ کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔"

"میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"میں تم سے اس کا ثبوت نہیں مانگ رہی۔"

"لیکن ہیڈ کوارٹر تو مانگے گا۔"

"مجھے اس سے سروکار نہیں.... میں تو تمہیں بتا رہی ہوں کہ اس سلسلے میں تمہاری رپورٹ کیا ہوگی۔"

"وہ رپورٹ نہیں بلکہ محض ایک نکتہ نظر ہوگا جسے میں دلائل کے ذریعے استحکام نہیں دے سکوں گا"

"یہی سہی۔"

"لیکن دلائل کے بغیر میرا یہ نکتہ نظر قابل قبول نہ ہوگا۔"

"یہ تمہارا اپنا دردِ سر ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں دیکھوں گا۔" ہارپر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ویسے میرا خیال ہے کہ وہ تمہارے ہتھے چڑھ گیا ہے۔"

لیکن اس ریمارک کا جواب سننے کی بجائے رابطہ منقطع ہوجانے کی آواز آئی۔ وہ کئی سیکنڈ تک ریسیور کان سے لگائے بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

یہ نئی افتاد پڑی تھی۔ اگر اس کا راز طشت ازبام ہوجاتا تو زندگی کے لالے پڑجاتے۔ اس سے ماضی میں ایک زبردست غلطی سرزد ہوئی تھی، جس کا خمیازہ اُسے اس وقت بھگتنا پڑ رہا تھا۔

جن دنوں کا حوالہ تھریسیا نے دیا تھا وہ فرانس میں اپنے ملک کے لئے کام کر رہا تھا۔ مخالف کیمپ کے ایجنٹ وارشلوف سے وہیں ملاقات ہوئی تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ مخالف کیمپ کا ایجنٹ ہے۔ ہارپر کو جوئے کی لت بھی تھی۔ ایک بار وہ بہت بڑی رقم ہار گیا جس میں وہ رقم بھی شامل تھی جو سرکاری طور پر اس کی تحویل میں رہتی تھی اور کسی وقت بھی اس کا کام پڑ سکتا تھا۔

دراصل فرانس میں اُس کی حیثیت اپنے محکمے کے خزانچی کی سی تھی اور اُس کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ یورپ کے مختلف ممالک میں متعینہ ایجنٹوں کی مالی ضروریات پوری کرتا رہے۔ اس دشواری سے اُسے وارشلوف نے نکالا تھا لیکن اس کے لئے ہارپر کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔ اُسے اپنے ملک کا ایک راز وارشلوف کے حوالے کرنا پڑا تھا اور پھر تو یہ سلسلہ چل ہی نکلا تھا اور اس کی حیثیت ڈبل ایجنٹ کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔ اگر کسی طرح یہ راز افشا ہوجاتا تو ہارپر کو جہنم رسید ہوجانے سے کوئی بھی نہ بچا سکتا لیکن اُس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ زیرولینڈ والی تنظیم کے جاسوسوں نے بھی اُس پر نظر رکھی تھی اور اس حد تک گئے تھے کہ اُس کے اور وارشلوف کے

درمیان ہونے والی سوداکاری کو بھی ریکارڈ کر لیا تھا.... تو گویا اب وہ ٹرپل ایجنٹ بن کر رہ جائے گا۔ وہ سوچتا رہا اور ہانپتا رہا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے اتنی بے بسی محسوس کی تھی۔ ذہن کی کیفیت تھی کہ اپنے گرد و پیش سے بالکل لاتعلق ہو گیا تھا۔ یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ اپنے ماتحتوں سے روانگی کے لئے تیاری کرنے کو کہہ چکا ہے اور خود اُسے بھی اس سلسلے میں کچھ کرنا ہے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی پھر بجی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس بار بھی تھریسیا ہی کی آواز سن کر دماغ چکرا گیا۔ وہ کہہ رہی تھی "تم شاید سمجھ رہے ہو کہ میں تمہیں بلف کر رہی ہوں۔ سنو، اس گفتگو ٹیپ جو تمہارے اور وار شلوف کے درمیان ہوئی تھی۔"

ہارپر سنتا رہا اُس کے جسم پر ٹھنڈے پسینے کی لکیریں رینگتی رہیں گفتگو کا ایک ایک لفظ ریکارڈ کیا گیا تھا جس کے اختتام پر تھریسیا کی آواز آئی۔ "کیا خیال ہے۔ پوری طرح میری گرفت میں ہو یا نہیں۔"

"ہاں.... ہاں.... ہاں۔" دفعتاً وہ جھلا کر چیخا اور مزید کچھ سنے بغیر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

ذرا دیر کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے حواسِ خمسہ ہی جواب دے گئے ہوں۔ پھر بُری طرح چونکا تھا۔ اُسے یاد آ گیا تھا کہ روانگی کے لئے تیار ہونا ہے۔ تھریسیا نے اُسے اُس کی ایک کمزوری سے آگاہ کر دیا تھا.... لیکن کچھ کرنے کو نہیں کہا تھا۔

اس نے کمرے سے نکل کر ٹونی اور ٹام کو آوازیں دیں لیکن جواب نہ پا کر جھنجھلا گیا۔

پھر وہ انہیں ساری عمارت میں تلاش کرتا پھرا تھا۔

"کہاں چلے گئے، مردود؟" وہ مٹھیاں بھینچ کر بڑبڑایا۔

آخر وہ گئے کہاں۔ وہ سوچتا ہوا جھلاتا رہا۔ اُنہیں اس کی جرأت کیوں کر ہوئی۔ اس نے انہیں عمارت ہی تک محدود رہنے کو کہا تھا کہیں کمپاؤنڈ میں نہ ہوں۔ اس نے سوچا اور صدر دروازہ کھول کر بیرونی برآمدے میں آیا۔ یہاں بھی سناٹا تھا۔ اُس نے پھر انہیں آوازیں دیں لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

غصے میں بھرا ہوا اندر واپس آ گیا.... اگر وہ دونوں اس وقت سامنے پڑ جاتے تو اُن کی خیر نہیں تھی.... اندر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک بہت سے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔ پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ آنے والے سٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ یہ سفارت خانے کے چار ذمے دار افراد تھے اور اُن کے ساتھ ٹام اور ٹونی بھی تھے۔ دروازے کے قریب رک کر وہ اُسے ایسی

نظروں سے دیکھنے لگے کہ ہارپر نروس ہو گیا اور فوری طور پر خیال آیا کہ کہیں ٹام اور ٹونی نے فون پر تھریسیا سے اس کی گفتگو تو نہیں سن لی تھی۔

"یہ تو سیدھا کھڑا ہے؟" سفارت خانے کا ایک آدمی بولا۔

"کک.... کیا بات ہے؟" ہارپر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو.... اور تم دونوں کہاں چلے گئے تھے؟ جب کہ میں نے تمہیں، عمارت ہی تک محدود رہنے کی تاکید کی تھی۔"

"بول بھی ٹھیک ہی رہا ہے۔" سفارت خانے ہی کے ایک آدمی نے دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ ٹام اور ٹونی خاموش رہے۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو، تم لوگ؟" ہارپر بھنا کر بولا۔

"تمہارے آدمیوں نے اطلاع دی تھی کہ تم بھونکنے لگے ہو۔" سفارت خانے کے ایک آدمی نے جواب دیا۔

"کیوں.... ؟ یہ کیا بکواس تھی؟" ہارپر، ٹونی اور ٹام کی طرف دیکھ کر غرایا۔

"ہم نے سنا تھا، چیف! دونوں نے سنا تھا۔ ورنہ اسے سماعت کا دھوکا بھی سمجھا جا سکتا تھا۔ تم اپنے کمرے میں تھے اور ہم اپنے تیار ہونے کی اطلاع دینے گئے تھے۔"

"شاید اس وقت تم دونوں ہی کے دماغ الٹ گئے ہوں گے۔" ہارپر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور سفارت خانے والوں سے بولا۔ "مجھے افسوس ہے کہ ان دونوں کی ایک حماقت کی بناء پر تمہیں زحمت اٹھانی پڑی۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم لوگوں کی روانگی کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ کیا تم تیار ہو؟"

"ہاں۔" ہارپر نے کہا اور اپنے ماتحتوں کو گھورنے لگا۔

"ہم اپنی تیاری کی اطلاع.... !"

"شٹ اَپ۔" ہارپر نے ٹونی کا جملہ پورا نہ ہونے دیا.... اور وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد سفارت خانے کی لمبی سی گاڑی میں بیٹھ کر وہ ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

بلیک زیرو، کمرے میں داخل ہوا۔ عمران، کرسی پر پڑا اونگھ رہا تھا۔ قدموں کی چاپ پر چونک

پڑا اور سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا خبر ہے؟"

"وہ تینوں، پین ایم کی تین بجے والی فلائٹ سے چلے گئے۔"

"کون تینوں....؟"

"ہارپر اور اُس کے ساتھی۔"

"انہیں تو جانا ہی تھا۔ ایکسپوز ہو جانے کے بعد کیسے رک سکتے تھے؟"

"لیکن اُس سے پہلے ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا.... قریباً ساڑھے بارہ بجے اُس کے دونوں ساتھی بڑی بدحواسی کے عالم میں بنگلے سے نکلے تھے اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر سفارت خانے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے سفیر کو اطلاع دی کہ ہارپر کتوں کی طرح بھونکنے لگا ہے۔"

"واقعی" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے یہی رپورٹ ملی ہے، جناب! بہر حال سفارتخانے سے کچھ لوگ، اُن کے ساتھ بنگلے تک آئے تھے پھر بنگلے کے اندر کیا ہوا؟ یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ اس کے بعد وہ سب ہارپر سمیت باہر نکلے تھے اور سفارتخانے کی گاڑی میں بیٹھ کر ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔"

"کیا اس وقت بھی اُسے بھونکتے سنا گیا تھا؟"

"جی نہیں، وہ خاموش تھا۔ ایئرپورٹ پر بھی کسی سے گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ بہر حال، جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اُس میں میرا ہاتھ نہیں ہے.... یا پھر محض ڈرامہ ہو۔"

"آخر کیوں؟ اُسے اس قسم کے ڈرامے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟"

"فی الحال قیاساً بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔ پھر بلیک زیرو سے بولا۔ "چیونگم ختم۔"

"ابھی آجائے گی۔"

"دیکھو بھئی! اب میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں۔"

"میری دانست میں ابھی یہ مناسب نہ ہو گا۔"

"تھریسیا جانتی ہے کہ میں یہاں ہوں۔"

"تو کیا فکر ہے۔ وہ تو آپ کی مدد کر رہی ہے۔"

"میں اس پر اعتماد نہیں کر سکتا پتہ نہیں کس چکر میں ہے؟ اور پھر میں، اسے بھی پسند نہیں کرتا کہ وہ یہاں اس طرح دندناتی پھرے۔ اُسے یہاں سے جانا چاہئے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں میک اپ میں یہاں سے نکل جانے کی کوشش کروں۔"

"میری دانست میں اس کا مشورہ معقول تھا۔"

"اس سے زیادہ نامعقول مشورہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔"

"آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔"

"کچھ سوچ سمجھ کر ہی بات کر رہا ہوں۔ باؤل دے سوف والے معاملے میں وہ مطمئن نہیں ہوئی۔ اگر اسی نے اس بار مجھے کنفیشن چیئر پر بٹھا دیا تو سب کچھ اگلوا لے گی۔"

"یہ بات تو ہے۔"

"میں، ملک سے باہر جاؤں گا اور وہ اس سے پوری طرح باخبر رہنے کی کوشش کرے گی اور پھر کہیں نہ کہیں موقع دیکھ کر گھیرے گی۔"

"بہر حال، ابھی آپ دشواریوں ہی میں ہیں۔"

"پہلے میرا خیال تھا کہ رانا پیلس کی نگرانی نہیں کی گئی۔ صرف ایک بار ہارپر کے آدمیوں نے یہاں تک سر سلطان کا تعاقب کیا تھا لیکن اب یہ خام خیالی سے زیادہ نہیں۔ یہاں تھریسیا کی کئی کالیں آچکی ہیں۔"

"اور آپ، انہیں ریسیو بھی کر چکے ہیں۔"

"عمران ہی کی حیثیت سے۔" وہ سر ہلا کر بولا۔

"تب تو واقعی آپ کو اور کچھ سوچنا چاہئے۔"

"دونوں کیمپوں کی مجھے ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔"

"وہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔"

"اگر حکومت کے ملوث ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس طرح چھپ کر نہ بیٹھتا۔"

"میں جانتا ہوں، جناب!"

"جولیانا فٹنر واٹر کو یہاں بلاؤ۔"

"وہ اچانک بیمار ہو گئی ہے۔"

"کیا ہوا ہے اُسے؟"

"ملیریا میں مبتلا ہو گئی ہے۔"

"جوزف کا کیا حال ہے؟"

"حالت خراب ہے۔"

"شاید مر ہی جائے۔" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔ "سوچنے کی بات ہے۔ کہاں چھ بوتلیں یومیہ.... اور کہاں ایک قطرہ بھی نہیں۔"

"وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

"فی الحال اُسے دور ہی رکھو، مجھ سے۔"

بلیک زیرو کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور بلیک زیرو نے کال ریسیو کر کے ریسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

دوسری طرف سے تھریسیا کی آواز آئی۔ "وہ تینوں تو چلے گئے۔"

"مجھے علم ہے۔" عمران نے کہا۔

"تم کب جا رہے ہو؟"

"میں کہاں جاؤں؟"

"پیرس میں تمہارے لئے انتظام کر دیا جائے گا۔"

"کسی ایسی جگہ بھجواؤ جہاں کھیاں بکثرت ہوں۔"

دوسری طرف سے قہقہے کی آواز آئی پھر کہا گیا۔ "اب اتنی مایوسی بھی مناسب نہیں کہ کھیاں مارنے پر اُتر آؤ۔"

"جب سے اپنے اغوا ہو جانے کی خبر سنی ہے، دل قابو میں نہیں ہے۔ آخر مجھے اتنا گلفام ہونے کی کیا ضرورت تھی۔"

"سنجیدگی سے بتاؤ کہ کب روانہ ہو رہے ہو؟"

"تم سنجیدگی سے بتاؤ کہ مجھ میں اس قدر دلچسپی لینے کی کیا وجہ ہے؟"

"تم کئی بار میرے کام آ چکے ہو۔ اب میں تمہارے کام آنا چاہتی ہوں۔"

"ابھی یہاں چیونگم کا قحط نہیں پڑا۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ آخری بار وارننگ دے رہا ہوں

کہ یہاں سے چلی جاؤ.... ورنہ مجھے اپنا فرض ادا ہی کرنا پڑے گا۔"

"میں تمہاری قوم کو ایک بڑے نقصان سے بچانا چاہتی ہوں۔"

"وضاحت کرو۔"

"کچھ دنوں پہلے جو اسکائی لیب خلا میں تباہ ہوئی تھی اُس کے ٹکڑے زمین پر آ رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اُس کا کوئی ٹکڑا تمہارے ملک میں نہ گرے۔"

"اگر کوئی ٹکڑا ادھر آ ہی رہا ہے تو اس کا رخ کیسے تبدیل کیا جا سکے گا؟"

"ہم کر سکتے ہیں اور اپنی اسی کارکردگی کی بناء پر ہم انہیں ایک اچھا سبق دیں گے۔ کیپ کینیڈی کی برف باری سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے ہمارے مطالبے کو کوئی اہمیت نہیں دی لیکن جب اسکائی لیب کا کوئی ٹکڑا ان کے کسی اسکائی اسکریپر پر گرے گا تو عقل ٹھکانے آ جائے گی۔"

"اور وہ اپنے بجٹ کا دسواں حصہ تمہاری خدمت میں پیش کر دیں گے۔" عمران نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"انہیں کرنا ہی پڑے گا۔ جب ایک اسکائی لیب کے گرنے سے سینکڑوں جانوں کا اتلاف ہو گا.... اور سنو.... اُن احمقوں نے جنوبی امریکہ میں مریخ کی تلاش شروع کر دی ہے۔"

"جنوبی امریکہ میں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں، پتا نہیں، کس بناء پر وہ ایسا کر رہے ہیں۔ بہر حال جھک مار رہے ہیں۔ وہ زیرو لینڈ کی طاقت سے ناواقف ہیں۔"

"اگر تم میرے ملازم جوزف کو دوبارہ مریخ پر بھجوا سکو تو میں تمہارا بے حد احسان مند ہوں گا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"یہاں اب اُسے شراب نہیں مل سکے گی۔"

"اوہ، اچھا! اگر تم چاہو تو تمہیں بھی دوبارہ مریخ پر بھیجا جا سکتا ہے۔"

"مجھے کسی قسم کے بھی نشے سے دلچسپی نہیں ہے۔"

"ہاں، تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو ہر قسم کی دشواریوں میں تمہارے کام آؤں گی۔"

"تعاون.... کیا مطلب؟ کیا ابھی مجھ سے مزید کوئی غرض وابستہ ہے؟"

"شاید میں جلدی میں کچھ غلط کہہ گئی۔ مطلب یہ تھا کہ تمہیں ہر حال میں میرا تعاون حاصل رہے گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"تو پھر تم پیرس جاؤ گے۔"

"پیرس ہی کیوں؟"

"تو پھر تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"کل صبح نو بجے پھر کال کرنا۔ میں تمہیں بتادوں گا۔"

"اتنی دیر لگاؤ گے، فیصلہ کرنے میں۔"

"ہاں، کئی پہلوؤں سے اس مسئلے پر غور کرنا پڑے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ یہی سہی۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔ "کیا تم کل صبح، میری عدم موجودگی میں اُسے ہینڈل کر سکو گے؟"

"یقیناً کر سکوں گا لیکن آپ اس سلسلے میں پہلے مجھے کسی قدر تربیت دیں گے۔"

"میں دراصل اُس کی زد سے بچا رہ کر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اب وہ کس چکر میں ہے؟"

عمران نے اُسے بتانا شروع کیا تھا کہ اُسے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیئے۔

دن بھر بلیک زیرو، عمران کی آواز کی نقل اُتارنے کی مشق کرتا رہا تھا اور اُسے اس میں کامیابی بھی ہوئی تھی۔

اسی دن سر شام ایک لوڈنگ ٹرک، رانا پیلس میں داخل ہوا، جس میں ڈرائیور کے علاوہ دو مزدور بھی تھے۔ کمپاؤنڈ کا پھاٹک اس کے داخلے کے بعد بند کر دیا گیا۔ مزدوروں میں سے ایک عمارت میں داخل ہوا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہو کر دوسرے مزدور کو بھی اندر بلا لیا اور پھر انہوں نے کچھ پرانا فرنیچر نکال کر ٹرک پر بار کرنا شروع کر دیا تھا۔

ٹرک کی روانگی کے وقت پھاٹک دوبارہ کھولا گیا اور دونوں مزدور ٹرک کے پچھلے حصے میں بیٹھ گئے۔ ٹرک پھاٹک سے نکل کر ایک جانب روانہ ہو گیا پھر وہ کباڑی مارکیٹ میں رکا تھا۔

مزدوروں میں سے ایک نیچے اُترا اور قریبی چائے خانے میں داخل ہو گیا۔ صرف ایک مزدور ٹرک پر رہ گیا تھا۔ ٹرک پھر حرکت میں آیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ چائے خانے میں داخل ہونے والے مزدور نے چائے طلب کی اور تقریباً دس پندرہ منٹ چائے خانے میں گزار دینے کے بعد باہر نکلا۔ کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک رکشہ رکوایا اور رکشے والے کو آنکھ مار کر بولا۔ "میٹر سے چلو گے یا سرپٹ۔"

"کہاں جانا ہے؟" رکشے والے نے پوچھا۔

"شہر گھمادو۔"

وہ، اُسے مشکوک نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "شاید نشے میں ہو؟"

لیکن دوسرے ہی لمحے مزدور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"موڈل ٹاؤن چلو۔"

"اُدھر نہیں جانا۔" رکشے والا سڑا سا منہ بنا کر بولا۔

"پھر کدھر جانا ہے؟"

"شاداب کالونی۔ گاڑی رکھنے کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

"چلو، تو پھر شاداب کالونی ہی چلتے ہیں۔"

"مغز پھر گیا ہے کیا؟" رکشے والا تیز لہجے میں بولا۔

"میں کہہ رہا ہوں، شاداب کالونی ہی چلو۔" مزدور نے بھی کسی قدر غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"چلو، لیکن یاد رکھنا.... مجھے کمزور نہیں پاؤ گے۔"

"اے تو کیا کشتی بھی لڑو گے؟" مزدور نے ہنس کر پوچھا۔

"میں آسانی سے لٹ جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔" اس نے کہا اور رکشہ چل پڑا۔

"تم شاید مجھے اُن لٹیروں میں سے سمجھ رہے ہو جو کبھی کبھی رکشہ اور ٹیکسی ڈرائیوروں پر ہاتھ صاف کر دیا کرتے ہیں۔" مزدور نے اونچی آواز میں کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔"

"یار کیوں خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو اور مجھے بھی پریشان کر رہے ہو؟" مزدور نے کہا۔

"میں ایک شریف آدمی ہوں۔ صرف محنت مزدوری پر گزارا ہے۔"

"تو پھر ماڈل ٹاؤن کے بجائے شاداب کالونی کیوں جا رہے ہو؟"

"کوئی باتیں کرنے کو نہیں مل رہا تھا۔"

"کیا کسی سونے کی کان کے مزدور ہو؟"

"نہیں یار! چھڑے ہیں، اپن تو۔ اس لئے سونے کی کان ہی کا مزدور سمجھ لو۔ کون ہے آگے پیچھے جس کی فکر ہوگی۔ بس کمانا اور اڑانا۔"

"میں واقعی شاداب کالونی ہی جاؤں گا۔" رکشے والے نے کہا۔

"میں کب اسے مذاق سمجھا تھا۔ میں بھی شاداب کالونی ہی جا رہا ہوں۔"

"یاد رکھو، وہ ماڈل کالونی کی بس جا رہی ہے۔ زیادہ بھری ہوئی بھی نہیں ہے۔ اسی سے چلے جاؤ۔"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں کرایہ نہیں دوں گا؟"

"اچھی بات ہے تو چلو۔"

"لیکن خاموش رہنے کی نہیں ہو رہی۔ باتیں کرتے چلو گے۔" مزدور نے کہا۔

"یار واقعی جھکی ہی معلوم ہوتے ہو۔ کیا باتیں کرتا چلوں۔ میرے رشتے دار بھی نہیں ہو کہ ماما، خالہ کی خیریت پوچھوں۔"

"کوئی ہے ہی نہیں۔ پوچھو گے کیا؟"

"کیا کام کرتے ہو؟"

"کباڑے کا...." مزدور نے جواب دیا۔

"رہتے کہاں ہو؟"

"ماڈل کالونی کی ایک کوٹھی کے سرونٹس کوارٹر میں۔"

"وہاں کیسے جگہ مل گئی....؟ کوئی جاننے والے ہیں؟"

"ہاں، میرا دوست اس کوٹھی میں باورچی ہے۔"

رکشے والا خاموش ہو گیا۔ ذرا دیر بعد مزدور نے کہا۔ "مجھے ایک ایسے آٹو رکشہ گیراج کی تلاش ہے جس کے آس پاس کوے بولتے رہتے ہوں۔"

"اب کیا پاگل پن کی بھی باتیں کرو گے؟" رکشے والا ہنس کر بولا۔

"نہیں بھائی! مجھے اپنے ایک دوست کی تلاش ہے، جو اسی شہر میں رہتا ہے اور ایسے ہی ایک آٹو

گیراج کے پاس رہتا ہے جہاں ہر وقت کوے بولتے رہتے ہیں۔"

"تم بھی اسی شہر میں رہتے ہو؟"

"وہ، میرے بعد آیا تھا۔ اُسے میرا پتا نہیں معلوم تھا۔ اس درمیان میں اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ وہاں سنا کہ وہ بھی یہیں ہے۔ گاؤں میں اس نے کسی کو بتایا تھا کہ وہ ایک آٹو گیراج کے اوپر رہتا ہے۔ جہاں نیچے انجنوں کا شور رہتا ہے اوپر کوؤں کی کائیں کائیں۔"

"اور تم اس پتے پر اُسے ڈھونڈنے نکلے ہو۔ اسی لئے مجھے روکا تھا.... اور اسی لئے شاداب کالونی جا رہے ہو کہ مجھ سے ایسے آٹو رکشا کا پتہ پوچھو۔"

"یار تم تو سمجھ گئے۔" مزدور ہنس کر بولا۔ "شاید تمہیں بھی میری ہی طرح جاسوسی ناولیں پڑھنے کا شوق ہے؟"

"شوق تو ہے لیکن میں تمہاری طرح جھکی نہیں ہوں۔"

"یار ذرا سوچ کر بتاؤ، کہاں ہے ایسی جگہ؟"

"بھائی کوے کہاں نہیں بولتے؟"

"لیکن ہر جگہ بہت زیادہ نہیں ہوتے۔"

"ہاں، یہ بات تو ہے۔" رکشے والے نے کہا اور رفتار کم کر کے رکشے کو سڑک کے کنارے روک دیا۔

"کیا بات ہے؟" مزدور نے پوچھا۔

"کچھ یاد آتے آتے رہ جاتا ہے۔" رکشے والے نے پُر تفکر لہجے میں جواب دیا۔

"یار، سوچو شاید میرا کام بھی بن ہی جائے۔"

"پتہ نہیں، کیا بات ہے؟ جب بھی سوچتا ہوں منہ میں دہی بڑوں کا مزہ آنے لگتا ہے۔"

"اچھا....!" مزدور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ارے، وہ مارا۔" دفعتاً رکشے والا اچھل پڑا۔

"واقعی۔" مزدور بھی اچھل پڑا۔

"ہاں.... یار.... چڑیا گھر.... چڑیا گھر کے پاس کئی گیراج ہیں۔"

"اوہ.... ٹھیک کہتے ہو۔" مزدور نے کہا۔ "دہی بڑوں کا ذائقہ اور کوؤں کی آوازیں.... بالکل

ٹھیک ہے۔ مجھے بھی یاد آگیا۔ چڑیا گھر کے پھاٹک کے قریب ہی ایک چاٹ ہاؤس ہے۔ وہیں تم نے دہی بڑے کھائے ہوں گے اور چڑیا گھر پر منڈلانے والے کوؤں کی آوازیں بھی سنی ہوں گی۔"

"ہاں، ہاں.... یہی ہو سکتا ہے۔ تو بن گیا تمہارا کام؟"

"شاید بن ہی گیا ہو۔" مزدور نے کہا.... اور رکشے سے اُتر کر دس روپے کا ایک نوٹ رکشے والے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"ارے واہ.... نہیں یار.... اسے اپنے پاس ہی رکھو۔" رکشے والا بولا۔ "اب تم شاداب کالونی بھی نہیں جارہے۔"

"تمہیں ڈر تھا کہ میں تمہیں لوٹ لوں گا۔" مزدور بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا اور تیزی سے مڑ کر ایک قریبی گلی میں داخل ہو گیا۔

دوسرے دن ٹھیک نو بجے بلیک زیرو نے تھریسیا کی کال ریسیو کی تھی.... اُس نے عمران کو پوچھا تھا۔

"وہ پچھلی رات کو چلے گئے۔ آپ کون ہیں؟"

"اس کی خیر خواہ.... اب اس سے کہاں ملاقات ہو سکے گی؟"

"اچھا تو شاید آپ وہی خیر خواہ ہیں جس کا ذکر انہوں نے کیا تھا۔"

"کیا کہا تھا؟"

"یہی کہ آپکی کال آنے پر آپ کو اُن کی روانگی سے مطلع کر دیا جائے۔ وہ پیرس گئے ہیں۔"

"کیا اُس نے کہا تھا کہ مجھے اس سے بھی آگاہ کر دیا جائے کہ وہ کہاں گیا ہے۔"

"جی ہاں....!"

"اچھا، شکریہ!"

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اُس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ایکس ٹو والے فون کی گھنٹی بجی۔ بلیک زیرو نے اس کی کال ایکسٹو کی آواز میں ریسیو کی تھی۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔ "ٹھیک نو بجے جو کال ہوئی تھی، ٹریس ہو گئی ہے۔ یہ

کال چڑیا گھر کے قریب کے ایک میڈیکل اسٹور سے کی گئی تھی۔ فون کا نمبر تھری، سکس، ایٹ نائین، او، فائیو ہے۔"

"ٹھیک ہے، نمبر نوٹ کیا گیا۔ دوسری ہدایت کا انتظار کرو۔"

"بہت بہتر جناب!"

بلیک زیرو نے پر تفکر انداز میں ریسیور کریڈل پر رکھا تھا۔ لیکن اُسی فون کی گھنٹی پھر بجی۔

"ہیلو....!" اس بار بھی بلیک زیرو نے ایکس ٹو ہی کی آواز میں کال ریسیو کی۔

"کیا خبر ہے؟" دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"ٹھیک نو بجے کال آئی تھی جناب!" بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔ "آپ کی ہدایت کے مطابق اُس سے گفتگو کی تھی اور کال ٹریس بھی ہو گئی ہے۔ اس کام پر صفدر کو لگایا گیا تھا۔ کال چڑیا گھر کے قریب والے میڈیکل اسٹور سے کی گئی تھی۔ غالباً وہاں ایک میڈیکل اسٹور ہے۔ اس لئے صفدر نے اس کا نام بتانا چنداں ضروری نہ سمجھا ہو گا۔ فون کا نمبر نوٹ کیجئے۔" بلیک زیرو نے صفدر کے بتائے ہوئے نمبر دہرائے تھے۔

"تو پھر میرا خیال درست تھا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں نہیں سمجھا جناب!"

"میڈیکل اسٹور کے برابر ہی ایک آٹو رکشہ گیراج ہے اور وہاں کوے ہر وقت کائیں کائیں کرتے رہتے ہیں۔"

"بات اور زیادہ الجھ گئی۔ اب کیا خاک سمجھوں گا۔" بلیک زیرو نے طویل سانس لے کر کہا۔

"میڈیکل اسٹور کے ساتھ آٹو گیراج کہاں سے آکودا اور کوؤں کی کائیں کائیں کا مزید اضافہ کیا معنی رکھتا ہے؟ یہی جاننا چاہتے ہو نا؟"

"بہت بہت شکریہ، کہ میری دشواری آپ نے خود ہی سمجھ لی۔"

"جب جب بھی تھریسیا کی کال آئی تھی میں نے فون پر آٹو رکشا کی آواز کے ساتھ ہی کوؤں کی کائیں کائیں بھی سنی تھی.... اور پھر پچھلی شام ہی کو اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جگہ کس علاقے میں ہو سکتی ہے۔ جہاں سے وہ کالیں کرتی ہے۔ اس وقت صفدر کی چھان بین سے اس کی تصدیق ہو گئی۔ اب میں اس میڈیکل اسٹور کو دیکھوں گا۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیسی غلطی....؟"

"آپ کی پہلی ہی اسکیم مناسب تھی کہ میں آپ کی آواز میں اس سے گفتگو کرتا ہوں۔ اس طرح وہ الجھی رہتی.... لیکن اب وہ شاید اُس فون کو استعمال ہی نہ کرے۔ کیونکہ آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے اپنی آواز میں اُسے آگاہ کردیا ہے کہ آپ پچھلی رات کی فلائٹ سے پیرس چلے گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اب وہ بھی اُدھر ہی دوڑ لگادے۔"

"مطمئن رُہو.... اُسے تمہاری بات پر ہرگز یقین نہیں آیا ہوگا۔"

"بہرحال میں نے آپ کی ہدایت سے سرِمو انحراف نہیں کیا۔"

"مجھے یقین ہے۔"

"آپ کہاں ہیں؟"

"ابھی کچھ نہیں بتا سکتا۔ ضروری سمجھوں گا تو بتادوں گا۔ بہرحال اب میں اس میڈیکل اسٹور کو چیک کرنے کے بعد دوسری ہدایات جاری کروں گا۔ منتظر رہو۔"

"بہت بہتر جناب!" بلیک زیرو نے کہا اور رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران کے دوسرے ماتحت اُسے طاہر کے نام سے جانتے تھے اور صرف رانا پیلس کا منتظم سمجھتے تھے۔ جوزف اور جیمسن ابھی یہیں مقیم تھے۔ شراب نہ ملنے کی وجہ سے جوزف کی حالت ابتر تھی اور جیمسن اُسے اولیاء اللہ کے قصے سناتا رہتا تھا۔ جوزف خاموشی سے سنتا رہتا تھا لیکن یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ باتیں بھی سمجھتا تھا یا صرف آواز ہی سنتا رہتا تھا۔

اس وقت بھی دونوں ایک کمرے میں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوئے تھے۔ جیمسن کی زبان چل رہی تھی اور جوزف کسی بت کی طرح جامد و ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھیں۔ جیمسن نے ابھی ابھی اُسے ایک ولی کا قصہ سنایا تھا اور اب یہ بتا رہا تھا کہ اس قصے میں کیا نصیحت پائی جاتی ہے۔

دفعتاً جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "تم ادھر بیٹھے ہوئے یا اُدھر؟"

"کیا مطلب؟"

"کبھی اِدھر نظر آتے ہو اور کبھی اُدھر۔"

"تو تم اتنی دیر سے یہی سوچتے رہے ہو؟"

"پھر کیا سوچوں....؟"

"اچھا.... ابھی تک میں کس بات پر زور دیتا رہا ہوں؟"

"شاید.... شاید.... انگور کی کاشت پر۔"

جیمسن نے اپنا سر پیٹ لیا اور جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ گنہگاروں کے لئے عذاب شدید ہے۔ سو بھگت رہا ہوں.... خداوند نے پہلے ہی اس عذاب سے آگاہ کردیا تھا۔ مجھ بدبخت نے کان نہیں دھرے تھے۔"

"تمہارا علاج ورزش ہے۔ ہر آدھے گھنٹے کے بعد ورزش کیا کرو۔"

"اُس نامراد کے بغیر مجھ سے کچھ بھی نہیں ہوسکے گا۔"

"وہم ہے تمہارا.... تم سب کچھ کرسکتے ہو۔"

"بس خیال ہے باس کا، ورنہ یہاں سے نکل بھاگتا۔"

"اس سے کیا ہوتا؟"

"وہ مجھے پکڑوا کر پھر مریخ پر بھجوادیتی۔"

"حد ہوگئی۔ اس کے لئے تم پھر مریخ پر جانا چاہتے ہو۔"

"ارے، بھائی جیمسن! اس کے لئے تو میں ناپید ہونے کو بھی تیار ہوں.... ہائے یہ عذاب.... کاش! میں باس کے کہنے ہی پر چلا ہوتا۔ آہستہ آہستہ مقدار میں کمی کرتا جاتا.... لیکن نہیں، میری قسمت میں تو اس جہنم سے بھی گزرنا تھا۔ کیا یہ جہنم ہی نہیں ہے، بھائی جیمسن؟"

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی اور جیمسن نے اونچی آواز میں کہا۔ "آجاؤ۔"

بلیک زیرو دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں کسی دوا کی شیشی تھی۔ اُس نے اُسے جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ہر آدھے گھنٹے کے بعد ایک ٹیبل اسپون۔"

"اس سے کیا ہوگا؟" جوزف نے جھلائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"طلب آہستہ آہستہ ٹتی جائے گی۔"

"اے بھائی! طلب تو نہ چھینو، مجھ سے۔ شاید اسی کے سہارے کچھ دن جی لوں۔ طلب بھی نہ رہی تو پھر زندگی میں باقی کیا بچے گا؟"

"خالص تم باقی بچو گے.... خالص.... بالکل خالص اور آزاد.... نشے کی غلامی سے نجات پائے ہوئے جوزف.... خالص جوزف۔" جیمسن نے کہا۔

"جوزف بھی کیوں؟ بس خالص ہی خالص.... ہائے۔" جوزف پھر دردناک انداز میں کراہا۔

بلیک زیرو نے شیشی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا، تو مسٹر خالص.... میں چلا۔"

"جاؤ، بھئی! روکا کس نے ہے؟"

"ایک ٹیبل اسپون بھی بھجوا دینا۔" جیمسن نے کہا۔

"ہرگز نہیں۔" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔ "میں اس قدر بے وفا نہیں ہوں کہ اُس کی طلب سے بھی منہ موڑ لوں.... نہیں، بھائی! مجھے اس جہنم میں سلگنے دو۔"

بلیک زیرو نے شانوں کو جنبش دی اور کمرے سے چلا گیا۔

جیمسن پُر تشویش نظروں سے جوزف کو دیکھے جا رہا تھا۔ آخر طویل سانس لے کر بولا۔ "ہر معاملے میں جذباتی ہو جانا مناسب نہیں ہوتا۔ یہ دوا استعمال کر کے تم اس عذاب سے بچ سکتے ہو۔"

"پھر وہی۔" جوزف جھلا کر بولا۔ "کون مردود اس عذاب سے بچنا چاہتا ہے۔ میں اپنے کیے کی سزا بھگتنا چاہتا ہوں۔"

"تمہاری مرضی....!"

"لیکن اتنا مضبوط بھی نہیں ہوں کہ ہائے وائے نہ کروں۔ تم اپنے کان بند کر لو یا یہاں سے چلے جاؤ۔"

"میں جا رہا ہوں۔" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔

"دھمکاؤ نہیں، بلکہ سچ مچ یہاں سے چلے جاؤ۔"

جیمسن کمرے سے نکل کر بلیک زیرو کے کمرے کی طرف چل پڑا تھا لیکن وہ راستے ہی میں مل گیا۔

"بالکل ہی خبطی ہو رہا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہم سبھی کسی نہ کسی نشے کے سہارے زندگی گزار رہے ہیں۔"

"میں تو سگریٹ بھی نہیں پیتا۔"

"کچھ نشے خالص ذہنی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ دولت کا نشہ، اقتدار کا نشہ، فن کا نشہ، عورت کا نشہ وغیرہ وغیرہ۔ حد تو یہ ہے طاہر صاحب! کہ بندگی کا بھی نشہ ہوتا ہے۔"

"ان میں سے بھی کوئی نشہ، مجھ پر مسلط نہیں ہے۔"

"وہم ہے تمہارا، مسٹر طاہر.... پھر سے اپنا جائزہ لو۔"

"اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیوں خواہ مخواہ اپنا جائزہ لوں؟"

"مت لو، لیکن میرا دعویٰ ہے کہ تمہارا بھی کوئی نہ کوئی نشہ ضرور ہو گا۔"

"دنیا میں سبھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔"

"نشے کے معاملے میں سب ایک جیسے ہیں۔ نشہ ہے کیا؟.... خود فراموشی.... خود فراموشی کی خواہش نشے تک لے جاتی ہے.... میری مثال لے لو.... میں بھی پہلے شراب کے دامن میں پناہ لیا کرتا تھا لیکن ہز میجسٹی نے یہ عادت ترک کرا دی۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ خوبصورت عورتیں، میرا نشہ بن گئیں۔ میں زیادہ تر انہی کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔"

"لیکن کوئی نہیں جانتا کہ تم کیا سوچتے ہو.... اور تمہارے محض سوچتے رہنے سے کسی کا کیا بگڑتا ہے۔ شراب تو پینے والوں سے زیادہ نہ پینے والوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہے۔"

"اس سے بحث نہیں ہے اور نہ میں نشے بازی کی طرف داری کر رہا ہوں۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی نہ کسی قسم کے نشے کا رسیا ہر ایک ہوتا ہے۔ ابھی یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ میدان حشر میں جب دماغوں کی بھی اسکریننگ ہو گی، تب دیکھنا۔"

"یار بس کرو۔ میرے دماغ میں اتنا بوتا نہیں ہے کہ اس حد تک سوچ سکوں.... دو اور دو چار والا آدمی ہوں۔"

"اچھا ختم....! اب یہ بتاؤ کہ ہماری پردہ نشینی کبھی ختم بھی ہو گی یا نہیں۔"

"جب تک ایکسٹو کی طرف سے اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ملتی ناممکن ہے۔"

"گھٹ کر رہ گیا ہوں، چہار دیواری میں۔"

"اور پھر گورنری بھی یاد آ رہی ہو گی؟"

"بہت زیادہ.... اوپر تلے دس سیکریٹریاں تھیں اور سب ایک سے ایک.... کیسی سریلی آوازیں تھیں، واہ وا....!"

"تو گویا اس یونٹ کی پوری ذمہ داری تم پر تھی؟"

"سیکریٹریوں کے توسط سے مجھ پر۔ سارا کام وہ خود کرتی تھیں۔ میں صرف دستخط کیا کرتا تھا،

کاغذات پر.... یا پھر سوشل ورک۔"

"سوشل ورک....؟ بھلا اُس کی کیا نوعیت ہوتی ہے؟"

"ساری دنیا کے جمہوریت پسند لیڈر خود کو عوام کا خادم کہتے ہیں۔ لیکن فرعونوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ زیرولینڈ کے لیڈروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ انہیں سچ مچ عوام کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً میرا ہی معاملہ لے لو۔ مجھے کبھی کبھی بے بی سٹنگ بھی کرنی پڑتی تھی۔"

"کیوں بے پر کی اڑا رہے ہو؟"

"یقین کرو۔ جب کسی خاتون کو بے بی سٹنگ کے لئے کوئی نہیں ملتا تھا تو وہ، مجھے فون کرتی تھی کہ مسٹر گورنر، اگر رات کو کوئی مصروفیت نہ ہو تو ذرا میرے بچے کی دیکھ بھال کر لینا۔ میں رات کو ڈیوٹی کر رہی ہوں۔ گھر پر اور کوئی نہیں ہے۔"

"اور تم جاتے تھے؟"

"اگر مصروف نہیں ہوتا تھا تو جانا ہی پڑتا تھا۔"

"واقعی اگر یہ سچ ہے تو حیرت انگیز ہے۔"

"ایک بار تو ایک ضدی بچے نے رات بھر مجھ سے اپنی ٹرائیسکل چلوائی تھی۔ اس ننھی سی ٹرائیسکل پر بیٹھا ہوا میں اُسے اتنا ہی اچھا لگا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے بعد میں ایک ہفتے تک تھکن کے بخار میں مبتلا رہا ہوں۔"

"تو گویا زیرولینڈ کے کسی یونٹ کا گورنر کلاؤن ہوتا ہے؟"

"اگر واقعی کلاؤن ہو تو اس کی ہردلعزیزی کی انتہا نہیں رہتی۔ سرکس کے کئی مسخرے وہاں بڑی اچھی گورنری کر رہے ہیں۔"

"اب تم سچ مچ ہانک رہے ہو۔" بلیک زیرو بے اعتباری سے بولا۔

"ہز میجسٹی سے پوچھ لینا۔ تھریسیا انہیں اسی لئے تو گھیر رہی ہے کہ انہیں زیرولینڈ کا شہنشاہ بنانا چاہتی ہے۔"

"بس ختم کرو۔" بلیک زیرو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے اور بھی کام ہیں۔"

پھر وہ اُسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ جیمسن نے کاہلوں کے سے انداز میں جماہی لی اور آہستہ آہستہ منہ چلانے لگا۔

عمران اب بھی اُسی مزدور کے میک اپ میں تھا۔ جس میں رانا پیلس سے نکلا تھا.... ناکارہ زنجیر لے جانے والے ٹرک پر اسی کے تین ماتحت تھے۔ ایک رانا پیلس ہی میں رہ گیا تھا جس کی جگہ واپسی پر عمران نے لی تھی۔ اس طرح وہ، رانا پیلس سے باہر نکلا تھا اور تھریسیا کی تلاش شروع کر دی تھی۔

اب وہ خود ہی اُس ڈرگ اسٹور کی نگرانی کر رہا تھا جس کے بارے میں بلیک زیرو سے اطلاع ملی تھی۔ کاؤنٹر پر ایک سیلز مین موجود تھا۔ اکادکا گاہک آتا اور دوا خرید کر چلا جاتا اور سیلز مین پھر وہ رسالہ اٹھا لیتا جس میں شاید وہ کوئی بہت ہی دلچسپ کہانی پڑھ رہا تھا۔ کہانی کا دلچسپ ہونا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ جب بھی کوئی گاہک آتا، سیلز مین کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نظر آنے لگتے تھے۔ کاؤنٹر ہی پر فون بھی رکھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

کیا تھریسیا اس سیلز مین کی موجودگی ہی میں اُسے کالیں کرتی ہوگی؟ وہ سوچ رہا تھا.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تو پھر کیا ان اوقات میں کاؤنٹر خالی رہا ہوگا یعنی اس نے وہ کالیں سیلز مین کی عدم موجودگی میں کی ہوں گی؟ لیکن کس طرح....؟

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک ادھیڑ عورت ڈرگ اسٹور میں داخل ہوئی اور سیلز مین کے ہاتھ سے رسالہ چھوٹ گیا۔ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں وہ اٹھا تھا۔

"اندر کون ہے؟" وہ کاؤنٹر کے عقب والے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر دھاڑی۔

عمران کے کان کھڑے ہوگئے۔ اس نے دیکھا کہ آٹو گیراج کے کچھ کاریگر بھی اسٹور کے سامنے آ کھڑے ہوئے ہیں۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس موقعے کے منتظر ہی رہے ہوں۔ عمران بھی اُن کے پیچھے جا کر کھڑا ہوگیا۔ عورت برابر یہی سوال کئے جا رہی تھی کہ اندر کون ہے اور سیلز مین بُری طرح ہکلا رہا تھا۔

قریب کھڑے ہوئے ایک لڑکے نے دوسرے سے کہا۔ "آئی شامت، بڑے میاں کی۔"

"ابے تو کل کیوں گیا تھا، اُس کے گھر؟" دوسرے نے پوچھا۔

"یہی ڈرامہ دیکھنے کے لئے۔" پہلے نے جواب دیا۔

"اچھا تو بیٹا تم ہی بڑی بی کے کان میں پھونک آئے ہو؟"

"عمران خاموش کھڑا اُن کی گفتگو سنتا رہا۔ توجہ کاؤنٹر کی طرف بھی تھی۔ دفعتاً کاؤنٹر کے پیچھے والا دروازہ کھلا اور ایک معمر آدمی باہر نکل کر متوحش نظروں سے عورت کی طرف دیکھنے لگا۔

"اور کون ہے، اندر؟" عورت اُس کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخی۔

"لل.... لیکن تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" بوڑھا ہکلایا۔

"میں کہتی ہوں نکالو.... اس حرامزادی کو باہر۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔"

بوڑھے نے بوکھلا کر اس مجمعے کی طرف نظر اٹھائی جو ڈرگ اسٹور کے سامنے اکٹھا ہو گیا تھا۔ عورت نے کاؤنٹر کے پیچھے پہنچنے کی کوشش شروع کر دی تھی لیکن بوڑھا اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں کہتی ہوں، مجھے دیکھنے دو۔" وہ اُس کا گریبان پکڑ کر جھٹکے دیتی ہوئی پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔ "نکالو باہر، اس کلموہی، حرامزادی کو.... نکل کتیا، باہر نکل۔"

"چلو، ہٹو، ادھر سے کیوں بھیڑ لگائی ہے۔" سیلز مین نے مجمعے کو للکارا اور کئی لوگ ادھر اُدھر ہو گئے۔ لیکن زیادہ تر افراد ڈھٹائی سے کھڑے ہی رہے۔ ان میں عمران بھی تھا۔

"شٹر گرا دو۔" بوڑھے نے سیلز مین سے کہا.... اور وہ کاؤنٹر پھلانگ کر دونوں دروں کے گرانے لگا تھا۔

"کچھ لوگوں کے چہروں پر مایوسی پڑھی جا سکتی تھی۔ اندر سے اب بوڑھے کے چیخنے کی آواز بھی آ رہی تھیں۔

عمران نے گیراج کے ایک لڑکے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "کیا قصہ ہے یار؟"

"بڑے میاں کی بیگم نے دھاوا بولا ہے۔" لڑکا ہنس کر بولا۔

"کیوں....؟ کس لئے....؟"

"بڑے میاں آج کل اندر ایک کرسٹان عورت کو لیے بیٹھے رہتے ہیں۔"

"کب سے....؟ یہ تو بہت شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

"کوئی ہفتے بھر سے آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سے انکم ٹیکس کا حساب بنوا رہا ہوں۔"

"تو ہو گی یہی بات۔ آخر یہ بیگم صاحبہ کیوں چڑھ دوڑیں؟"

"گیراج ہی کے ایک لونڈے کی حرکت ہے۔ جڑ دیا جا کر بیگم سے۔"

"اچھا.... لیکن کیا وہ عورت ایک ہفتے سے پہلے بھی کبھی دکھائی دی تھی؟"

"نہیں تو...." لڑکے نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

عمران اُس کے پاس سے ہٹ کر چاٹ ہاؤس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ وہاں رکنے کا جواز تو پیدا ہی کرنا تھا۔ بھلا اُس "کلموئی، حرامزادی" کے درشن کیے بغیر وہاں سے کیسے ٹل سکتا تھا۔

دہی بڑے کھاتا اور دل ہی دل میں تھریسیا کو سلواتیں سناتا رہا تھا۔ دہی بڑے تھے یا قیامت.... یہ کہنا بھول گیا تھا کہ اوپر سے بھی مزید مرچیں نہ ڈالی جائیں۔ جیسے تیسے اس پلیٹ کو بھگتا ہی رہا تھا کہ ڈرگ اسٹور کے شٹر اٹھنے پر صرف عمران ہی نہیں متوجہ ہوا تھا بلکہ آس پاس کے تمام تماشائی چونک پڑے تھے اور شاید اس غیر متوقع خاموشی نے انہیں بھی متحیر کر دیا تھا۔

دفعتاً میڈیکل اسٹور کے مالک کی بیوی، دوسری جوان العمر عورت کے ساتھ اسٹور کی سیڑھیوں سے اُترتی نظر آئی۔ دونوں ہنس ہنس کر باتیں بھی کرتی جا رہی تھیں۔ تماشائی حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔

اُدھر عمران نے چاٹ ہاؤس کے سیلز مین سے کہا۔ "یار! مرچوں نے باپ دادا تک کے نام پوچھ لیے ہیں۔ اب نہیں چل رہی.... یہ لو پیسے۔"

اس نے پلیٹ کاؤنٹر پر رکھ دی اور جیب سے پیسے نکال کر اُس کے سامنے ڈال دیئے۔ دونوں عورتیں عجلت میں نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ مزے سے ٹہلتی چلی جا رہی تھیں۔ عمران خاصے فاصلے سے اُن کا تعاقب کرنے لگا۔

جوان العمر عورت، اسکرٹ اور بلاؤز میں تھی۔ سانولی سلونی رنگت والی کوئی دیسی کرسچین عورت معلوم ہوتی تھی۔

قریباً ڈیڑھ فرلانگ تک پیدل چلنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئیں۔ عمران نے پھاٹک کے قریب سے گزرتے ہوئے نام کی تختی دیکھی، جس پر عابد رضوانی تحریر تھا۔

اُس نے طویل سانس لی.... یا تو بڑی بی اتنی برافروختہ ہو رہی تھیں، یا اُسے اپنے ساتھ گھر لے آئی ہیں۔ پتا نہیں اس "حرامزادی، کلموہی" نے کس طرح انہیں ہینڈل کیا تھا۔ عمران عش عش کرتا

ہوا بنگلے سے تھوڑے فاصلے پر جا کر رک گیا۔

رومونوف اپنے سفارتخانے کے شعبۂ ثقافتی اُمور کا سربراہ تھا۔ اس لئے دارالحکومت کی
خاصی جانی پہچانی شخصیتوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ شہرت کی سب سے بڑی وجہ اُس کی اردو دا
تھی۔ اہل زبان کی طرح روانی سے اردو بول سکتا تھا۔ قدیم و جدید شعراء کے بیشمار اشعار اُسے زبا
یاد تھے اور شہر بھر کے شعراء سے اس کا یارانہ تھا۔ مشاعروں کی صدارت بھی کرتا تھا۔ ثقا
تقاریب میں مقامی لباس پہن کر شریک ہوتا۔

آج وہ ایک ادبی انجمن کی ماہانہ نشست میں مدعو تھا۔ شاید اُسی کی وجہ سے پورا ہال بھر گیا تھا
ورنہ اس انجمن کی عام ادبی نشستوں میں بیس، بائیس افراد سے زیادہ کی شرکت نہیں ہوا کرتی تھی۔
انجمن کے ممبروں میں سبھی رومونوف کے جانے پہچانے لوگ تھے۔ لیکن آج کی نشست کے
شرکاء میں ایک نیا نام نظر آیا۔

"ہماری ایک نئی ممبر.... ثمینہ سالومن۔" سیکریٹری نے اُسے بتایا۔ "شاعرہ ہیں۔ بڑی پیاری
پیاری نثری نظمیں لکھتی ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے۔" رومونوف نے پُر درد لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا، کامریڈ؟"

"اردو کو بھی آخر یہ روگ لگ ہی گیا۔"

سیکریٹری اس طرح مسکرایا جیسے وہ اول درجے کا گھامڑ ہو لیکن اُس کی بات سن کر اخلاقاً
مسکرانا ہی چاہئے۔

اتفاقاً کارروائی کا آغاز ثمینہ سالومن کے تعارف سے ہوا اور پھر وہ اپنی نثری نظم سنانے لگی۔

"اور اب میرا کتا اپنی دم روشنائی میں ڈبو کر
میرے شوہر کی پشت پر
میرے ٹیلی فون نمبر لکھ رہا ہے
ٹیلی فون نمبر جن کی ابتدا صفر ہے
اور انتہا.... خدا جانے

ابھی تو پانچواں ہندسہ چل رہا ہے
زندگی کتے کی دم ہو کر رہ گئی ہے
جو کبھی سیدھی نہیں ہوگی
فون کا ڈائیل گھومتا رہے گا
اور ہندسے کبھی ختم نہیں ہوں گے
کیونکہ ابتدا بھی صفر ہے
اور شاید انتہا بھی صفر
لیکن یہ بیچ کے ہندسے
میرا سر چکرا رہا ہے
خدا حافظ!"

نظم کے اختتام پر خاصی واہ واہ ہوئی لیکن رومونوف بُرا سا منہ بنائے بیٹھا رہا۔ اُس کے بعد نظم کا پوسٹ مارٹم شروع ہوا تھا اور بات قلو پطرہ سے شروع ہو کر پہلی خلا باز کتیا لائکہ تک پہنچ گئی۔ لیکن نثری نظم جہاں تھی وہیں رہی۔ اس دوران میں رومونوف نے بھی کچھ کہا تھا اور ثمینہ سالومن، صرف اُسی کے سر ہو گئی تھی۔

"فن عوام کے لئے ہوتا ہے۔" رومونوف نے کہا۔ "لیکن کیا یہ دونوں چیزیں عوام کے پلے پڑتی ہیں۔"

"فن صرف اُن کیلئے ہوتا ہے جو اسے سمجھ سکیں۔ اس میں عوام و خواص کی تخصیص نہیں ہے۔"

اچانک سیکریٹری نے اعلان کیا۔ "اب جناب اختر بیضاوی اپنا افسانہ پیتل کے پاؤں سنائیں گے۔"

پھر افسانہ چلتا رہا۔ اُس پر بھی تنقید کا دور شروع ہوا۔ لیکن رومونوف اور ثمینہ سالومن نثری نظم ہی میں الجھے رہے۔ نشست کے اختتام پر ثمینہ نے رومونوف سے کہا کہ اگر وہ اُس کے گھر چلے تو وہ ثابت کر دے گی کہ نثری نظم کی ابتدا، اُسی کے ملک سے ہوئی تھی۔

"ناممکن۔" رومونوف سر جھٹک کر بولا۔

"ڈھائی سو سال پہلے کی بات ہے۔ کاراکوف نے ایک طویل نثری نظم لکھی تھی۔"

"یہ کاراکوف کون ہے؟" رومونوف نے حیرت سے پوچھا۔

اس پر ثمینہ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور رومونوف ہی کی زبان میں بولی۔ ”یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کاراکوف پر تمہارے محققین کی نظرابھی تک نہیں پہنچی۔ میرے کتب خانے میں وہ قلمی نسخہ موجود ہے۔“

”کون سا قلمی نسخہ۔ اور تم میری زبان، میری ہی طرح بول سکتی ہو۔“

”لیکن تم میری زبان میری طرح نہیں بول سکتے۔“ ثمینہ سالومن نے اردو میں کہا۔

”اس پر مجھے شرمندگی ہے کہ لہجوں پر قادر نہیں ہوں۔ لیکن تم میری زبان میری ہی طرح بول سکتی ہو۔ مجھے حیرت ہے اور میں ضرور چلوں گا، تمہارے گھر.... اور وہ قلمی نسخہ دیکھوں گا جس کا ذکر تم نے کیا ہے۔“

”کئی بڑی نایاب چیزیں دکھا سکتی ہوں۔ مثلاً ٹالسٹائی نے ڈوکھوبور قبیلے کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا تھا تمہیں میرے کتب خانے میں مل جائے گا۔“

”اُف فوہ.... تم تو کمال کر رہی ہو۔ میں ضرور چلوں گا۔“

”لیکن اپنے گھر پر بھیڑ بھاڑ پسند نہیں کرتی۔ تم میرے ساتھ میری گاڑی میں چلو گے۔ اپنے آدمیوں کو واپس کر دو۔ میں بعد میں تمہیں تمہاری قیام گاہ پر چھوڑ آؤں گی۔“

”یہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یونہی سہی۔“

”اور پھر رومونوف نے اپنی گاڑی واپس کرادی تھی اور ثمینہ کی گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

”خاصی مالدار معلوم ہوتی ہو؟“

”میرے دادا برطانوی وائسرائے کے پرسنل اسٹاف کے سربراہ تھے۔“ ثمینہ سالومن نے کہا۔ ”انہیں بہت بڑی جاگیر ملی تھی، جو آج بھی قائم ہے۔“

”لیکن تم جاگیردارانہ ذہنیت نہیں رکھتیں۔“

”ہاں، میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی عوامی ہو گئی ہوں۔“

”یہ بڑی صحت مند علامت ہے۔“

”بس مجھے پڑھنے لکھنے کا شوق ہے۔“ ثمینہ نے کہا۔

”اور گاڑی بھی بہت تیز چلاتی ہو۔ میری دانست میں یہ مناسب نہیں ہے۔“

”جب کوئی مرد اس قسم کی گفتگو کرتا ہے تو مجھے ہنسی آجاتی ہے۔“

”زندہ دل بھی ہو۔“

”محض زندہ دلی ہی کی بناء پر جی رہی ہوں۔ ورنہ یہ دنیا بڑی واہیات جگہ ہے۔“

”نہیں، یہ دنیا تو بڑی اچھی جگہ ہے، اگر ہم خود غرض نہ ہوں۔“

”لفظ ”اگر“ ہی تو سارے مصائب کی جڑ ہے۔“

”یہ بھی ٹھیک ہے۔ مگر ہم جا کدھر رہے ہیں؟“

”ویرانہ دیکھ کر گھبرا گئے کیا؟“

”یہ بات نہیں ہے۔ تم کہاں رہتی ہو؟“

”شہری آبادی سے خاصے فاصلے پر۔“

”اگر تم نے پہلے سے بتادیا ہوتا تو....“

”اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ تمہیں ہر حال میں اسی وقت میرے ساتھ آنا پڑتا۔“

”کیا مطلب....؟“

”ایک خاص مسئلے پر تم سے گفتگو رہے گی۔“

”یہ کس قسم کی باتیں شروع کر دیں تم نے؟“

دفعتاً کوئی سخت سی چیز رومونوف کی گردن میں چبھنے لگی اور عقب سے ایک مردانہ آواز آئی۔

”خاموشی سے بیٹھے رہو۔“

”اوہ!“ رومونوف ڈھیلا پڑ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔“

”کچھ دور اور چلو۔ سب کچھ واضح ہو جائے گا۔“ ثمینہ بولی۔

رومونوف کا جسم پسینے سے بھیگنے لگا.... وہ ذہنی کام کرنے والوں میں سے تھا۔ ریوالور کی نال کا دباؤ اپنی گردن پر محسوس کرتے رہنا، اُس کے لئے بے حد تکلیف دہ ثابت ہو رہا تھا۔ آخر اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”اپنے آدمی سے کہو کہ اس کی ضرورت نہیں۔ ریوالور، میری گردن سے ہٹالے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم لوگ اپنی تحریروں پر تنقید نہیں برداشت کر سکتے ہو۔“

”نثری نظم کی بات کر رہے ہو؟“ ثمینہ نے ہنس کر پوچھا۔

”اس کے علاوہ مجھ سے اور کیا خطا سرزد ہوئی تھی؟“

”ارے وہ تو محض تقریب بہر ملاقات تھی۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”تم سے مل بیٹھنے کا ایک ذریعہ۔“

”تو اور کوئی بات ہے؟“

”بالکل، مسٹر رومونوف! خالص سیاسی نوعیت کا ایک مسئلہ ہے۔“

”مجھے سیاست سے کوئی سروکار نہیں۔ میں تو سفیر کا ثقافتی اتاشی ہوں۔“

”اور کے جی بی کے ایجنٹ بھی۔“

”پتہ نہیں، تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟“

دفعتاً ثمینہ نے گاڑی سڑک سے اُتار کر ایک طویل و عریض میدان کا رخ کیا۔ ہیڈ لیمپس کی روشنی تاریکی کا سینہ چیرتی آگے بڑھتی رہی اور پھر ایک جگہ گاڑی رک گئی اور ثمینہ بے حد سرد لہجے میں بولی۔ ”۱۹۷۱ء میں تم، میکسیکو میں اپنے سفارت خانے سے متعلق تھے۔“

”اچھا.... تو پھر....؟“ رومونوف چونک کر بولا۔

”اُن دنوں سفارت خانے پر پوری طرح کے جی بی کا قبضہ تھا اور تم لوگ میکسیکو میں سول وار کرا دینے کی سازش کر رہے تھے لیکن تمہاری اس اسکیم کا علم اُس وقت کی حکومت کو ہو گیا تھا۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟“

”اس گفتگو کا اصل مقصد معلوم ہوئے بغیر میں کچھ نہ بولوں گا۔“

”حالانکہ اب صرف تم ہی بولو گے۔“

”کیا مطلب؟“

”اسکیم کا علم میکسیکو کی حکومت کو کیسے ہوا تھا؟“

”سوال تو یہ ہے کہ میں، تم سے اس مسئلے پر گفتگو کیوں کروں؟“

”اور تمہیں اس سوال سے تکلیف بھی پہنچی ہو گی؟“ ثمینہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

”کہیں میں پاگلوں کے ہتھے تو نہیں چڑھ گیا۔“ رومونوف بڑبڑایا۔

”بہت ذہین آدمی ہو۔ ممکن ہے جواب دہی سے بچنے کے لئے خود ہی پاگل ہو جاؤ۔“

”کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کہنا کیا چاہتی ہو؟“

”میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم نے غداری کی تھی۔ محض تمہاری وجہ سے وہ اسکیم میکسیکو کے

سکیورٹی کے عملے تک پہنچ گئی تھی۔ ویسے آج تک تمہاری حکومت کو اس کا علم نہیں ہو سکا لیکن میرے پاس تمہارے خلاف واضح ثبوت موجود ہیں۔“

رومونوف تھوک نگل کر رہ گیا اور ثمینہ بولی۔ ”تمہیں نیلی آنکھوں والی سیلینا البر تو یاد ہی ہو گی۔“

”کک.... کیا مطلب؟“

”تم اُسے بے حد چاہتے تھے اور شاید وہ بھی تم پر اسی طرح فریفتہ تھی۔ تمہاری خواہش تھی کہ ہنگامے شروع ہونے سے پہلے وہ میکسیکو سے کہیں اور چلی جائے۔“

”آخر تم نے یہ قصہ کیوں چھیڑا ہے؟“ وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

”ایک مقصد کے حصول کے لئے۔“

”کیسا مقصد؟“

”اپنی حکومت کو مطلع کر دو کہ عمران یہاں موجود نہیں ہے۔“

”تم آخر ہو کون؟“ رومونوف کسی قدر جھنجھلا کر بولا۔

”زیرولینڈ کی ایک ایجنٹ۔“ ثمینہ سالومن نے کہا۔ ”عمران ہمارا شکار ہے۔ ہم نے دوسرے کیمپ کے ایجنٹوں کو بھی میدان سے ہٹا دیا ہے۔ اب تم لوگ بھی جاؤ۔“

”تو کیا عمران بھی تمہی لوگوں میں سے ہے؟“

”نہیں، تمہاری طرح ہمیں بھی اس کی تلاش ہے۔“

”تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ یہیں موجود ہے۔“

”مسٹر رومونوف! ہم یہاں اُس کی موجودگی یا عدم موجودگی پر گفتگو کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ میں تم سے جو کچھ کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرو۔ ورنہ تمہیں تمہارے ملک میں گولی مار دی جائے گی یا پھر زندگی شمالی برفستان میں گزرے گی۔

”میں غلط نہیں کہہ رہی کہ تمہارے خلاف ہم واضح ترین ثبوت رکھتے ہیں۔ تمہارے محکمے کا سربراہ آج تک اسی الجھن میں پڑا ہوا ہے کہ میکسیکو میں ناکامی کیوں ہوئی تھی۔ نیلی آنکھوں والی سیلینا البر تو آج بھی زندہ ہے اور ہمارے قبضے میں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے نام تمہارے خطوط بھی محفوظ ہی ہوں گے۔“

رومونوف کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹتا رہا۔ آخر کچھ دیر بعد اس نے بھرائی ہوئی آواز

میں پوچھا۔ "تو مجھے اتنا ہی کرنا ہے کہ اپنے محکمے کو یہاں عمران کی عدم موجودگی کا یقین دلادوں۔"

"صرف اتنا ہی کرنا ہے اور اپنے فیلڈ ورکرز کو بھی میدان سے ہٹالینا ہوگا۔"

"ظاہر ہے، ورنہ میں یقین کس طرح دلاؤں گا کہ عمران یہاں موجود نہیں ہے۔"

"اور اگر کبھی ضرورت پڑی تو تمہیں زیرولینڈ کے لئے بھی کام کرنا پڑے گا۔"

"کیا واقعی تم لوگ مریخ پر پہنچ گئے ہو؟"

"اس میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔"

"اور کیپ کینیڈی میں برف باری....!"

"مریخ کو بیس بنا کر ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ تمہارے شمالی برفستان کو سمندر بنادیں۔"

رومونوف خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ ثمینہ سالومن نے کہا۔ "دونوں بڑی طاقتوں کے زوال کا وقت قریب آگیا ہے۔"

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو؟"

"ایک واحد عالمی نظام کا قیام۔"

"یہی تو ہم بھی چاہتے ہیں۔" رومونوف جلدی سے بولا۔

"لیکن تم نے اس پر ایک مخصوص چھاپ لگا رکھی ہے۔ مذاہب سے ٹکراتے ہو.... خیر، فی الحال اس مسئلے کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں، تم یہاں وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری سے بھی ملتے رہے ہو۔"

"عمران کو تحفظ دینے کیلئے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ مخالف کیمپ کے ہتھے چڑھ جائے۔"

"تم لوگ اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو، جو میں تمہیں نہیں بتا سکتی؟ مجھ سے پوچھو۔"

"میں نہیں جانتا کہ ہائی کمانڈ عمران کو کیوں تحفظ دینا چاہتی ہے۔"

"اچھی بات ہے تو تم اسے اچھی طرح یاد رکھنا کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"میں یاد رکھوں گا۔" رومونوف نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"تمہارے مستقبل کیلئے یہی بہتر ہوگا۔" ثمینہ بولی۔ "ہاں تو اب تمہیں کہاں چھوڑ دیا جائے۔"

"میں اپنی قیام گاہ پر جانا چاہتا ہوں۔"

ثمینہ نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی دوبارہ سڑک کی طرف موڑ دی۔

عمران جاگ پڑا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ لیٹے ہی لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔ "رات کے تین بجے ہیں لیکن ضروری معلوم ہوا کہ آپ کو فوری طور پر اطلاع دی جائے۔"

"کیا بات ہے؟"

"اس کا نام ثمینہ سالومن ہے۔ آج رات اُس نے ادبی انجمن میں اپنی نثری نظم سنائی تھی۔ رومونوف بھی وہاں موجود تھا۔ دونوں میں پہلے ایک تنقیدی جھڑپ ہوئی تھی پھر دیر تک آپس میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ میٹنگ کے اختتام پر وہ رومونوف کو اپنی گاڑی میں ایک ویرانے کی طرف لے گئی۔ پھر واپس لا کر اُسے اُس کی قیام گاہ پر اُتار دیا۔ اس کے بعد وہ پھر عابد رضوانی کے بنگلے میں واپس آگئی۔"

"رضوانی کے بنگلے میں کس وقت واپس آئی؟"

"کوئی آدھے گھنٹہ پہلے کی بات ہے۔"

"ہر وقت اُس کی نگرانی ہونی چاہئے۔"

"عابد رضوانی کے بنگلے کی نگرانی مستقل طور پر کی جارہی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر طویل انگڑائی لے کر بستر چھوڑ دیا۔ گھڑی پر نظر ڈالی سوا تین بجے تھے۔ باتھ روم سے واپس آکر دوبارہ لیٹ گیا لیکن پھر نیند نہ آئی۔

کچھ عجیب سے شب و روز گزر رہے تھے۔ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہئے۔ ثمینہ سالومن کے روپ میں شاید تھریسیا بھی اُس کی نظر میں آگئی تھی لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اور کون کون اُس کی گھات میں ہے۔ کیا محض تھریسیا کو گھیر لینے سے اس کے مسائل حل ہوجائیں گے؟ بار بار یہی سوال ذہن میں ابھرتا تھا لیکن اس کے پاس اس کا کوئی حتمی جواب نہیں تھا۔ اُسے ان دشواریوں میں ڈالنے والی تھریسیا ہی تھی۔ ورنہ بات باؤل دے سوف نامی پینٹنگ سے آگے ہرگز نہ بڑھتی۔

فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔ بلیک زیرو دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ "اُس کی

گاڑی پھر عابد رضوانی کے بنگلے سے نکلی ہے لیکن اب اسے ایک مرد ڈرائیو کر رہا ہے۔ وہ خود گاڑی میں موجود نہیں ہے۔"

"اس گاڑی کا تعاقب کون کر رہا ہے؟"

"نعمانی کر رہا ہے۔ چوہان بنگلے کی نگرانی کر رہا ہے۔"

"نعمانی سے کہو محتاط رہ کر گاڑی کا تعاقب کرے۔ شاید اس طرح کوئی اور اڈہ بھی دریافت ہو جائے۔"

"عورت کو گھیر کیوں نہ لیا جائے؟"

"کوئی سڑک چھاپ عورت نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔ "اس کے سلسلے میں بھی بہت محتاط ہو کر قدم اٹھانا پڑے گا۔ ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ ہے کس چکر میں۔ فی الحال صرف نگرانی جاری رکھو۔ میں تو اسی کو بڑی بات سمجھتا ہوں کہ اسے ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔"

"تو آپ کو یقین ہے کہ ثمینہ وہ خود ہی ہے؟"

"ہاں، مجھے یقین ہے۔"

"تب تو پھر مجھے عرض کرنے دیجئے کہ ہم احتیاط ہی برتتے رہ جائیں گے اور اُسے جو کچھ بھی کرنا ہے کر کے نکل جائے گی۔"

"اس کا بھی امکان ہے۔ بہر حال میں ابھی اس کے سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکا ہوں۔"

"اگر وہ آپ پر ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے تو یقین کیجئے کہ آپ کے گھر والے خطرے میں ہیں، کئی دن کوٹھی میں رہی تھی۔ اُس کے چپے چپے سے واقف ہو گئی ہو گی۔"

"سب کچھ ہے میری نظر میں۔ بس تم، اُس کی اور اُس سے ملنے والوں کی نگرانی کراتے رہو۔"

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ پھر لیٹ گیا۔ سر سلطان سے بھی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو کو خصوصیت سے ہدایت کی تھی کہ وہ سر سلطان تک کو اس کے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ نہ بتائے کہ وہ رانا پیلس سے کہیں اور چلا گیا ہے۔ صرف بلیک زیرو کو علم تھا کہ وہ کہاں مقیم ہے۔

عمران پھر نہیں سویا تھا۔ اُجالا پھیلتے ہی اٹھا اور سیدھا کچن میں چلا گیا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہی چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر پھر نکالا جس میں تھریسیا کا ریکارڈ ڈ پیغام موجود تھا۔ یونہی وقت گزاری کے لئے اُس کا پیغام ایک بار پھر سننے لگا۔ پیغام کے اختتام پر سوئچ

آف کرنا بھول گیا اور ٹیپ چلتا رہا۔ اس کا ذہن پھر کسی گتھی کو سلجھانے میں لگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیپ ریکارڈر سے آواز آئی "کاشن" اور عمران چونک پڑا۔ تھریسیا کی آواز پھر سنائی دینے لگی تھی۔ "اس ٹیپ ریکارڈر میں ایک ایسا حربہ پوشیدہ ہے جو وقت ضرورت تمہارے بہت کام آسکتا ہے۔ یعنی تم اپنے حریفوں پر ہر حالت میں غالب رہو گے۔ میرا یہ پیغام ضائع کر کے ٹیپ ریکارڈر کو توڑ ڈالو۔ وہ حربہ تمہیں مل جائے گا۔ اسے پستول کی طرح استعمال کرنا ہو گا۔ شکل سگریٹ لائٹر کی سی ہے۔ سرخ بٹن دبانے سے فائر ہو گا۔ سگریٹ لائٹر کی طرح بھی اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یعنی سگریٹ سلگانے کے بہانے تم آسانی سے اپنے حریف پر بے آواز فائر کر سکو گے۔ اعشاریہ دو دو کی رائفل کے سب سے چھوٹے تین کارتوس اس میں لگائے جا سکتے ہیں۔"

ٹیپ ختم ہو گیا تھا۔ "کلک" کی آواز کے ساتھ ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ خود بخود آف ہو گیا۔ عمران نے ٹیپ کا کیسٹ نکال کر ریکارڈر کو توڑنے کی کوشش شروع کر دی۔

سچ مچ اس کے اندر سے ایک سگریٹ لائٹر برآمد ہوا تھا۔ عمران نے طویل سانس لی۔ تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ اُسے بھی کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے اندر واقعی تین ننھے منے کارتوسوں کا کلپ موجود تھا اسے دوبارہ بند کر کے اُس نے ایک گلاس پر فائر کیا.... گلاس چور چور ہو گیا۔ لاجواب حربہ تھا.... لیکن آخر اتنی عنایت کیوں؟ یہ عورت ہر طرح اُسے زچ کر دیا کرتی تھی اور کبھی اس طرح زد پر نہیں آتی تھی کہ خود اس کا کوئی داؤ چل سکتا۔

اس نے سگریٹ لائٹر کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا اور سوچنے لگا کہ اگلا قدم کس طرح اور کس طرف اٹھانا چاہئے۔ جس عمارت میں وہ اس وقت مقیم تھا ماڈل ٹاؤن میں واقع تھی اور اُن عمارات میں سے تھی جنہیں ایکس ٹو کے ماتحت وقتاً فوقتاً حسب ضرورت استعمال کرتے رہتے تھے۔

وہ برآمدے میں آیا۔ اتنے میں اُسے اخباروں کا ہاکر دکھائی دیا، جو سامنے والے مکان میں اخبار ڈال رہا تھا۔ عمران نے اُسے اشارے سے بلا کر کئی روزنامے خریدے اور انہیں بغل میں دبائے ہوئے پھر اندر آگیا۔ خبریں دیکھتا رہا۔ کوئی قابلِ توجہ خبر نہیں تھی۔ دفعتاً اُس کی نظر ایک اشتہار پر رک گئی، جو ایک غیر ملکی ماہر نفسیات خاتون کی طرف سے شائع کرایا گیا تھا اور اشتہار میں اُس کی تصویر بھی چھپی تھی۔ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور آہستہ سے بڑبڑایا۔ "کیلی گراہم۔"

اشتہار کا مضمون تھا۔ "بسا اوقات، سوسائٹی میں تمہارے ساتھ وہ برتاؤ نہیں ہوتا جس کا تم

خود کو مستحق سمجھتے ہو۔ تمہیں مایوسی ہوتی ہے اور تم دوسرا کوئی راستہ اختیار کر لیتے ہو۔ اس سے تمہیں بھی ضرر پہنچتا ہے اور سوسائٹی بھی اس کے اثرات سے نہیں بچ سکتی۔ اس طرح یہ معاملہ اتنا بھی بڑھ سکتا ہے کہ ایک فرد پوری قوم کے کسی بڑے نقصان کا سبب بن جائے۔ اپنا جائزہ لیجئے۔ خود نہ لے سکتے ہوں تو مجھ سے رجوع کیجئے۔ ہو سکتا ہے آپ یا سوسائٹی دونوں ہی غلطی پر ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ میں آپ کی شخصیت کو متوازن بنادوں گی۔ آپ کی وہ غلط فہمی دور کردوں گی جو آپ کو سوسائٹی کی طرف سے ہوئی ہے۔ آپ اپنے ہی لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے اہم ہیں۔"

اشتہار کے اختتام پر مس جین ہارلنگر کا پتہ اور فون نمبر درج تھا۔

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ تو اب آپ تشریف لائی ہیں۔ معاملہ برابر کرنے کے لئے گویا اب رویہ مصالحانہ ہے۔ اچھی بات ہے محترمہ! میں تم سے اپنی غلط فہمی رفع کرانے کی کوشش کروں گا۔ گویا تمہیں اعتراف ہے کہ تمہارے آفیسروں کا رویہ میرے ساتھ نامناسب رہا تھا۔

اُس نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا، مگر پھر رک گیا۔ ایک بار پھر اشتہار کو لفظ بلفظ پڑھنے کے بعد اس نے فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کیے تھے۔

دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز میں جواب ملا۔

"کیا خبر ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ثمینہ سالومن واپسی کے بعد سے اب تک بنگلے سے باہر نہیں نکلی۔ جو شخص اُس کی گاڑی لے گیا تھا اُس نے تعاقب کرنے والے کو ایسے چکر دیئے کہ بالآخر وہ اس کا سراغ کھو بیٹھا۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اُسے تعاقب کا علم ہو گیا تھا۔"

"اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"یہ بہت بُرا ہوا۔ یقین کرو کہ اب ثمینہ کا سراغ بھی نہیں ملے گا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اب وہ عابد رضوانی کے بنگلے میں نہیں ہو گی۔"

"اگر وہ وہاں سے نکلتی تو مجھے معلوم ہو جاتا۔"

"بنگلے کی نگرانی کرنے والوں کی تعداد بڑھا دو! اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ اندر موجود ہے یا نہیں۔"

"بہت بہتر جناب!" دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا۔

ریسیور کریڈل پر رکھتے وقت ایک نئے سوال نے اس کے ذہن میں سر اُبھارا تھا۔ تھریسیا اگر اُس پر دوبارہ ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے تو اُس نے اسے رانا پیلس ہی میں کیوں نہیں گھیرا تھا۔ اس کی بجائے ٹیپ ریکارڈر کی شکل میں "ہدایت نامہ" کیوں روانہ کیا تھا؟ اور پھر اس سگریٹ لائٹر نما پستول کی ترسیل کیا معنی رکھتی ہے۔ کہیں یہ کسی قسم کا ریسیور تو نہیں ہے جو کسی خاص موقعے پر اُسے کسی دشواری میں مبتلا کر دے۔

وہ تیزی سے صدر دروازے کی طرف بڑھا، پھر رک گیا۔ دفعتاً اُسے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔ شاید وہ پوری طرح میدان صاف کر لینے کے بعد ہی اُسے گھیرے گی۔

دونوں کیمپوں کے ایجنٹوں سے متعلق اُسے جو اطلاعات ملی تھیں اُن سے تو یہی معلوم ہوتا تھا۔ ہارپر اپنے ساتھیوں سمیت واپسی سے قبل کتوں کی طرح بھونکا تھا اور وہ پچھلی رات رومونوف کو اپنے ساتھ ویرانے کی طرف لے گئی تھی اور واپس لا کر اس کی قیام گاہ پر اتار دیا تھا.... اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ کیا وہ رومونوف سے متعارف ہی ہونے کے لئے اس ادبی میٹنگ میں شریک ہوئی تھی؟

اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ وہ دونوں کیمپوں کی سرگرمیاں روکنے کی کوشش کر رہی ہے.... اور مقصد؟ ظاہر ہے کہ اُسے کسی نہ کسی طرح گھیر کر یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ باوَل دے سوف نامی پینٹنگ سے اس نے کیا نتائج اخذ کیے ہیں۔

تو پھر....؟ اب اُسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہنا چاہئے۔ پتا نہیں، کب وہ لاعلمی میں حملہ آور ہو جائے۔

وہ باہر نکلا اور دروازہ مقفل کر کے ایک طرف چل پڑا۔ جیب میں پڑے ہوئے لائٹر نما پستول کو کسی ایسی جگہ چھپانا چاہتا تھا جہاں اپنی قیام گاہ سے اُسے نظر میں رکھ سکتا جلد ہی اُسے کامیابی ہوگئی۔ اسی لائن کے ایک مکان کے برآمدے کے نیچے بڑے بڑے پام کے گملے رکھے ہوئے تھے۔ وہ ایک گملے میں اُسے ڈالتا ہوا نکل گیا۔

اور اب وہ اُس عورت کو چیک کرنا چاہتا تھا جس کی طرف سے اخبارات میں اشتہار شائع ہوا تھا۔ اشتہار کا مضمون اُسی کے حسبِ حال تھا۔ یعنی حقیقتاً صرف وہی اس کا مخاطب تھا۔

کیلی گراہم[1] اس مہم میں شریک تھی جو پہلی بار مختلف ممالک کی طرف سے اس مقصد کے تحت ترتیب دی گئی تھی کہ زیرو لینڈ کو تلاش کیا جائے۔ کیلی گراہم اپنے ملک کی طرف سے شریک ہوئی تھی اور پھر اس مہم کے اختتام پر اس نے امریکہ کی شہریت اختیار کرلی تھی۔ عمران کی دانست میں اس کا محرک امریکی نمائندہ اوبران تھا.... اور پھر اسی کی کوششوں کی بناء پر وہ اُس کے محکمے سے منسلک ہوگئی تھی۔ بہت ذہین اور چالاک عورت تھی۔ عام طور پر دوسرے ممالک کے سیکرٹ ایجنٹوں میں "زہر کی پڑیا" کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ لیکن اس مہم کے دوران میں عمران نے اُس کے بھی چھکے چھڑادیئے تھے اور وہ شدت سے اُس کی صلاحیتوں کی معترف تھی۔

عمران اسی سے متعلق سوچتا ہوا اُس جگہ تک آیا جہاں سے ٹیکسیاں ملتی تھیں۔ تھریسیا کے سلسلے میں تو وہ اب مایوس ہوچکا تھا۔ اگر وہی ثمینہ سالومن کے روپ میں عابد رضوانی کے ساتھ مقیم تھی۔ کیونکہ اس کے کسی ساتھی کو اس کا علم ہوگیا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جارہا ہے۔ اس نے یقینی طور پر تھریسیا کو اس سے مطلع کیا ہوگا اور اب وہ عابد رضوانی کے بنگلے میں ہرگز نہ ہوگی۔

ٹیکسیوں کے اڈے پر پہنچ کر اُس نے ایک ٹیکسی ڈرائیور سے غیر معین مدت کے لئے ٹیکسی انگیج کرنے کی بات کی اور اسی کی شرائط پر راضی ہوگیا۔

اشتہار والے پتے پر پہنچنے میں بیس منٹ لگے تھے۔ سڑکوں پر اس وقت ٹریفک کا اژدھام تھا ورنہ راستہ دس منٹ سے زیادہ کا نہیں تھا۔

عمران ٹیکسی سے اُتر کر عمارت کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کیلی گراہم، صدر دروازے سے برآمد ہوتی دکھائی دی لیکن وہ تنہا نہیں تھی۔ ایک سفید فام مرد اُس کے ساتھ چل رہا تھا.... اور دوسرا دونوں کے عقب میں تھا۔ برابر چلنے والا بالکل اس سے ملا ہوا چل رہا تھا اور کیلی کے چہرے پر ایسا ہی تاثر تھا جیسے اُسے زبردستی وہاں سے لے جایا جارہا ہو۔

دونوں مردوں کے داہنے ہاتھ اُن کے کوٹوں کی جیبوں میں تھے اور قرائن سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ جیبیں خالی نہیں ہیں۔ ان میں شاید پستول بھی ہیں۔

اس طرح وہ تینوں ایک سفید گاڑی کے قریب پہنچے تھے اور کیلی کے برابر والے نے بائیں ہاتھ سے گاڑی کا دروازہ کھول کر کیلی کی طرف دیکھا تھا۔ وہ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی مرد بھی

[1] اس داستان کے لئے جاسوسی دنیا کا ڈائمنڈ جوبلی نمبر "زمین کے بادل" ملاحظہ فرمائیے۔

اُس کے برابر ہی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ عقب میں چلنے والے نے اگلا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔

عمران تیزی سے ٹیکسی کی طرف پلٹ گیا اور اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر ڈرائیور کے برابر ہی بیٹھتا ہوا بولا۔ "اس سفید گاڑی کے پیچھے چلنا ہے۔ خواہ وہ کہیں جائے۔"

"بہت اچھا، ساب کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے؟" ڈرائیور بولا۔

"تم سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"اس لئے بولا ساب! بعد میں پولیس والا تنگ کرتا ہے۔"

"میری موجودگی میں کوئی آنکھ اٹھا کر بھی تمہاری طرف نہیں دیکھ سکتا۔"

سفید گاڑی حرکت میں آچکی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کیا اور بڑے سلیقے سے سفید گاڑی کا تعاقب کرنے لگا۔

"انگریز لوگ ہے؟" تھوڑی دیر بعد ڈرائیور بولا۔

"کوئی بھی ہوں، تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"آپ خفیہ پولیس کا ہے، ساب؟"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم بہت سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

ڈرائیور کچھ نہ بولا اور سفید گاڑی کا تعاقب جاری رہا۔

"کیلی کے اغوا کنندگان اس کے مخالف کیمپ کے لوگ بھی ہوسکتے تھے۔ عمران اُن کی شکلوں سے قومیت کا اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ تھریسیا کے ساتھی بھی ہوسکتے تھے۔ اب دیکھنا تو یہ تھا کہ وہ اُسے کہاں لے جاتے ہیں اور عمران اُس کی مدد بھی کرسکتا ہے یا نہیں.... اور اس میں تو اب ایک فیصد شبہ بھی نہیں رہا تھا کہ وہ کیلی گراہم ہی ہے۔ وہی کیلی گراہم جو تاریک وادی والی مہم میں عمران کے ساتھ تھی اور انہوں نے زیرولینڈ کی تنظیم پر ایک کاری ضرب لگائی تھی۔

"یہ گاڑی تو شہر کے باہر جارہا ہے، ساب!" ڈرائیور تھوڑی دیر بعد بولا۔

"بالکل فکر نہ کرو۔ یہ لو سو کا نوٹ۔ اپنے ہی پاس رکھو۔" عمران نے جیب سے نوٹ نکال کر اُس کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "خفیہ والے حرام خوری نہیں کرتے۔"

"ارے نہیں، صاحب! اس کا ضرورت نہیں۔"

"مجھے ہر حال میں تمہارا حساب بیباق کرنا ہوگا۔ خواہ پہلے لے لو، خواہ بعد میں۔"

ڈرائیور نے بائیں ہاتھ سے نوٹ اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔

ایک جگہ سفید گاڑی سڑک چھوڑ کر کچے میں اتر گئی اور عمران جلدی سے بولا۔ "تم سیدھے ہی چلتے رہو۔"

پھر وہ مڑ کر سفید گاڑی کو دیکھنے لگا، جو سرکنڈوں کی جھاڑیوں کے درمیان والے راستے پر چلی جا رہی تھی۔ جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی اُس نے ڈرائیور سے کہا۔ "اب تم بھی اُدھر ہی موڑ لو۔"

ڈرائیور نے یوٹرن لیا اور سرکنڈوں کی جھاڑیوں کے درمیان والے راستے کے قریب پہنچ کر رفتار کم کر دی۔

"ٹھیک ہے۔" عمران بولا۔ "اب اُسی راستے پر اُتر چلو۔ لیکن رفتار کم ہی رکھنا۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ گاڑی کہاں جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے تمہیں پیچھے ہی چھوڑ کر وہاں تک مجھے پیدل جانا پڑے۔ لیکن تم وہیں رک کر میری واپسی کے منتظر رہو گے۔"

"بے فکر رہو صاب! جو بولے گا وہی ہوگا۔" ڈرائیور نے کہا۔

راستہ سیدھا نہیں تھا اس لئے سفید گاڑی ابھی تک دکھائی نہیں دی تھی۔ آخر ایک جگہ عمران نے اُس سے گاڑی روک دینے کو کہا اور بولا۔ "بس تم یہیں رکے رہنا۔"

"بہت اچھا ساب!"

لیکن عمران راستے پر چلنے کے بجائے جھاڑیوں میں گھس پڑا۔ اُسے علم تھا کہ اس طرف صرف ایک ہی چھوٹی سی عمارت ہے جو ایک زرعی فارم سے تعلق رکھتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ گاڑی والا راستہ ترک کر دینے کے باوجود بھی کس طرح اس تک پہنچ سکتا ہے۔

سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں کئی جگہ جسم پر خراشیں بھی آئیں لیکن وہ چلتا رہا اور بالآخر اس عمارت کے قریب پہنچ ہی گیا۔ لیکن ایسی پوزیشن میں تھا کہ اُسے عمارت سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

سفید گاڑی عمارت کے قریب کھڑی نظر آئی اور عمران عمارت کے عقب میں پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس میں ذرا بھی دشواری پیش نہ آئی۔ کھیتوں میں دور دور تک سناٹا تھا۔ اس لئے عمارت کے عقب میں پہنچ کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی ایک پرانی عمارت تھی۔ عمران اُسی طرف سے چھت پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ دیوار کی بعض اینٹوں کے کچھ حصے شوریت کی نظر ہو گئے تھے ایسی ہی جگہوں پر پنجے ٹکانے کی گنجائش نکل آئی تھی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد چھت پر پہنچ گیا۔ دیسی طرز کی عمارت تھی۔ صحن میں پہنچنے کے لئے زینے موجود تھے۔ عمران نے پہلے سن گن لی۔ صحن یا دالان میں کوئی موجود نہیں تھا۔ دالان کے بعد کمرے تھے اور شاید انہی کمروں میں سے کسی میں وہ اُسے لے گئے تھے۔

عمران بڑی احتیاط سے نیچے اُتر کر دالان میں داخل ہوا ہی تھا کہ اس نے کیلی گراہم کی آواز سنی۔

"تم لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ واپس چلو۔ میں تمہیں اپنے کاغذات دکھاؤں گی میرا نام جین ہارلنگر ہے اور میں مغربی جرمنی کی باشندہ ہوں۔"

"یہ قطعی غلط ہے۔ تمہارا نام کیلی گراہم ہے۔ پہلے تم مغربی جرمنی کے لئے کام کرتی تھیں اور اب امریکی اوورسیز سیکرٹ سروس سے متعلق ہو۔" کوئی مرد بولا۔

"غلط فہمی.... خالص غلط فہمی۔ ہو سکتا ہے جس کا نام تم لے رہے ہو وہ مجھ سے کسی قدر مشابہ ہو۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔"

"لیکن یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" مرد کی آواز آئی۔ "شکلوں میں مشابہت ہو سکتی ہے لیکن یہ قطعی ناممکن ہے کہ دو افراد کے فنگر پرنٹس بھی مماثلت رکھتے ہوں۔ تمہارا پورا ریکارڈ فنگر پرنٹس سمیت ہمارے پاس موجود ہے۔"

"تم لوگ آخر ہو کون؟" کیلی گراہم کی آواز آئی۔

"ہم کوئی بھی ہوں۔ تمہیں اس سے سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ زندگی عزیز ہے تو ہمارے سوالات کے صحیح جوابات دینے کی کوشش کرو۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟" کیلی گراہم نے پوچھا۔

"اس کا انحصار تمہارے جوابات پر ہوگا۔"

"پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ لیکن میں نے ابھی اس سے انکار نہیں کیا ہے کہ میرا نام جین ہارلنگر ہے۔"

"تم، اسپین میں اپنے سفارت خانے سے متعلق تھیں۔ یہاں کیوں آئی ہو؟"

"میں نے آج تک اسپین کی شکل نہیں دیکھی۔ میرے کاغذات تمہیں بتائیں گے کہ میں ہالینڈ سے آئی ہوں۔"

"ہم جانتے ہیں کہ وہ کاغذات کیسے ہیں۔"

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ تشدد پر نہ اُتر آئیں۔ دونوں مسلح ہیں۔ جس کمرے سے آوازیں آرہی تھیں اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے بغلی ہولسٹر سے پستول نکالا اور دروازے کی بائیں جانب پہنچ کر رک گیا۔

دونوں مردوں کی پشت دروازے کی جانب تھی۔ ایک کیلی گراہم سے گفتگو کر رہا تھا اور دوسرا اس کی طرف ریوالور تانے خاموش کھڑا تھا۔

"ڈراپ دی گن" دفعتاً عمران نے گونجیلی آواز میں کہا اور مسلح آدمی کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر فرش پر گر گیا۔

"اب ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" عمران پھر غرایا۔

اُن کے ہاتھ بھی اٹھ گئے۔ پھر عمران نے آگے بڑھ کر دوسرے آدمی کی جیب سے بھی ریوالور نکال لیا اور کیلی سے کہا کہ وہ فرش پر پڑا ہوا ریوالور اٹھالے۔ کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ اس نے عمران کے مشورے پر عمل کیا تھا۔

"اور اب تم دونوں بتاؤ کہ ان خاتون کو کیوں پریشان کر رہے ہو؟" عمران نے ان دونوں کے سامنے پہنچ کر سوال کیا۔

"تم کون ہو؟" ایک نے حقارت آمیز لہجے میں پوچھا۔

"قانون کا ایک محافظ!"

"کس قانون کے تحت، بغیر اجازت تم اس مکان میں داخل ہوئے ہو؟"

"تم کس استحقاق کی بناء پر یہاں نظر آرہے ہو؟"

"ہم فارم کے مالک کے مہمان ہیں۔"

"اور یہ خاتون ہماری ذمے داری ہیں۔"

"تمہارا شناخت نامہ دیکھے بغیر ہم تمہیں قانون کا محافظ تسلیم نہیں کر سکتے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ تم دونوں بہرحال میرے قابو میں ہو۔"

اچانک ان میں سے ایک نے اپنی زندگی کی پرواہ کیے بغیر عمران پر چھلانگ لگائی۔ ایک فائر ہوا اور وہ اچھل کر بائیں جانب والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن یہ فائر عمران کے پستول سے نہیں ہوا تھا بلکہ کیلی گراہم نے اُس پر اُسی کے پستول سے فائر کیا تھا۔ دوسرا جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

کیلی کی چلائی ہوئی گولی، اُس کے ساتھی کی پیشانی پر پڑی تھی۔ لہٰذا نتیجہ ظاہر تھا۔ اُس کے جسم میں اب ہلکی سی لرزش بھی نہیں پائی جاتی تھی۔

"تم نے اچھا نہیں کیا۔" عمران کیلی کی طرف دیکھ کر غرایا۔

وہ پتا نہیں کیا سمجھی کہ ایک فائر عمران پر بھی جھونک مارا.... بس قسمت کا سکندر ہی تھا کہ بچ گیا ورنہ کم از کم دایاں شانہ ضرور زخمی ہوا ہوتا۔ وہ چھلانگ مار کر بائیں جانب ہٹا اور دوسرا آدمی کمرے سے نکل بھاگا۔ کیلی نے عمران پر دوسرا فائر کیا اور عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے خود کو بچایا.... پھر تو وہ پے در پے فائر کرتی ہی چلی گئی تھی۔

ریوالور خالی ہو گیا اور اتنے میں عمران نے گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ کیلی کو وہیں چھوڑ کر دروازے کی طرف جھپٹا لیکن تیز رفتار گاڑی سرکنڈوں کے جنگل میں غائب ہو چکی تھی۔

اب کہیں یہ بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ عمران نے سوچا اور تیزی سے پلٹ پڑا۔ کیلی اسی کی جانب چلی آرہی تھی۔ لیکن انداز ایسا تھا جیسے جوڈو کراٹے کا کوئی داؤ اس پر آزمائے گی۔

"بس" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرے قبضے میں بارہ راؤنڈ ہیں۔ تمہارا پورا جسم چھلنی ہو کر رہ جائے گا۔"

کیلی اُس سے تھوڑے ہی فاصلے پر رک گئی۔ میک اپ کی وجہ سے وہ شاید عمران کو اب بھی نہیں پہچان سکی تھی۔

"شاید وہ دونوں ٹھیک ہی کہہ رہے تھے۔" عمران نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "تم کچھ اور ہو اور کاغذات سے کچھ اور ثابت کرنے کی کوشش کرو گی۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران نے ریوالور نکال کر کہا۔ "کمرے میں واپس چلو۔" وہ دالان کی طرف مڑ گئی اور عمران نے صحن کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگادی۔

دونوں کمرے میں آئے اور عمران لاش کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "اس کی جامہ تلاشی لو۔"

"م.... مجھے افسوس ہے، آفیسر! میں نروس ہو گئی تھی۔" کیلی نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے تم پر قاتلانہ حملہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔"

"اب تو کر ہی چکی ہو.... چلو دیکھو۔" اُس نے ریوالور کی نال سے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

کیلی لاش کے قریب دوزانو بیٹھ کر اس کی جامہ تلاشی لینے لگی لیکن اُس کے پاس سے ایک پر
کے علاوہ اور کچھ بھی بر آمد نہ ہو سکا۔ کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے اس کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔

"اور اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔" عمران نے اس سے کہا۔

"کک.... کہاں....؟" وہ ہکلائی۔

"تم نے میری موجودگی میں ایک آدمی کو قتل کیا ہے۔ اسلئے تم خود ہی سوچو کہ کہاں لے جاؤنگا۔"

"وہ ایک غیر ملکی جاسوس تھا اور تمہارے ملک کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔" کیلی نے خود کو
سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اور تم کیا ہو؟"

"یہ میں تمہارے محکمے کے سکریٹری کو بتا سکوں گی۔"

"وہ بہت بوڑھا آدمی ہے۔ نہیں سمجھ سکے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"ہائیں، تم بوڑھا ہونے کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتیں؟"

"چلو...." وہ غضبناک ہو کر غرائی۔ عمران اُسے باہر لایا اور عمارت کے عقب میں پہنچ کر
اُسی راستے پر ہولیا۔ جس سے یہاں تک پہنچا تھا، اُدھر سے نہیں جانا چاہتا تھا، جدھر سفید گاڑی کھڑی
تھی۔ دفعتاً اُسے ٹیکسی یاد آئی، جو کچے راستے ہی پر چھوڑ دی گئی تھی۔ فرار ہونے والا اُسی راستے سے
واپس ہوا ہوگا۔ پتا نہیں ٹیکسی وہاں کھڑی دیکھ اس نے کیا کیا ہوگا۔

"تمہاری رفتار سست ہے، ذرا تیز چلو۔" عمران نے کیلی کو للکارا۔ وہ اب بھی اُسے نہیں پہچان
سکی تھی۔

"مجھ سے نہیں چلا جاتا۔" وہ اٹھلا کر رہ گئی۔ شاید اب کوئی اور حربہ استعمال کرنا چاہتی تھی۔
عمران نے دل ہی دل میں ایک قہقہہ لگا کر غصیلی آواز میں کہا۔ "تو کیا میں تمہیں اپنے کاندھے پر
اٹھا کر لے چلوں گا۔"

"پھر بتاؤ میں کیا کروں؟" اس نے کہا اور چلتے چلتے بھد سے زمین پر بیٹھ گئی۔

"ارے.... ارے...." عمران بھی رک گیا۔

"ذرا دم لینے دو۔"

"نکل بھاگنے کی کوئی تدبیر سوچ رہی ہو کیا؟"

"مجھے اپنے سب سے بڑے آفیسر کے پاس لے چلنا۔ میں اور کسی سے گفتگو نہیں کروں
گی.... اوہ، ہاں.... وزارتِ خارجہ کے سکریٹری کے علاوہ اور کسی سے بات نہیں کروں گی۔"

"وہ تو بالکل ہی بوڑھے ہیں۔"

"کیا تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"نہیں، تمہیں واقعی ماہر نفسیات بنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"کیا مطلب....؟" وہ ایک دم اٹھ گئی۔

"دوسروں کے مسائل حل کرتے کرتے خود مسئلہ بن گئیں۔"

"اوہ، تو میری نگرانی ہو رہی تھی؟"

"ظاہر ہے۔ ورنہ میں، تم تک کیسے پہنچتا؟"

"کیوں نگرانی ہو رہی تھی؟"

"چلتی بھی رہو اور گفتگو بھی کرتی رہو۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"آخر میری نگرانی کیوں ہو رہی تھی؟ سیاحوں کی نگرانی سوائے ایک ملک کے اور کہیں نہیں
کی جاتی۔"

"تمہاری نگرانی اسلئے کی جا رہی تھی کہ تم نے وہ اشتہار صرف ایک فرد کے لئے شائع کرایا تھا۔"

"اوہ...." وہ چلتے چلتے رک گئی اور اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "تو یہ تم ہو۔ میں نہیں جانتی
تھی کہ میک اپ کے بھی ماہر ہو۔" پھر وہ بڑی بے تکلفی سے آگے بڑھی اور اُس سے بغل گیر
ہو گئی۔

"یعنی کہ.... یعنی کہ...." عمران ہکلا کر رہ گیا۔

"تم، عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے.... شریر آدمی۔"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے۔ چلتی رہو۔ ورنہ پھر کسی دشواری میں پڑو گی۔" عمران اُسے
ہٹانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

"چلو.... چلو۔"

اس بار اُس کے قدم تیزی سے اٹھ رہے تھے۔

"وہ دونوں مخالف کیمپ کے تو نہیں معلوم ہوتے تھے۔" اس نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"پھر کون تھے؟"

"غالباً تھریسیا کے آدمی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں تین اطراف سے گھیرا گیا ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے کہ ہمارے آدمیوں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا.... وہ، ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ تھے۔"

"کوئی بھی رہے ہوں۔ مجھے اس سے سروکار نہیں۔"

"بہر حال میں اپنے محکمے کی طرف سے معذرت کرنے آئی ہوں۔"

"اب اس کا کیا فائدہ؟ اب تو میں دشواری میں پڑ ہی گیا ہوں۔"

"لیکن تم وہاں سے فرار کیوں ہو گئے تھے؟"

"مجھے، میری مرضی کے خلاف کوئی نہیں روک سکتا۔"

"میں اسپین میں تھی۔ اچانک اس مشن کی اطلاع ملی۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ مجھے کتنی خوشی ہوئی تھی۔ میں جانتی تھی کہ اشتہار دیکھتے ہی تم مجھ سے ملنے کی کوشش کرو گے۔"

"اور ٹھیک اُسی وقت تم تک پہنچوں گا جب زیرولینڈ کے ایجنٹ تم میں دلچسپی لے رہے ہوں گے۔"

"عجیب اتفاق ہے لیکن وہ لوگ، تم سے کیا چاہتے ہیں؟"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔ تھریسیا اُن چاروں کے ساتھ مجھے بھی مریخ پر لے گئی تھی پھر جس طرح انہیں زمین پر واپس لائی تھی اسی طرح مجھے بھی نیویارک پہنچا دیا گیا تھا لیکن پتا نہیں کیوں انہیں چھوڑ کر صرف میرے پیچھے پڑ گئی تھی۔"

"ان مسائل پر اطمینان سے گفتگو ہوگی۔ یہ بتاؤ.... کیا اسی طرح چلنا ہوگا؟"

"بس کچھ دور.... میں ٹیکسی سے آیا تھا۔ ایک جگہ اُسے رکوا کر پیدل ادھر آیا تھا۔"

"زندگی کیسی گزر رہی ہے؟"

"پتا نہیں۔ میں اس پر کبھی دھیان نہیں دیتا۔ جیسے ہوا چلتی ہے۔ بارش ہوتی ہے اسی طرح

زندگی بھی بسر ہوتی ہے۔"

"کتنے بچے ہیں؟"

"بچوں کا پلانٹ لگایا ہی نہیں۔"

"یعنی کہ ابھی تک کنوارے ہو۔"

"پتا نہیں، کیا ہوں؟ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا۔"

"ویسے ہی معلوم ہوتے ہو، جیسے پہلے تھے۔"

"کیا خیال ہے، اب تک دم نکل آنی چاہئے تھی؟"

"نہیں، کسی قدر سنجیدگی ضرور آنی چاہئے تھی۔"

"تبدیلیاں صرف اُن لوگوں میں ہوتی ہیں جنہیں اپنے بارے میں بھی سوچنے کا موقع مل جاتا ہو۔"

"حقیقت تو یہی ہے۔" وہ سر ہلا کر بولی۔

"اب تم اپنے بچوں کی تعداد بتاؤ۔"

"میں نے بھی ابھی تک شادی نہیں کی۔" وہ ہنس کر بولی۔ "ہمارا پیشہ ان الجھیڑوں کی اجازت کہاں دیتا ہے.... اوہ ابھی اور کتنا چلنا پڑے گا۔"

"بس، زیادہ دور نہیں۔" عمران نے کہا۔

کچھ دیر وہ خاموشی سے چلتے رہے۔ پھر عمران بولا۔ "چلو، میں نے تمہارے محکمے کی طرف سے معذرت قبول کر لی.... اس کے بعد....؟"

"اطمینان سے گفتگو ہوگی، اس مسئلے پر۔"

"کیا ابھی کوئی مسئلہ بھی باقی ہے؟"

"کیوں نہیں.... بہتیری باتیں ہیں۔"

وہ ٹیکسی تک پہنچ گئے لیکن ٹیکسی ڈرائیور کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ ٹیکسی کو مقفل کر کے کسی طرف نکل گیا تھا۔

"کیوں.... کیا بات ہے؟" کیلی نے پوچھا۔

"ٹیکسی ڈرائیور موجود نہیں ہے۔"

"انتظار کر لیں گے۔"

"اس کے علاوہ اور کر ہی کیا سکتے ہیں۔"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ تم سے ایسے حالات میں ملاقات ہو گی۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ تم اشتہار دیکھتے ہی میری طرف آؤ گے۔"

"اس وقت تمہارا یہی اعتماد کام آیا ہے۔" کیلی خاموش رہی۔

"اِدھر آجاؤ۔ ٹیکسی کے پیچھے۔ ہمیں راستے پر نہیں کھڑے رہنا چاہئے۔" عمران نے کیلی کا بازو پکڑ کر دوسری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

وہ خاموشی سے اُسکے ساتھ اُدھر چلی گئی۔ کئی منٹ گزر گئے لیکن ٹیکسی ڈرائیور دکھائی نہ دیا۔

"کیا وہ اُسے بھی لے گیا ہے؟" عمران بڑبڑایا۔

"کون کسے لے گیا ہے؟" کیلی چونک کر بولی۔

"مفرور.... ٹیکسی ڈرائیور کو" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اس خیال سے کہ کہیں اُسے راستے میں نہ جالوں۔"

"ممکن ہے.... تو پھر اب کیا ہو گا؟ میرا خیال ہے کہ ہم شہر سے کسی طویل فاصلے پر ہیں۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"کہیں اُس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ختم ہی نہ کر دیا ہو؟" کیلی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"اس کا بھی امکان ہے.... آؤ دیکھیں۔" عمران نے کہا اور اُسی جانب کی جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا۔ کیلی، اس کے پیچھے تھی۔ دفعتاً عمران رک گیا۔ ایک جگہ دو انسانی پیر دکھائی دیئے تھے۔

"کیا ہے؟" کیلی نے اُس کے شانے پر جھکتے ہوئے پوچھا اور عمران نے اسی جانب اشارہ کیا، جدھر پیر دکھائی دیئے تھے۔

"اوہ، خدایا!"

وہ تیزی سے آگے بڑھے۔ ٹیکسی ڈرائیور اوندھا پڑا ہوا تھا لیکن مردہ نہیں تھا۔ جسم پر کوئی زخم بھی نہ دکھائی دیا۔ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

"اسے شاید بیہوش کر کے یہاں ڈال گیا ہے۔"

عمران نے تیزی سے اُس کی جامہ تلاشی لے ڈالی۔ گاڑی کی کنجی اُس کی جیب سے برآمد ہوئی تھی۔ پرس میں رقم بھی موجود تھی۔

اُس نے بیہوش ڈرائیور کو کاندھے پر اٹھایا اور ٹیکسی کی طرف چل پڑا۔ کنجی، کیلی کو تھما دی تھی کہ وہ ٹیکسی کا دروازہ کھولے۔

تھوڑی دیر بعد وہ خود اُس ٹیکسی کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ کیلی اُسی کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھی اور اور بیہوش ڈرائیور پچھلی سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔

"جلدی میں وہ ہمیں اپنے تعاقب سے باز رکھنے کے لئے اتنا ہی کر سکا ہو گا۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ زیرولینڈ کے ایجنٹ، یہاں اس طرح مصروف عمل ہوں گے۔" کیلی نے کہا۔

"انہوں نے دونوں کیمپوں کے ایجنٹوں کو میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اپنے آدمیوں کا حشر تو تمہیں معلوم ہی ہو گا؟"

"یہاں آ کر معلوم ہوا ہے۔"

"میرا خیال ہے وہ سچ مچ تھریسیا ہی تھی، جس نے میرے فلیٹ میں تمہارے آدمیوں کی مرمت کی تھی۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ صرف تم اتنے اہم کیوں ہو گئے ہو۔ جبکہ وہ چاروں اپنی اپنی جگہوں پر مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"زیرولینڈ کے ایجنٹ اندھیرے کے تیر ہیں۔ لہٰذا مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"وہ جگہ چھوڑ دو۔ جہاں تمہارا قیام ہے۔"

"میرا سامان وہیں ہے۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ وہ وہاں سے منگوا لیا جائے گا لیکن اگر تم تھریسیا کے ہتھے چڑھ گئیں تو یہ بہت بُرا ہو گا۔"

"میں چاہتی ہوں کہ کبھی اس سے دوبدو ہونے کا موقع مل جائے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اتنے میں پچھلی سیٹ سے ٹیکسی ڈرائیور کی کراہ سنائی دی.... اور کیلی مڑ کر اُسے دیکھنے لگی۔

"شاید یہ ہوش میں آرہا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔ گاڑی کچے راستے سے اب سڑک پر نکل آئی تھی۔ عمران نے رفتار کم کر دی اور سڑک کے کنارے روک کر انجن بند کر دیا اور خود بھی مڑ کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ سیٹ کے نیچے گر ہی گیا ہوتا اگر عمران نے ہاتھ بڑھا کر اُسے سہارا نہ دیا ہوتا۔ دفعتاً اُس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"یہ کیا چکر ہے، ساب؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں کیا بتاؤں؟" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں جب واپس آیا تو تم ٹیکسی میں نہیں تھے اور ٹیکسی لاکڈ تھی۔ کچھ دیر انتظار کر کے تمہاری تلاش شروع کر دی اور تم جھاڑیوں میں بے ہوش پڑے ملے۔ اپنی رقم وغیرہ چیک کر لو۔ کنجی میں نے تمہاری جیب سے نکالی تھی۔"

"یہ تو وہی میم ساب ہے۔" ٹیکسی ڈرائیور نے کیلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، وہی ہے لیکن تم پر کیا گزری تھی؟"

"ہم گاڑی لاک کر کے اُدھر جھاڑیوں میں استنجے کے لئے جا رہا تھا کہ وہی سفید گاڑی آتا دکھائی دیا۔ ایک انگریز اس میں تھا۔ اُس نے گاڑی روکا اور ہم سے پوچھا کہ تم اسے لایا تھا۔ ہم بولا ہاں ہم لایا تھا.... اور ساب اس کا اردو سن کر ہمارا جی خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ بولا کہ تمہارا طبیعت خراب ہو گیا ہے اور تم ہمیں بلاتا ہے۔ ہم سے بولا ٹیکسی یہیں چھوڑ دو۔ ہمارا ساتھ چلو۔ وہ گاڑی سے اُتر کر ہمارا پاس آیا اور پھر ہمارا گردن پر ہاتھ مار دیا۔ ہم غافل تھا، ساب! مار کھا گیا۔ ہم نہیں جانتا کہ پھر کیا ہوا، ساب! ہم بے قصور ہے، ساب!"

"میں سمجھتا ہوں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "وہ بدمعاش لوگ تھے۔ میم صاحب کو دھوکا دے کر ادھر لائے تھے۔ وہ پٹ کر بھاگا تھا اس لئے تمہیں بے ہوش کر گیا کہ میں اس کے پیچھے نہ دوڑ پڑوں۔"

"ہم غافل ہو گیا تھا، ساب! ہمارا غلطی ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم اپنی رقم چیک کر لو۔"

وہ کوٹ کی اندرونی جیب سے پرس نکال کر رقم کا شمار کرنے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد سر ہلا دیا۔

"سب ٹھیک ہے ساب۔"

"اچھا تو اب تم لیٹے ہی رہو۔ میں ہی ڈرائیو کروں گا۔"

"نہیں، ہم بالکل ٹھیک ہے، ساب! لے چلے گا۔"

❂

شہر میں پہنچ کر سفید فام مفرور نے ایک جگہ گاڑی روکی اور نیچے اُتر کر سامنے والی عمارت میں داخل ہو گیا۔ اس میں کئی کشادہ اور شاندار فلیٹ تھے۔ انہی میں سے ایک کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ یہاں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔ کوٹ اتار کر اس نے صوفے پر ڈال دیا اور ٹائی کی گرہ ڈھیلی کرنے لگا۔ آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ پھر ٹائی بھی گلے سے نکال کر صوفے ہی پر ڈال دی اور فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا۔

"بات بنی اور بگڑ گئی۔"

"کیا مطلب؟" دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی۔

"رالف مارا گیا۔"

"کس طرح....؟"

"ہم اُس عورت کو بتائی ہوئی جگہ پر لے گئے تھے۔ پہلے تو وہ کسی بات کا جواب ہی دینے پر آمادہ نہیں نظر آتی تھی۔ پھر کسی طرح زبان کھولی تھی کہ ایک نامعلوم آدمی نے مداخلت کی۔ وہ مسلح تھا اور ہم اس کی موجودگی سے لاعلم تھے۔ ہمیں نہتا ہو جانا پڑا۔ عورت نے رالف پر فائر کر دیا۔ پھر میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں رہا تھا کہ کسی طرح وہاں سے فرار ہو جاتا۔"

"کیا وہ کوئی مقامی آدمی تھا۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں، مقامی ہی تھا۔"

"عمران....؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں، کوئی اور تھا۔ اُسے تو میں پہچانتا ہوں۔"

"تو تم، اس عورت سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے؟"

"نہیں، شاید معلوم کر لیتے، اگر وہ نہ ٹپک پڑتا۔"

"کیا شہر ہی سے تمہارا تعاقب کیا گیا تھا؟"

"اگر کیا بھی گیا ہو تو ہمیں احساس نہیں ہو سکا تھا۔"

"تم سب اتنے غافل کیوں رہنے لگے ہو؟"

"میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں، سوائے اس کے کہ یہ محض اتفاق تھا۔"

"اچھا، تم وہیں ٹھہرو۔ اب اپنے فلیٹ ہی تک محدود رہنا۔"

"کب تک.....؟"

"بکواس مت کرو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ وہ بُرا سامنہ بنائے ہوئے ریسیور کو گھورتا رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے سلیپنگ سوٹ پہنا اور بستر پر گر گیا۔ تھکن کے آثار اُس کے چہرے سے نمایاں تھے اور پلکیں بوجھل ہوئی جارہی تھیں۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ سو گیا۔

پھر آنکھ کھلی تھی فون کی گھنٹی مسلسل بجتے رہنے کی بنا پر جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہیلو.....!" ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں دھاڑا۔ "بونارجس اسپیکنگ۔"

"میں راشد ہوں۔"

"کیا بات ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے جسکی اطلاع مجھے تم کو پہلے ہی دینی چاہئے تھی۔"

"کیا ہوا.....؟"

"تم نے پچھلی شام کو مجھ سے کہا تھا کہ ثمینہ سالومن کو اس میٹنگ میں لے جاؤں۔ میں لے گیا تھا اور اُس نے وہ سب کچھ کیا، جو اسے کرنا تھا۔ واپسی پر اُسے عابد رضوانی کے بنگلے میں اُتار کر خود روانہ ہوگیا۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میرا تعاقب کیا جارہا ہے لیکن بہر حال، میں تعاقب کرنے والے کو ڈاج دینے میں کامیاب ہوگیا۔"

"اس کامیابی سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"تعاقب کرنے والا میرے ٹھکانے تک نہیں پہنچ سکا۔"

"تب تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"میں نے سوچا تمہیں مطلع کردوں۔"

"تم نے اچھا کیا۔"

"یہ بہت بُری بات ہے کہ ہم نجی طور پر آپس میں کوئی رابطہ نہیں رکھ سکتے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نہیں سمجھا، تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"یہی کہ میں اپنے طور پر ثمینہ سالومن سے رابطہ نہیں رکھ سکتا۔"

"اس کی ضرورت؟" بونارجس نے سوال کیا۔

"مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔"

"دیکھو دوست! ہم لوگ آپس میں اس قسم کے تعلقات نہیں رکھتے۔ اس لئے تم کہیں اور قسمت آزمائی کرو۔"

"مجبوری ہے۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ کیا یہ ثمینہ سالومن بہت خوبصورت ہے۔" بونارجس نے پوچھا۔

"نہیں، خوبصورت تو نہیں ہے زیادہ۔ لیکن پتا نہیں کس قسم کی دلکشی اپنے اندر رکھتی ہے۔ کیا تم نے اُسے نہیں دیکھا؟"

"ضروری نہیں ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں بھی۔"

"دیکھنے کی چیز ہے۔"

"صبر کرو اور ہوشیار رہو۔"

"اچھا.....میں پوری طرح ہوشیار نہ ہوتا تو تعاقب کرنے والے کو ڈوج کیسے دیتا۔"

"اچھا، خدا حافظ۔" کہہ کر بونارجس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ، اس عورت کے بارے میں سوچنے لگا، جس سے اُسے احکامات ملتے تھے۔ لیکن اُس نے آج تک اُسے دیکھا نہیں تھا۔ اس کی قیام گاہ سے بھی واقف نہیں تھا۔ صرف ایک فون نمبر تھا، اُس کے پاس، اور وہ بھی صرف فون ہی پر اس سے رابطہ رکھتی تھی۔ بونارجس پرتگالی تھا اور زیرولینڈ کی تنظیم میں خاصی اچھی حیثیت رکھتا تھا۔ یعنی اُسے تھریسیا سے براہ راست احکامات ملتے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کیا تھریسیا کو اس سے آگاہ کردے کہ ثمینہ سالومن کے سلسلے میں راشد کا تعاقب کیا گیا تھا۔ پھر خیال آیا کہ تعاقب کرنے والا راشد کے ٹھکانے تک تو پہنچ ہی نہیں سکا تھا۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ اس مسئلے کو چھیڑا جائے۔ ہو سکتا ہے خود اُس کے لئے کوئی نیا دردِ سر پیدا ہوجائے۔ لیکن یہ تو بہت بُرا ہوا کہ اُسے صرف فلیٹ ہی

تک محدود کر دیا گیا ہے۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس نے مضطربانہ انداز میں ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز آئی جس سے احکامات ملا کرتے تھے۔

"بونار جس! وہ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا، جو عورت کو تمہارے قبضے سے نکال لے گیا۔"

"میں، عمران کو پہچانتا ہوں، مادام!"

"وہ میک اپ کا ماہر ہے۔ آواز بدلنے پر بھی قادر ہے حتیٰ کہ چال ڈھال تک بدل لیتا ہے۔"

"ایسی کوئی صورت ہے تو پھر میں کیا عرض کروں، مادام؟"

"آج رات کو تم اپنی جگہ بدل دینا۔"

"کیوں، مادام؟"

"فارم کا مالک، تمہاری اس قیام گاہ سے واقف ہے اور تم وہاں رالف کی لاش چھوڑ آئے ہو۔"

"یہ بات تو ہے، مادام!"

"اب تم ساحلی تفریح گاہ کے ہٹ نمبر ایک سو بیاسی میں چلے جاؤ۔"

"بہت بہتر مادام!"

"دراصل میں نے عمران کا سراغ ایک بار پھر کھو دیا ہے۔"

"پہلے ہی اس پر ہاتھ ڈال دینا چاہئے تھا۔"

"اس سے کوئی خاص فائدہ نہ ہوتا۔ اس کی مصروفیات پر نظر رکھنا ضروری تھا۔"

"میں اُسے تلاش کروں؟"

"نہیں، صرف دوسرے احکامات کے منتظر رہو..... ہٹ میں ضرور منتقل ہو جانا۔"

"ایسا ہی ہوگا مادام!"

"دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اُس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پیکٹ سے سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔

✪

عمران اُسے ماڈل ٹاؤن کی اسی عمارت میں لے آیا تھا۔ جہاں خود مقیم تھا۔ کیلی گراہم کسی قدر پریشان بھی نظر آرہی تھی۔

"کیا یہاں کسی سے تمہارا رابطہ ہے؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"نہیں، مجھے کسی سے بھی رابطہ رکھنے کو نہیں کہا گیا۔ بس تمہاری تلاش مقصود تھی۔"

"لیکن پھر وہ جگہ تمہیں کیسے ملی تھی، جہاں کے پتے سے تم نے اشتہار شائع کرایا تھا؟"

"مجھے صرف اس جگہ کا پتا بتایا گیا تھا، جہاں مجھے قیام کرنا تھا۔ ایک حوالے سے وہ جگہ مجھے مل گئی تھی۔"

"وہ جگہ کس کی ملکیت ہے؟"

"ایک مقامی آدمی کی۔ اس کا نام راحت علی ہے۔ مجھے اُس کے نام ایک تعارفی خط دیا گیا تھا۔"

"جین ہارلنگر ہی کے نام سے۔"

"ہاں، اسی نام سے۔ اوہ تو کیا تم اُس کے خلاف کوئی کارروائی کرو گے؟"

"بلاضرورت میں کبھی کچھ نہیں کرتا۔" عمران سر کو منفی جنبش دے کر بولا۔

"میرے سامان کا کیا ہوگا؟"

"اب تم راحت علی کیلئے ایک خط لکھ دو۔ میرا کوئی آدمی وہاں سے تمہارا سامان لے آئے گا۔"

"یہ پروگرام میں شامل نہیں تھا۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتی کہ اس خط کا ردعمل کیا ہوگا۔"

"اچھا تو پھر سکون سے بیٹھو۔ میں خود دیکھوں گا۔ سامان کی تفصیل مجھے لکھوا دو۔ لیکن ٹھہرو! تمہارے اس طرح غائب ہو جانے سے راحت علی کا ردعمل کیا ہوگا؟"

"میں یہ بھی نہیں جانتی۔"

"اچھا، جو کچھ جانتی ہو، وہی بتا دو۔"

"صرف اتنا جانتی ہوں کہ مجھے تم سے معذرت طلب کرنی تھی اور پھر یہ درخواست کرنی تھی کہ میرے ساتھ اسپین چلو۔"

"پیدل۔"

اور وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔ پھر ہنس کر بولی۔ "کسی وقت بھی شرارت سے خالی نہیں رہتے۔"

"میں نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔"

"پیدل کیوں جاؤ گے؟"

"اس لئے کہ یہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔"

"پھر کیوں چھپے چھپے پھر رہے ہو؟"

"یہ میری تفریح ہے۔"

"ایک طرف زیرولینڈ کے ایجنٹ ہیں اور دوسری طرف مخالف کیمپ۔"

"کس کا مخالف کیمپ؟"

"ہمارا مخالف کیمپ۔"

"لیکن ہمارا کوئی مخالف کیمپ نہیں ہے۔"

"تم، ہمارے دوست ہو۔"

"دوستی کے لئے کسی تیسرے کی مخالفت کرنا عقل مندی نہیں ہے۔"

"یہ تمہاری ذاتی رائے ہے۔"

"ہاں، یہ میری ذاتی رائے ہے۔"

"لیکن ہم جن حالات کے خلاف صف آرا ہیں وہ ساری دنیا کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔"

"یہ بھی درست ہے۔"

"تو پھر؟"

"تو پھر کیا؟ میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آسکا کہ آخر لوگ مجھ سے چاہتے کیا ہیں؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ اُن چاروں کے ساتھ تم کیوں لے جائے گئے تھے؟"

"یہ معاملہ بھی ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"حالانکہ یہی بنیادی مسئلہ ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر کوئی روشنی نہ ڈال سکوں گا۔ کیونکہ خود بھی اس کے مقصد سے لاعلم ہوں۔"

"دیکھو خود کو مزید دشواریوں میں نہ ڈالو۔" وہ اسے بے یقینی سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"وقتی معاملات ہیں۔ دیکھا جائے گا۔"

"تم غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ یہ وقتی معاملات نہیں ہیں۔ دونوں کیمپوں کی سیکورٹی تمہارے چکر میں ہے جس کے ہتھے بھی چڑھ گئے وہ تمہیں زبان کھولنے پر مجبور کردے گا۔ نہیں مانو گے تو زندگی سے ہاتھ دھوؤ گے۔"

"میں نے سنا ہے کہ تم کوکیز بڑی اچھی بناتی ہو؟"

"بات مت اڑاؤ.... ہاں میں بہت لذیز ڈشیں بھی تیار کر سکتی ہوں۔"

"تو پھر کب تیار کرو گی۔ تھوڑی ہی دیر بعد سے بھوک لگنی شروع ہو جائے گی۔ میں پیٹ کا بہت کچا ہوں۔"

"خیر میں پھر تمہیں سمجھانے کی کوشش کروں گی۔ مجھے کچن دکھاؤ۔"

اسے کچن میں چھوڑ کر وہ پھر سٹنگ روم میں واپس آگیا اور فون پر رانا پیلس کے نمبر ڈائل کیے۔ فوراً ہی جواب ملا تھا۔

"بس کال کرنے ہی والا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کوئی خاص بات....؟"

"جی ہاں، ثمینہ سالومن اب بھی عابد رضوانی ہی کے بنگلے میں موجود ہے۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی ہاں، میں ذاتی طور پر بھی تصدیق کر چکا ہوں۔"

"گڈ.... یہ اچھی خبر سنائی ہے تم نے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ تعاقب کو اس نے محض اپنے آدمی کی ذات ہی تک محدود سمجھا ہو گا۔ ورنہ ہرگز وہاں نہ رکتی۔"

"اب کیا حکم ہے؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"احتیاط اور ہوشیاری اور نگرانی جاری رکھو اور اس طرح تیار رہو کہ کسی وقت بھی اُسے گھیر کر گرفتار کر لینا ہے۔"

"بہت بہتر جناب!"

"اور ماڈل کالونی کے بنگلہ نمبر ایف تھرٹی سیون کے آس پاس بھی ہمارے کسی آدمی کو موجود ہونا چاہئے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اور کوئی تو اس بنگلے میں دلچسپی نہیں لے رہا۔"

"بہت بہتر.... ایف تھرٹی سیون، ماڈل کالونی۔"

"اور آج کے کسی بھی اخبار میں ایک ماہر نفسیات خاتون کا اشتہار تلاش کر کے اُس کے پتے پر بھی یہ دیکھنے کی کوشش کرو کہ اس عمارت کی بھی تو نگرانی نہیں کی جارہی۔"

"میں نے دیکھا تھا، وہ اشتہار.... وہ کون ہے؟"

"اطمینان سے بتاؤں گا۔ فی الحال موقع نہیں ہے۔"

"بہت بہتر جناب! اُسے بھی دیکھ لیا جائے گا۔"

"کتنی دیر میں مجھے مطلع کر سکو گے؟"

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد۔"

"ٹھیک ہے۔" کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ماڈل کالونی کا ایف تھرٹی سیون، وہ بنگلہ تھا جس کے ایک پام کے گملے میں وہ سگریٹ لائٹر نما پستول ڈال آیا تھا۔ اگر واقعی اس میں کوئی ایسی چیز پوشیدہ تھی جو اُس کے حامل کی نشاندہی کر دیتی.... تو اس کی تصدیق کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ پھر کچن کی طرف چل پڑا.... اور دروازے کے قریب رک کر بولا۔ "خوشبوئیں تو منتشر ہونے لگی ہیں۔"

"یہاں سبھی کچھ تو موجود ہے۔" کیلی نے مڑ کر کہا۔ "بس ایک عورت کی کمی تھی۔"

"سو وہ براہِ راست آسمان سے ٹپک پڑی ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"سنا ہے تمہارے یہاں شراب پینے کی ممانعت ہو گئی ہے۔"

"صرف غیر ملکی لوگ پی سکیں گے۔"

"مکمل شراب بندی ہونی چاہئے تھی۔"

"کیا تم نہیں پیتیں؟"

"عادی نہیں ہوں۔ نہ ملے تو پرواہ بھی نہیں ہوتی۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ ورنہ میں ایک اچھا میزبان ثابت نہ ہو سکتا۔"

"تم تو پہلے بھی نہیں پیتے تھے۔"

"لہٰذا آج میں بہت خوش ہوں۔ آدمی نے بہتیری غیر ضروری چیزیں اپنے پیچھے لگا لی ہیں۔

شراب تمباکو، چائے وغیرہ۔ اگر یہ نہ ملیں تو کوئی کام ہی ڈھنگ سے نہیں ہو پاتا۔ جو ان کے عادی نہیں ہیں آخر وہ بھی آدمی ہی ہیں نا اور کارکردگی میں کسی سے کم بھی نہیں ہیں۔ آدمی سے زیادہ احمق جانور روئے زمین پر اور کوئی دوسرا نہ ہوگا۔" عمران نے بے حد مغموم لہجے میں کہا۔ "اس پر سے اشرف المخلوقات ہونے کا بھی دعوے دار ہے۔"

"احمق نہیں، بلکہ صرف نقال ہے۔" کیلی نے کہا۔ "دراصل نقالی کی جبلت منطقی شعور پر بھی غالب آجاتی ہے۔"

"ٹھیک کہتی ہو۔ انگریزوں کی آمد سے پہلے یہاں کوئی چائے کے نام تک سے واقف نہیں تھا ابتداء میں صرف دولت مند طبقے نے اس سلسلے میں انگریزوں کی نقالی کی۔ پھر رفتہ رفتہ سبھی اس فضول سی شے کے عادی ہوتے چلے گئے۔"

"عمران ڈیئر! میں یہاں تم سے مشروبات پر لیکچر سننے نہیں آئی ہوں۔ تم اصل موضوع سے کیوں بھاگ رہے ہو؟"

"تم نہیں آئی ہو، بلکہ میں لایا ہوں، تمہیں.... اور مجبوراً لایا ہوں کہ تمہیں زیرولینڈ کے ایجنٹوں سے بچانا چاہتا تھا۔ ورنہ یقین کرو کہ دور ہی سے تمہاری شکل دیکھ کر چپ چاپ واپس چلا جاتا۔"

"بہت بہت شکریہ۔" وہ کسی قدر تلخ لہجے میں بولی۔ "ابھی تم اس معاملے کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو۔ اس لئے حالات کی سنگینی کا بھی احساس نہیں ہے۔"

"میں سب کچھ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ لیکن پھر وہی بڑا سا سوالیہ نشان.... آخر تم سب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ جب کہ تمہیں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔"

"یعنی تمہیں یقین ہے کہ تم، مریخ ہی پر گئے تھے؟"

"فی الحال، میری بات الگ رکھ کر یہ بتاؤ کہ ان چاروں کا کیا خیال ہے؟"

"وہ اسے فراڈ سمجھ رہے ہیں۔"

"کس بنا پر....؟ کوئی دلیل....

"تفصیلات کا مجھے علم نہیں لیکن اُن کا خیال ہے کہ وہ زمین ہی کا کوئی نامعلوم اور غیر معمولی خطہ تھا۔"

"جس پر سبز رنگ کی دھند چھائی رہتی ہے۔"

"سبز رنگ کی دھند پیدا کر لینا اُن لوگوں کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ وہ بقیہ دنیا سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔"

"دن بھر دھند چھائی رہتی ہے اور رات کو غائب ہو جاتی ہے.... اور اس خطے پر مکڑیوں کے شکل کے انسان پائے جاتے ہیں۔"

"مکڑیوں کی شکل کے ایسے روباٹ بنائے جا سکتے ہیں جن پر انسانی شکلوں کا گمان ہو سکے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ اگر وہ زمین ہی کا کوئی خطہ ہے تو اُن لوگوں کا کوئی کیا بگاڑ لے گا۔"

"اچھا باؤل دے سوف نامی پینٹنگ کا کیا قصہ تھا؟"

"بس قصہ ہی قصہ تھا اور آخر کار زیرو لینڈ کے ایجنٹوں نے اُسے نذرِ آتش کر دیا تھا۔"

"لیکن اُس کے کیمرہ فوٹو تمہارے پاس محفوظ ہیں۔"

"اچھا تو تم بھی اُسی چکر میں ہو؟"

"کیا مجھے نہ ہونا چاہئے۔ تم جانتے ہی ہو کہ میں، جرمن ہوں اور اُن پینٹنگز کے بارے میں بھی جانتی ہوں، جو ہٹلر کو بہت پسند تھیں۔ باؤل دے سوف بھی انہی میں سے تھی۔"

"اچھا تو پھر....؟"

"ظاہر ہے۔ کچھ پینٹنگز سے نازیوں کے بہتیرے راز افشاء ہوئے تھے۔ لہٰذا باؤل دے سوف کے لئے بھی یہی سوچا جا سکتا ہے کہ وہ بھی کسی راز کی حامل تھی۔"

"رہی ہوگی۔" عمران نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکوڑے۔

"اور ہم لوگوں کا خیال ہے کہ تم نے اس کا معمہ حل کر لیا ہوگا۔ اسی لئے زیرو لینڈ کے ایجنٹ تمہارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔"

"یہ اُن احمقوں کی غلط فہمی ہے۔"

"تم اعتراف نہیں کرو گے۔"

"ویسے اخلاقاً یہ ہونا چاہئے کہ اگر میں کسی نتیجے پر پہنچا بھی ہوں تو مجھے اس سے صرف مغربی اور مشرقی جرمنی کی حکومت کو آگاہ کرنا چاہئے۔"

"مشرقی جرمنی کا مطلب ہے، مخالف کیمپ۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"تو پھر مغربی جرمنی۔"

"ہوں.... تو تم واقعی اس پینٹنگ کی تہہ تک پہنچ گئے تھے۔" کیلی معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولی اور تھوڑی دیر تک خاموشی سے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے رہنے کے بعد پھر بولی۔ "اُن چاروں کے ساتھ تمہیں بھی قیدی بنانے کا مقصد یہی رہا ہوگا کہ تم سے باؤل دے سوف کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔"

"حالانکہ ایسا قطعی نہیں ہوا۔ مجھے بھی مریخ کی سیر کرا کے واپس بھیج دیا گیا تھا۔"

"اور تمہیں یقین آ گیا تھا کہ تم نے مریخ ہی کی سیر کی تھی۔"

"کیوں نہ کرتا یقین.... جب کہ ایک مکڑی نما حسینہ سے میری شادی بھی ہوتے ہوتے رہ گئی تھی۔"

"پھر اُڑنے لگے۔" وہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"ایک بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"کون سی بات؟"

"پہلے تم، مغربی جرمنی کے لئے کام کرتی تھیں اور تمہاری قومیت بھی جرمن ہی ہے۔ پھر تم ان لوگوں میں کیسے پہنچ گئیں؟"

"میں نے اپنی حکومت یا وطن سے غداری نہیں کی۔ بعض انتظامی اُمور میں تبدیلی کی بنا پر میری خدمات اُدھر منتقل کر دی گئی تھیں۔"

"یعنی دونوں حکومتوں کی رضامندی سے تمہاری منتقلی عمل میں آئی تھی؟"

"بالکل یہی بات تھی اور اس کا سبب بھی زیرو لینڈ کی تنظیم ہی بنی تھی۔ تم جانتے ہی ہو کہ بہتیرے مفرور نازی سائنسدانوں نے اُسی تنظیم کے دامن میں پناہ لی تھی۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب تھریسیا اس تنظیم کی سربراہ نہیں تھی کوئی اور شخص اس کا سربراہ تھا۔ بہرحال یہ مفرور نازی اپنے ساتھ بہت کچھ لے گئے تھے.... اور میری معلومات ان کے متعلق بہت وسیع تھیں۔ اسی لئے میری خدمات امریکہ کے اس ادارے کی طرف منتقل کر دی گئیں جو صرف مفرور نازیوں کے بارے میں چھان بین کر رہا تھا۔"

"تب تمہیں علم ہوگا کہ باؤل دے سوف کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟" عمران نے سوال کیا۔

"علم نہ ہوتا تو یہ کیوں کہتی کہ تم محض اسی پینٹنگ کی وجہ سے مریخ پر لے جائے گئے تھے۔"

ورنہ اُن چاروں کا اور تمہارا کیا ساتھ۔ اُن چاروں کو مرعوب کر کے بڑی طاقتوں کو بلیک میل کرنا تھا.... تمہارا کیا مصرف تھا؟"

"ٹھیک کہتی ہو۔ ہم بے چارے تو تمہاری بھٹیوں میں ایندھن کے طور پر استعمال کیے جانے کے لئے ہیں۔"

"اب اس حد تک بھی نیچے نہ جاؤ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ تمہاری حکومت کو بلیک میل کر کے کیا حاصل کر سکتے ہیں۔"

"بس ختم کرو۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب معدہ صرف باتیں قبول کرنے پر تیار نہیں ہے۔"

"اوہ، اچھا۔" وہ چونک کر بولی۔ "بس صرف دس پندرہ منٹ بعد تم کھانے کی میز پر ہو گے۔"

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی اور عمران پھر سٹنگ روم کی طرف پلٹ آیا۔ فون پر بلیک زیرو تھا۔

"اس مکان کی نگرانی ہو رہی ہے، جناب! جس میں ماہر نفسیات خاتون کا قیام ہے۔" بلیک زیرو نے اطلاع دی۔

"تم اپنے آدمیوں کے بارے میں کہہ رہے ہو یا کوئی اور بھی ہے؟"

"میرا مطلب تھا کہ کچھ نامعلوم افراد بھی اس مکان کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"مقامی ہیں یا غیر ملکی؟"

"دو سفید فام غیر ملکی۔"

"اگر اُن میں سے کوئی اپنی جگہ چھوڑے تو اس کا تعاقب کیا جائے۔"

"بہت بہتر، جناب!"

"اور موڈل کالونی والے بنگلے ایف تھرٹی سیون کی ابھی تک کی رپورٹ یہ ہے کہ اس کے آس پاس کوئی مشتبہ آدمی نظر نہیں آیا۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"جی ہاں، جناب!"

"اچھی بات ہے مجھے اسی طرح باخبر رکھنا اور ہاں ثمینہ سالومن کی طرف سے بھی دھیان نہ ہٹنے پائے۔"

"اُس کے سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لیا جا رہا ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔"

"ویٹس آل۔" کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

کھانے کی میز پر کیلی نے پھر باؤل دے سوف کا ذکر چھیڑ دیا.... اور عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"پہلے مجھے بھی کچھ سوچنے سمجھنے دو۔"

"بتاؤ کیا سمجھنا چاہتے ہو؟"

"ہٹلر کے کلکشن کی دوسری تصاویر کی کیا اہمیت تھی؟"

"اُن میں سے کئی نازیوں کے خفیہ اڈوں کے بارے میں چیستانی دستاویزات ثابت ہوئی تھیں۔ اُنہی کی مدد سے کئی خفیہ اڈوں کا پتا لگایا گیا تھا۔ لیکن باؤل دے سوف ہاتھ نہیں لگی تھی۔"

"تو ان تصاویر سے جن خفیہ اڈوں کی نشاندہی ہوئی تھی کیا وہ سب کے سب تلاش کر لیے گئے تھے؟"

"ہاں.... قریب قریب سبھی...."

"تو پھر میرا خیال ہے کہ باؤل دے سوف سے متعلق خفیہ اڈے پر زیرولینڈ کے ایجنٹ قابض ہیں۔ ورنہ وہ اس پینٹنگ کو حاصل کر کے نذرِ آتش کیوں کر دیتے۔"

"یہ صرف تمہارا بیان ہے کہ انہوں نے اُسے تم سے چھین کر نذرِ آتش کر دیا تھا۔ جس کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔"

"کیا محض میرا کہہ دینا کافی نہیں ہے؟"

"میں یقین کر سکتی ہوں۔ لیکن دوسرے تو ثبوت چاہیں گے۔"

"اسی لئے میں دوسروں کا پابند نہیں ہوں۔ میری طرف سے سب جائیں جہنم میں.... جب تک زندہ ہوں یہ جنگ جاری رہے گی۔"

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔ یہ صرف میرا اور تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ ساری دنیا کا مسئلہ ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ کھانے کے دوران ہی میں پھر فون کی گھنٹی بجی تھی۔

عمران کیلی کو کچن ہی میں چھوڑ کر خود اٹھ آیا۔ اس بار بھی بلیک زیرو کی کال تھی۔

"ثمینہ سالومن دو سوٹ کیسوں سمیت عابد رضوانی کے بنگلے سے ماڈل ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اے سکسٹین میں منتقل ہو گئی ہے۔" اس نے اطلاع دی۔

"تنہا تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں....!"

"بہت احتیاط سے اُسے۔ سکسٹین کی نگرانی کراؤ۔ میں آج یہ قصہ ختم کر دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اپنے سارے آدمیوں کو دوسری جگہوں سے ہٹا کر اُسی کوٹھی کے گرد لگا دو۔"

"بہت بہتر، جناب!"

"آج شب کو میں اُس کوٹھی میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وقت سے تمہیں بعد میں مطلع کر دیا جائے گا۔"

"بہت بہتر، جناب!"

عمران، ریسیور کریڈل پر رکھ کر مڑا۔ کیلی دروازے میں کھڑی اُسے گھورے جا رہی تھی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک کسی نئے خیال نے اس کا رویہ یکسر بدل دیا ہو۔

"خیریت....؟" عمران، اُسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہوا بولا۔

"تم انسانیت سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہو۔"

"کیا اتنی دیر میں کوئی نیا خواب دیکھ لیا ہے؟"

"اگر باؤل دے سوف والا اڈہ زیرو لینڈ والوں کے ہاتھ لگ گیا ہے اور تم اس کے بارے میں کوئی اطلاع چھپانے کی کوشش کر رہے ہو تو میں اسے پوری انسانیت سے غداری ہی سمجھوں گی۔"

"تو گویا تمہیں یقین ہے کہ اُس پینٹنگ میں ایسی ہی کوئی اطلاع تھی؟"

"اطلاعات کے سوا اُن ساری تصاویر میں اور کچھ بھی نہیں تھا۔"

"غالباً مشہور آرٹسٹوں نے وہ ساری تصاویر بنائی ہوں گی؟"

"ہرگز نہیں.... کوئی تصویر کسی بھی معروف آرٹسٹ کی بنائی ہوئی نہیں تھی۔ محض اسی بنا پر تو اُن کی طرف متوجہ ہونا پڑا تھا۔ غیر معروف آرٹسٹوں کی بنائی ہوئی تصاویر، جنہیں ہٹلر بہت بڑا سرمایہ سمجھتا تھا۔ آخر کیوں....؟ یہی سوال تھا، جس نے اُن تصاویر کے سلسلے میں چھان بین پر مجبور کیا تھا۔"

"اور ہر تصویر پر آرٹسٹ کے دستخط ضرور رہے ہوں گے؟"

"ہاں، ایسا ہی تھا اور ابتدائی رہنمائی اُنہی دستخطوں کی بناء پر ہوئی تھی۔"

"کس طرح....؟"

"جس مقام پر وہ خفیہ اڈا ہوتا تھا۔ اس کا نام الٹ کر دستخط کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔" یعنی اگر کوئی خفیہ اڈا مالٹا میں تھا تو اُسے اٹلام لکھا گیا تھا۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے اور ہاں تمہیں یاد ہی ہوگا کہ باؤل دے سوف پر آرٹسٹ کا کیا نام لکھا گیا تھا؟"

"فی الحال تم سوال نہ کرو۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "مجھے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے دو۔"

"تم اپنی معلومات میں اضافہ کر کے کیا کر سکو گے؟"

"معلومات برائے معلومات۔ آہاں... ٹھیک یاد آیا۔ واپس چلو۔ ابھی میں نے کھانا کہاں ختم کیا تھا۔"

کیلی کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن وہ چپ چاپ کچن کی طرف مڑ گئی۔ میز پر پہنچ کر عمران خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ اور وہ خود اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی رہی۔ آخر تھوڑی دیر بعد بولی۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے کیا سوچ رکھا ہے؟"

"یہی کہ جسطرح تم لوگ اپنے مفاد کو عزیز رکھتے ہو اسی طرح دوسروں کو بھی سوچنا چاہئے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں اپنی معلومات کسی ایک کے حوالے نہیں کروں گا، کہ وہ خود اس اڈے پر قابض ہو کر ایک اضافی قوت کا مالک بن بیٹھے۔ مجھے یقین ہے کہ کیپ کینیڈی پر برف باری کا اہتمام اُسی اڈے سے کیا گیا تھا۔"

"اچھا تو پھر....؟"

"ایک کانفرنس ہو گی، جس میں مختلف ممالک کے نمائندے شامل ہوں گے اور میں اُن کی موجودگی میں وہ سب کچھ ظاہر کر دوں گا جس کا علم رکھتا ہوں۔"

"احمقانہ بات ہے۔ بھلا ایسی کانفرنس کون طلب کرے گا؟ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟ کیا تمہاری حکومت....؟"

"حکومت کا تو نام ہی نہ لو۔ وہ مجھے اب بھی مردہ تصور کرتی ہے۔"

"یعنی اپنے آدمیوں سے تمہارا رابطہ نہیں ہے؟"

"آدمیوں سے تو رابطہ ہے.... لیکن کسی محکمے سے نہیں ہے۔ یہ میرے ذاتی دوست ہیں جن سے میں فون پر گفتگو کرتا ہوں۔"

"بے حد خطرناک کھیل شروع کیا ہے تم نے، گمنامی میں مر جاؤ گے۔"

"نام آوری کے ساتھ مرنے میں کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ مرنے والے کو تو بہر حال، مرنا ہی پڑتا ہے۔"

"تو تم مخالف کیمپ کے لوگوں سے بھی اسی قسم کی گفتگو کر چکے ہو؟"

"میں صرف تم سے گفتگو کر رہا ہوں۔ میری ملاقات ابھی کسی سے نہیں ہوئی ہے اور تم سے بھی اس لئے گفتگو کر رہا ہوں کہ تم جرمن ہو۔"

"واقعی تمہیں رام کرنا بے حد مشکل ہے۔"

"تم بہر حال جرمن ہو کیلی! اسے مت بھولو۔ خواہ کسی کے لئے بھی کام کر رہی ہو۔ کیا تم اسے پسند کرو گی کہ نازیوں کا وہ خفیہ اڈا کسی ایک طاقت کے قبضے میں چلا جائے۔"

"میں تو اس کی تباہی چاہتی ہوں۔ اُسی طرح جیسے دوسرے خفیہ اڈے تباہ کر دیئے گئے تھے۔"

"وہ اور وقت تھا، اب تو یہ عالم ہے کہ دونوں کیمپ انفرادی طور پر اس کوشش میں ہیں کہ میں اُن کے ہتھے چڑھ جاؤں۔ آخر اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ پہلے اُن دونوں نے مل کر اُن اڈوں کو تباہ کیا تھا اور دیوارِ برلن کا اُس وقت وجود نہیں تھا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" وہ آہستہ سے بولی۔ "تم واقعی گریٹ ہو۔ تمہاری جگہ اور کوئی ہوتا تو اپنی معلومات کو نیلام پر چڑھا دیتا۔"

"ڈفر دی گریٹ ہوں۔"

"تو پھر اب کیا کیا جائے؟"

"اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے کہ میں ایسی ایک کانفرنس کیلئے کوشش کروں۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہاری حکومت کی طرف سے بھی اس قسم کی کوئی تحریک نہیں ہو سکتی۔"

"بس تو پھر بات یہیں ختم ہو جاتی ہے۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ زیرولینڈ کی طرف سے پوری دنیا اس دوران میں بلیک میل ہوتی رہے گی۔"

"صرف دو بڑی طاقتوں کی بات کرو۔ پوری دنیا کی بات تو وہ بھی نہیں کر رہے۔"

"یعنی تم چاہتے ہو کہ دونوں بڑی طاقتیں اس دوران میں اُنکے ہاتھوں بلیک میل ہوتی رہیں۔"

"میرا خیال ہے تم بھی جاؤ اور اپنے محکمے کو آگاہ کر دو کہ میں تمہارے ہاتھ بھی نہیں لگ سکا۔"

"یا تو تم پاگل ہو گئے ہو۔۔۔۔ یا پھر۔۔۔۔؟" وہ جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گئی۔

"جملہ پورا کرو۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "یا پھر خود ہی زیرولینڈ کا ایجنٹ بن گیا ہوں۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ دونوں کھانا ختم کر چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کیلی نے کہا۔

"میں اس طرح واپس نہیں جاؤں گی۔ ابھی تم کوئی فیصلہ کر سکنے کے قابل ہو بھی نہیں۔ لیکن میرا فیصلہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔"

"میں، تم پر اعتماد کر سکتا ہوں۔ کیونکہ تم جرمن ہو۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن مجھے تمہاری شکل میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ زیرولینڈ کے ایجنٹ تمہیں پہچانتے ہیں۔"

"یہ تجربہ بھی خاصا دلچسپ رہے گا۔ مجھے پہلے کبھی میک اپ میں رہ کر کام کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے کہ تمہاری کامیابیوں کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تم میک اپ کے ماہر ہو۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ شام تک اس نے کیلی کی شکل بالکل ہی بدل دی تھی۔۔۔۔ اور اُس نے اس کی مہارت کی تعریف تو کی تھی لیکن اس شکایت کے ساتھ۔۔۔۔ کہ چہرے پر بعض جگہ چپکائے جانے والے پلاسٹک کے ٹکڑے الجھن میں مبتلا کر رہے ہیں۔

"تھوڑی دیر بعد ان کی عادی ہو جاؤ گی۔ پھر تمہیں احساس تک نہیں ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"تم کہتے ہو کہ تھریسیا یہیں موجود ہے۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ وہ بھی ابھی تک تمہیں تلاش کر لینے میں کامیاب نہیں ہو سکی؟"

"ابھی تک تو میرا یہی خیال ہے کہ مجھ پر اس کی نظر نہیں پڑی لیکن یہ محض غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

"اس کا طریقہ کار دنیا سے نرالا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کس وقت کیا کر گزرے گی۔"

"تو تم اُس سے بہت مرعوب ہو گئے ہو۔"

"میں صرف اس کی فطرت کا ذکر کر رہا تھا۔"

"کیا تم اُسے گرفتار کرنے کی کوشش کرو گے؟"

"کس برتے پر۔۔۔۔ میرا محکمہ تو مجھے مردہ تصور کرتا ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"یقین کرو کہ یہی ابھی تک میری سمجھ میں بھی نہیں آیا ہے۔ اچھا اب کچھ دیر کے لئے باہر جاؤں گا۔ یہاں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔"

"کتنی دیر میں واپسی ہوگی؟"

"جلد ہی....." عمران نے کہا اور باہر آگیا۔ اب وہ اس بنگلے کی طرف جا رہا تھا جس کے گملے میں سگریٹ لائٹر نما پستول ڈال آیا تھا۔ بنگلے کے قریب پہنچ کر اُس نے اطراف و جوانب کا جائزہ لیا تھا۔ کہیں بھی کوئی ایسا نہ دکھائی دیا جس پر بنگلے کی نگرانی کرنے والے کا شبہ کیا جاسکتا۔ اندھیرا پھیل گیا تھا، مزید اطمینان کر لینے کے بعد وہ آگے بڑھا.... اور گملے سے سگریٹ لائٹر نکالتا ہوا آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دور جاکر پلٹا اور سیدھا اپنی اقامت گاہ میں چلا گیا۔

"اوہ، اتنی جلدی واپس آگئے؟" کیلی نے حیرت سے کہا۔

"جہاں جانا تھا ابھی وہاں جانے میں دیر ہے۔"

"کہیں بھی نہ جاؤ۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم دو چار دن بے فکری سے گزار دیں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"یہ قطعی بھول جائیں کہ ہمارے مقاصد کیا ہیں۔ صرف یہ یاد رکھیں کہ دو اچھے دوست بہت دنوں کے بعد یکجا ہوئے ہیں۔"

"بڑا اچھا خیال ہے لیکن میرے مخالف مجھے اس قسم کی کوئی چھوٹ دینے پر ہرگز تیار نہ ہوں گے۔"

"ہماری طرف سے تو مطمئن رہو۔ میرے علاوہ اس وقت اور کوئی بھی فیلڈ میں نہیں ہے۔"

"اور دوسروں کا رویہ ہمدردانہ ہے لیکن تھریسیا کی ٹیم مجھے نہیں بخشے گی۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ تم اس میک اپ میں نہیں پہچانے جاسکتے۔"

"تھریسیا کا ایک آدمی، مجھے اس میک اپ میں دیکھ چکا ہے۔"

"تو اس میں تبدیلی کرو اور کہیں باہر نکل چلو۔ میں بڑی گھٹن محسوس کر رہی ہوں۔"

عمران تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اُس سے متفق ہو گیا۔ اپنے میک اپ میں کچھ تبدیلیاں کیں اور دونوں باہر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

عمران نے یہاں کوئی گاڑی نہیں رکھی تھی۔ لہٰذا ٹیکسی اسٹینڈ تک پیدل ہی جانا تھا۔

"کتنی خوش گوار رات ہے۔" کیلی سسکاری لے کر بولی۔

"اس کی نہیں ہو رہی۔" عمران نے جلدی سے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"مطلب یہ کہ میرے لئے رات بس رات ہے۔ اُس کی شان میں کوئی قصیدہ برداشت کرنا میرے بس سے باہر ہوگا۔"

"شروع کر دیں، اُوٹ پٹانگ باتیں۔"

"دوستی اپنی جگہ لیکن میں اپنے دماغ کو کباڑ خانہ بنانے پر تیار نہیں۔"

"جمالیاتی حس بھی نہیں رہی تم میں۔"

"میں شاعر نہیں ہوں۔"

"آدمی تو ہو۔"

"آدمی اتنا کمزور پیمانہ ہے کہ اگر پیٹ میں روٹی نہ ہو تو جمالیات، فضولیات ہو کر رہ جاتی ہے۔"

"کیا دوسرے کیمپ کا اثر ہو گیا ہے، تم پر؟"

"کیا تمہارا کیمپ پیٹ بھی شمسی توانائی سے بھرتا ہے؟"

"ارے.... ارے! کیا اب سیاست چھیڑو گے؟"

"کیا تم کسی جمالیاتی تقاضے کے تحت مجھ سے ملنے آئی ہو؟"

"چلو.... واپس چلو۔ باہر کی فضا شاید تمہیں راس نہیں آرہی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔" عمران ہنس کر بولا۔ "رات کتنی خوشگوار ہے سے آگے بات بڑھانے کا سلیقہ نہیں ہے، مجھ میں۔ اس لئے اس کا رخ دوسری طرف موڑ دیا تھا۔"

"لیکن باتیں بنانے کے ماہر ہو۔"

"ہم بیچارے ایٹم بم تو بنا نہیں سکتے۔ اس لئے باتیں ہی سہی۔"

"میں کہتی ہوں واپس چلو۔ ورنہ میں بھی بیمار ہو جاؤں گی۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم خود کو صحت مند بھی سمجھتی ہو؟"

"کیوں نہیں....؟"

"پھر کیوں، واپس جانا چاہتی ہو۔ میری باتوں کا پامردی سے مقابلہ کرو۔"

"واقعی بور کر دو گے۔"

"اچھا ختم.... ہاں رات واقعی خوشگوار ہے۔ چاندنی بھی ہوتی تو چودہ طبق روشن ہو جاتے۔ غالباً ہوا مستی بھری ہے اور ستارے.... اور ستارے.... آگے سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کہوں۔"

"بس چپ ہی رہو۔"

اچانک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے اُس کے پورے وجود کو جھٹکا سا لگا ہو اور پھر کیلی بھی اُس سے آٹکرائی۔ پل بھر کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا ہو۔ آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ پھر ہوش آیا تھا، جھلسا دینے والی گرمی کے احساس سے آنکھیں کھل گئیں۔ آگ کا بڑا سا دائرہ ان کے گرد چکرا رہا تھا۔ کیلی کی چیخیں نکل گئیں.... اور پھر راہگیروں نے بھی چیخنا شروع کر دیا لیکن کسی نے بھی اُن کے قریب آنے کی ہمت نہیں کی۔ دائرے کا قطر کم از کم چھ سات فٹ ضرور رہا ہو گا اور چوڑائی ایک بالشت سے زیادہ نہیں تھی۔ عمران کے سینے اور کیلی کے شانوں کے برابر گردش کر رہا تھا۔ عمران نے مضبوطی سے کیلی کا بازو پکڑ کر کہا۔ "اپنے حواس کو قابو میں رکھنا۔"

"یہ.... یہ کیا ہے۔" وہ خوف زدہ آواز میں بولی۔

"شاید مجھ سے ایک حماقت سرزد ہو گئی ہے۔" اس نے کہا اور کوشش کی کہ جھک کر اس دائرے سے باہر نکل جائے۔ لیکن اس کے جھکتے ہی دائرہ بھی اتنی ہی تیزی سے نیچے آیا تھا۔ عمران پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اور دائرہ دوبارہ زمین سے اتنی ہی بلندی پر آ گیا جتنی بلندی پر پہلے تھا۔

"آخر پھنس ہی گیا۔" عمران بڑبڑایا۔

لوگ دور کھڑے شور مچا رہے تھے اور کچھ خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

"اچھا، اب تم تو بیٹھو۔" عمران نے کیلی سے کہا۔

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو؟" وہ منمنائی۔

"بیٹھ کر دیکھو۔ یہ دائرہ تمہارے ساتھ ہی نیچا تو نہیں ہو جاتا۔"

بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور وہ تیزی سے بیٹھ گئی لیکن دائرہ اسی بلندی پر چکراتا رہا۔

"گڈ....!" عمران بولا۔ "اب اس کے نیچے سے نکل جانے کی کوشش کرو۔"

کیلی نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے ہی بیٹھے جست لگائی اور دائرے کی گردش کے احاطے سے باہر نکل گئی.... اور دائرہ صرف عمران کے گرد چکراتا رہا۔

"اب میرے قریب نہ آنا۔" عمران نے کیلی سے کہا۔ "سیدھی گھر چلی جاؤ۔"

"لیکن تم.... تم کیوں نہیں بیٹھ جاتے۔" کیلی زور سے بولی۔

"میں نہیں نکل سکوں گا.... یہ دیکھو۔" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ دائرہ اس کے ساتھ ہی نیچے آیا تھا اور اب بھی اُس کے سینے کے مقابل گردش کر رہا تھا۔ حالانکہ اُس کے جسم سے اس کا فاصلہ کم از کم چار فٹ ضرور رہا ہو گا۔ لیکن اُس کی آنچ اُسے جھلسائے دے رہی تھی۔ وہ پھر اٹھ گیا۔ اسی کے ساتھ ہی دائرہ بھی اٹھا تھا اور سینے ہی کے مقابل چکراتا رہا۔ "تو.... یہ بات ہے۔" اُس نے سوچا۔ سگریٹ لائٹر کی حقیقت اب واضح ہوئی ہے۔ یعنی وہ اسی دائرے کا ریسیور معلوم ہوتا ہے۔ اس شبے کی بنا پر کہ شاید اس میں ایسا ریسیور پوشیدہ ہو جو اس کی نشاندہی کر دے اس نے اس سے پیچھا چھڑا لیا تھا۔ یعنی آزمائشی طور پر اُسے ایک گملے میں ڈال آیا تھا لیکن اُس کے آس پاس کسی نگرانی کرنے والے کو نہ پا کر غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا۔ یہ سمجھا کہ واقعی تھریسیا نے اُسے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے ایک نایاب حربہ عطا کر دیا ہے۔

اس وقت وہ سگریٹ لائٹر اُس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود تھا اور یہ دائرہ ٹھیک اُسی کی سیدھ میں گردش کر رہا تھا۔ اچانک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اُسے پیچھے سے دھکیل دیا ہو۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم آگے بڑھ گیا۔ دائرے نے بھی اس کے ساتھ ہی حرکت کی تھی۔ یعنی بدستور گردش کرتا ہوا عموداً بھی آگے بڑھا تھا اور پھر تو عمران کے قدم رکے ہی نہیں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی غیر مرئی ہاتھ اس کا گریبان تھامے اُسے ایک جانب کھینچے لیے جا رہا ہو۔ اسے اب کیلی کا بھی ہوش نہیں تھا۔ پتا نہیں وہ اُس کی ہدایت کے مطابق گھر چلی گئی تھی یا اُس کے پیچھے پیچھے ہی چلی آرہی تھی۔

اس کے پیر متحرک تھے لیکن ہاتھوں کو جنبش بھی نہیں دے سکتا تھا۔ ورنہ کیا مشکل تھا کہ اس سگریٹ لائٹر کو جیب سے نکال پھینکتا۔

اچانک اپنی اس بے بسی پر اُسے ہنسی آ گئی۔ بالآخر پھنس ہی گیا۔ تھریسیا کے جال میں.... بہت خوش تھا کہ اُسے ڈوج دے کر رانا پیلس سے نکل آیا ہے اور وہ اس کا سراغ کھو چکی ہے لیکن وہ خود اُس کی نقل و حرکت سے آگاہ ہی رکھتا ہے اور کسی مناسب موقعے پر اُسے گھیر لے گا۔ لیکن اب اسے کیا کہیے کہ خود ہی کشاں کشاں شاید اسی کی طرف چلا جا رہا ہے۔

اُسے یاد آیا کہ بلیک زیرو نے ماڈل ٹاؤن ہی کے "اے۔ بلاک" کی کسی عمارت کے بارے میں بتایا تھا کہ تھریسیا وہاں منتقل ہوگئی ہے۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ کوٹھی نمبر اے سکسٹین۔ آتشی دائرہ اُسے بار بار اے ہی کی طرف دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ عجیب بے بسی کا عالم تھا۔ بار بار "سیانے کوے" والی بات ذہن کو کچوکے لگانے لگتی تھی۔

لیکن اس پر بد حواسی طاری نہیں ہوئی تھی۔ ذہن پوری طرح بیدار تھا۔ اور وہ اس وبال سے نجات پانے کی تدبیریں برابر سوچے جا رہا تھا۔

اُس کے گردو پیش میں بھی ہنگامہ برپا تھا۔ ایک بہت بڑی بھیڑ اُس کے پیچھے چل رہی تھی۔ جو بھی اُسے دیکھتا یا تو خائف ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا یا اُسے کسی قسم کا تماشا سمجھ کر اُس کے پیچھے ہو لیتا۔ اگر کوئی آگ کے دائرے کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا تو بے شمار چنگاریاں منتشر ہو کر اُس کی طرف لپکتیں۔۔۔ لیکن جب پیچھے آنے والوں نے تھوڑی دیر بعد یہ دیکھا کہ وہ نامعلوم آدمی اُس آتشی دائرے سمیت موڈل ٹاؤن کے قریب والے قبرستان میں داخل ہو رہا ہے تو اُن کے چھکے چھوٹ گئے اور انہوں نے ڈر ڈر کر بھاگنا شروع کر دیا اور پھر عمران بالکل تنہا رہ گیا۔

دائرہ اُسے قبرستان سے بھی نکال لے گیا تھا اور اب وہ ایک خشک نالے میں اُتر رہا تھا۔ جیسے ہی اُس کی تہہ میں پہنچا اچانک وہ دائرہ کسی شعلے کی طرح بجھ کر اپنے گرد کی فضا کو دھواں دھار کر گیا۔ عمران نے اس دھوئیں کی یلغار کی حدود سے نکل جانا چاہا تھا لیکن ممکن نہ ہوا کیونکہ سر بہت زور سے چکرایا تھا۔ پھر اس کے قدم لڑکھڑائے اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

پھر اسی عالم میں پتا نہیں کتنے جگ بیتے تھے۔ بہر حال دوبارہ ہوش میں آنے پر اُسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے گزری ہوئی صدیوں کی کہر میں لپٹا ہوا اس کرسی تک پہنچا ہو، جس پر اب بیٹھا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اب بھی ہلکی ہلکی دھند چھائی ہوئی تھی۔

آہستہ آہستہ اس کا ذہن صاف ہو رہا تھا۔ پھر یادداشت بحال ہوتے ہی اس نے کرسی سے اٹھ جانا چاہا۔ لیکن نہ اٹھ سکا کیونکہ اس کے ہاتھ کرسی کے ہتھوں سے جکڑے ہوئے تھے۔

دفعتاً اُس نے پیروں کی چاپ سنی اور آنکھیں بند کر لیں۔ نہ صرف آنکھیں بند کر لیں بلکہ اپنے پورے جسم کو رہ رہ کر اس طرح جھٹکے دینے لگا جیسے کسی قسم کا دورہ پڑا ہے۔

قدموں کی چاپیں رک گئیں لیکن عمران کا جسم اسی طرح جھٹکے لیتا رہا اور پھر اس نے

عورت کو کہتے سنا۔ "یہ کیا ہے؟ کیا تم نے اسے بیہوشی ہی کی حالت میں کرسی سے جکڑ دیا تھا۔"

"پھر کیا کرتا۔۔۔۔؟" کسی مرد نے کہا۔

"ہوش میں آنے کا انتظار کرتے۔ یہ تو اعصابی قسم کے دورے میں مبتلا ہو گیا ہے۔ کنفیشن چیئر کے قابل نہیں رہا۔"

"مجھے علم نہیں تھا کہ کنفیشن چیئر پر بٹھانے کی کیا شرائط ہیں۔" مرد نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"جواب دہی مادام سے کرنا۔" عورت نے بھی تیز لہجے میں جواب دیا۔ "اسے کرسی سے اٹھا کر فرش پر لٹا دو۔"

"تمہارا لہجہ تحکمانہ ہے۔"

"ہونا ہی چاہئے کیونکہ اس آپریشن کی انچارج میں ہوں۔"

"تنہا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔"

"تو اپنی مدد کے لئے کسی اور کو بلاؤ۔"

عمران نے بھاری قدموں کی چاپ سنی اور پھر سناٹا چھا گیا۔

عمران کا جسم اب بھی وقفے وقفے سے جھٹکے لے رہا تھا۔ اس نے آنکھوں میں خفیف سادرہ کے کمرے کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔ ہر چند کہ اس عورت کا چہرہ پوری طرح اُس کے سامنے نہیں تھا لیکن وہ پہلی ہی نظر میں اُسے پہچان گیا۔ یہ ثمینہ سالومن تھی۔

دفعتاً وہ اُس کی طرف مڑی اور اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھنے لگی۔

اتنے میں دو افراد اندر آئے اور ثمینہ نے اُن سے پوچھا۔ "بونار جس کہاں رہ گیا؟"

"پتا نہیں۔ ہم سے کہا تھا کہ آپ نے طلب کیا ہے۔" اُن میں سے ایک بولا۔

"کیا تمہیں علم نہیں تھا کہ بحالت بیہوشی، کنفیشن چیئر پر نہیں بٹھاتے؟"

"ہم نے مسٹر بونار جس سے یہی کہا تھا لیکن وہ بولے کہ خطرناک آدمی ہے۔ میں کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔"

"چلو، اسے کرسی سے اٹھا کر یہاں فرش پر لٹا دو۔"

عمران کی کلائیوں کے گرد کسے ہوئے چمڑے کے تسمے کھولے جانے لگے اور پھر دونوں نے اسے اٹھا کر فرش پر لٹا دیا۔ عمران کا جسم اب بھی جھٹکے لے رہا تھا۔ وہ دراصل اپنی اس حرکت کو

طول دے کر اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ اس عمارت میں کتنے افراد ہیں۔

"اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔" ثمینہ بولی۔

"اس وقت ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔" جواب ملا۔

"حالانکہ اُسے موجود رہنا چاہئے تھا۔" ثمینہ غصیلے لہجے میں بولی۔ لیکن اُن دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔

پھر وہ، عمران کے قریب دوزانو بیٹھ کر جھکی اور اُس کی پلکیں اٹھا کر آنکھوں میں دیکھ ہی رہی تھی کہ عمران کا ایک ہاتھ کراٹے کی ضرب کی شکل میں اُس کے بائیں شانے پر پڑا اور وہ پٹ سے اُسی پر آگری۔ پھر جتنی دیر میں وہ دونوں کچھ سمجھنے کے قابل ہو سکتے.... عمران چھلانگ مار کر ان پر جا پڑا۔ دونوں کے سر آپس میں ٹکرائے تھے۔ اُس کے آگے کے دو دانت پیچھے کھسک گئے اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے اپنے بیہوش ساتھی پر جا گرا۔ عمران پھر ثمینہ کی طرف پلٹا۔ شاید اُسے کندھے پر اٹھا کر لے بھاگنے کا ارادہ تھا لیکن پھر رک گیا پتا نہیں وہ خود کہاں تھا اور کس طرح اس عمارت سے نکل سکے گا۔ اُس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب ٹٹولی۔ سگریٹ لائٹر موجود نہیں تھا اور بغلی ہولسٹر بھی کھول لیا گیا تھا۔ ثمینہ کو جوں کا توں چھوڑ کر وہ پھر اُن دونوں کی طرف آیا اور انہیں نیچے سے اُوپر تک ٹٹولنے لگا۔ دونوں کے بغلی ہولسٹر سے ریوالور برآمد ہوئے، جنہیں اپنے قبضے میں کر لینے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے سے گزر کر راہداری میں پہنچا ہی تھا کہ بائیں جانب سے متعدد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں اور پوری عمارت میں عجیب سا شور گونجنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہیں سے خطرے کا الارم بج گیا ہو۔ وہ تیزی سے دائیں جانب مڑا اور آگے ہی بڑھتا چلا گیا.... اور پھر اس نے ثمینہ کو چیختے سنا.... "دیکھو، جانے نہ پائے۔"

آواز عقب سے آئی تھی۔ عمران نے پلٹ کر اندھا دھند دو فائر کیے اور دوڑنے لگا۔ راہداری کا اختتام زینوں پر ہوا تھا وہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں۔

ثمینہ اس کے اندازے سے پہلے ہی ہوش میں آ گئی تھی۔ ورنہ وہ تو ایسا جچا تلا ہاتھ تھا کہ آدھے گھنٹے سے پہلے اُسے جنبش بھی نہ کرنی چاہئے تھی۔ زینوں کے اختتام پر وہ پھر راہداری میں تھا، جس میں دو رویہ کمرے بنے ہوئے تھے اور شاید اس راہداری کا اختتام بھی زینوں ہی پر ہوا تھا

لیکن اس بار اس نے سیدھے جانے کی بجائے قریب ہی کے ایک کمرے کا دروازہ کھول لیا۔ کیونکہ اب وہ زینوں پر قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہو کر اُس نے آہستگی سے دروازہ بند کیا اور دوسرے ہاتھ میں بھی ریوالور سنبھالتے ہوئے بایاں کان دروازے سے لگا دیا۔

ثمینہ، اس دروازے کے قریب پہنچ کر چیخی تھی۔ "اگر وہ نکل گیا تو تم مادام کے قہر کا سامنا نہ کر سکو گے۔"

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دور ہوتی گئیں۔ شاید وہ تیسری منزل کے زینوں کی طرف دوڑے جا رہے تھے اور ثمینہ غالباً وہیں رک گئی تھی۔

عمران نے قفل کے سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ عجیب اتفاق تھا کہ وہ ٹھیک اُسی دروازے کے قریب کھڑی تیسری منزل کے زینوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ لیکن پوری طرح ہوشیار بھی نظر آ رہی تھی۔ اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ تھریسیا ہی ہے اور کچھ دیر پہلے محض غفلت میں مار کھا گئی تھی۔ پتا نہیں اس وقت بھی اس کے پاس کسی قسم کے حربے موجود ہوں۔

اُسے وہ انگشتریاں یاد تھیں جن کے نگینوں سے تباہ کن شعاعیں خارج ہوتی تھیں اور جن کی زد پر آئی ہوئی ہر چیز راکھ کا ڈھیر ہو جاتی تھی۔

وہ کوندے کی لپک بھی یاد آئی، جس نے بار بار اور اُس کے ساتھیوں کو بے بس کر دیا تھا اور تھریسیا صاف نکل گئی تھی.... تو پھر کیا کرنا چاہئے؟ پتا نہیں کب دوسرے لوگ تیسری منزل سے ناکام واپس آ جائیں۔ خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا۔

بس پھر اس نے دروازہ کھولا اور دونوں ریوالوروں کا رخ ثمینہ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "نچلی منزل کی طرف.... ورنہ اس بار مروت نہیں کروں گا۔"

اس نے اُسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھا اور زینوں کی طرف مڑ گئی۔ عمران اسکے پیچھے چل رہا تھا۔

وہ نیچے پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے ایک آدمی آتا دکھائی دیا اور عمران نے ثمینہ کے شانوں کے اُوپر سے اُس پر فائر کر دیا۔ وہ اچھلا اور دھم سے نیچے آ رہا.... پھر ثمینہ مڑنے بھی نہ پائی تھی کہ دوسرے ریوالور کا دستہ اس کی گردن پر پڑا اور وہ ایک بار پھر ڈھیر ہو گئی۔

عمران اس پر سے چھلانگ لگا کر آگے بڑھا.... اور سامنے پڑی ہوئی لاش کو پھلانگتا ہوا نکلا چلا

گیا۔ راہداری میں فائر ہونے کی وجہ سے کسی اور سے بھی مڈ بھیڑ ہو جانے کا امکان تھا۔ اس کے پیچھے اگر سبھی اوپر بھاگے چلے گئے ہوتے تو وہ آدمی راہداری میں کیسے دکھائی دیتا۔

اس بار راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا جس کا ہینڈل گھما کر عمران نے جھٹکا دیا لیکن دروازہ نہ کھلا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ایک اور فائر کر کے اُس کا قفل توڑنے کی کوشش کرتا۔

اس نے مڑ کر دیکھا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ ثمینہ سالومن بھی دوبارہ نہیں اٹھ سکی تھی۔ اس نے پہلا فائر دروازے کے قفل پر کیا اور دوسرا فائر راہداری کی ایک لائٹ پر کر کے وہاں اندھیرا کر دیا۔

قفل ٹوٹ چکا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا۔ شاید یہی صدر دروازہ تھا۔ خنک ہوا کے جھونکے اس کے چہرے سے ٹکرائے اور سر پر تاروں بھرا آسمان نظر آیا۔ لیکن اب بھی اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کہاں ہے۔

وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر ایک جگہ اچانک رک نہ گیا ہوتا تو ہاتھ منہ ضرور توڑ بیٹھتا یعنی اگلا قدم اُسے خاصے گہرے گڑھے میں لے جاتا۔ ٹھیک اسی وقت عمارت کی جانب سے ایک فائر ہوا اور عمران بڑی پھرتی سے زمین پر گر کر بائیں جانب لڑھکتا چلا گیا۔ ویسے یہ خدشہ ذہن میں موجود تھا کہ کہیں کسی دوسرے گڑھے میں نہ جا پڑے۔

پے در پے دو فائر اور ہوئے لیکن شاید اب عمران انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ تو یہ عمارت کسی ویرانے میں ہے۔ اس نے زمین ہی پر پڑے پڑے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ جھاڑیوں درختوں اور اونچے نیچے ٹیلوں کے علاوہ اور کچھ نہ دکھائی دیا۔ وہ عمارت سے زیادہ دور نہیں تھا اور یہاں اس عمارت کے علاوہ شاید اور کوئی عمارت نہیں تھی۔

اس نے پھر لیٹے ہی لیٹے عمارت کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ مطلع صاف ہونے کی وجہ سے تاریکی گہری نہیں تھی لیکن اس کے باوجود بھی شاید وہ لوگ عمارت سے نکل کر کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھے۔

انہوں نے راہداری میں وہ لاش دیکھی ہو گی اور اسی سے انہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اب عمران غیر مسلح نہیں ہے۔

ادھر عمران بھی اب گولیاں ضائع کرنے پر آمادہ نہیں نظر آتا تھا۔ پتا نہیں کس مرحلے پر کس قسم کی ضرورت پیش آجائے۔

وہ عمارت کی طرف کھسکتا رہا۔ اچانک اس نے برن گن کی تڑتڑاہٹ سنی اور بڑی پھرتی سے ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا۔

برن گن کا چکراتا ہوا برسٹ عمارت ہی کی طرف سے مارا گیا تھا۔ درخت کا تنا موٹا تھا کہ عمران نے سمٹ سمٹا کر پوری طرح اس کی اوٹ لے لی تھی اور ایک ریوالور جیب سے نکال لیا تھا۔ پھر اس کے چیمبر کو گھما کر یہ دیکھ لیا کہ اس میں کتنے راؤنڈ باقی ہیں۔

پانچ کارتوس باقی تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے برن گن کے برسٹ مارے جاتے رہے۔ دو ایک گولیاں اس درخت کے تنے میں بھی پیوست ہوئی تھیں۔

غالباً وہ اندازہ کرنا چاہتے تھے کہ عمران آس پاس ہی کہیں موجود ہے یا فرار ہو گیا۔ اس کے لئے وہ یہی کر سکتے تھے کہ خود فائر کر کے جوابی فائر کی آواز سنتے لیکن عمران اتنا احمق نہیں تھا کہ فائر کر کے اس جگہ کی نشاندہی کر دیتا جہاں چھپا بیٹھا تھا۔

آخر انہوں نے بھی تھک ہار کر فائرنگ بند کر دی.... اور عمران پھر زمین پر اوندھا لیٹ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ حالانکہ یہ بھی دیوانگی ہی تھی۔ فطری طور پر اُسے نکل بھاگنا چاہئے تھا۔ لیکن اس توقع پر کہ شاید تھریسیا پر قابو پانے میں کامیاب ہی ہو جائے اس نے مصلحت کوشی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

اسی طرح رینگتا ہوا عمارت کی ایک دیوار کی جڑ تک جا پہنچا اور ٹھیک اسی وقت اُس نے تھریسیا کی گرج سنی۔ "احمقو! اب یہاں کیا کر رہے ہو۔ نکل چلو.... ورنہ اگر پولیس کے ہتھے کوئی چڑھ گیا تو الزام کا نزلہ سب پر گرے گا۔ تم نے دیکھ لیا کہ بونار جس کتنا بڑا گدھا تھا۔"

اوہ.... تو مارے جانے والوں میں سے کسی کا نام بونار جس تھا۔ عمران نے سوچا اور پھر صدر دروازے کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ تھریسیا سالومن کی آواز اسی طرف سے آئی تھی۔ عمران کو پوری طرح یقین آ گیا تھا کہ ثمینہ، تھریسیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی، جو ان لوگوں کے درمیان بحیثیت ثمینہ سالومن خود اپنی ہی نیابت کر رہی ہے۔

وہ ایک بار پھر رک گیا۔ آخر باہر نکل کر گرجنے کی کیا ضرورت تھی کہیں یہ بھی تو چال نہیں

ہے کہ وہ اس کی آواز سن کر کوئی حرکت کرے اور اندھیرے میں بھی اُس کی نشاندہی ہو جائے۔ وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ کئی منٹ گزر گئے لیکن پھر کوئی آواز نہ سنائی دی۔ اچانک قریب ہی کہیں کوئی گاڑی اسٹارٹ ہوئی اور عمران چونک پڑا۔

اب وہ کسی کیکڑے کی طرح آواز کی جانب دوڑ لگا رہا تھا۔ لیکن عمارت کے عقب تک پہنچتے پہنچتے گاڑی حرکت میں آکر رفتار پکڑ چکی تھی۔ وہ طویل سانس لے کر رہ گیا۔

بہر حال اب بھی وہ زمین ہی سے لگا ہوا اسی سمت چل پڑا جدھر گاڑی گئی تھی۔ آہستہ آہستہ عقبی سرخ روشنی بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ دفعتاً وہ پھر رک گیا۔ قریب ہی کہیں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ ریوالور کے دستے پر اُس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ بائیں جانب والی جھاڑیوں سے کوئی جانور برآمد ہوا تھا لیکن جلد ہی حقیقت عمران پر واضح ہو گئی۔ وہ کوئی آدمی تھا جو چوپائیوں کی طرح چل رہا تھا اور اُن دونوں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ بھی نہیں تھا۔

"ٹھہر جاؤ! تم میرے نشانے پر ہو۔" عمران آہستہ سے بولا۔ اور وہ نامعلوم آدمی جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ آواز کی جانب مڑا بھی نہیں۔ عمران نے تیزی سے اُس کے قریب پہنچ کر ریوالور کی نال پہلو سے لگا دی۔

خدا کی پناہ! وہ تو کوئی عورت تھی۔ عمران نے ریوالور کی نال سے دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ "بالآخر تم ہاتھ آ ہی گئیں۔ اب دیکھنا کیسی مہمان نوازی کرتا ہوں۔"

"کک.... کون....؟" عورت ہکلائی۔ "عمران....؟"

"کیلی....؟" عمران کے ذہن کو جھٹکا سا لگا.... اور ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

"تت.... تم.... یہاں کہاں؟"

"پھر بتاؤں گی۔" کیلی ہانپتی ہوئی بولی۔ "کیا وہ سب نکل گئے؟"

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے؟"

"چلو تعاقب کریں۔" وہ اُس کا بازو پکڑ کر ایک طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

"پیدل....؟"

"نہیں موٹر سائیکل ہے۔"

"کہاں....؟ کمال ہے، تم آخر یہاں کیوں آئیں؟"

"تمہارا ساتھ چھوڑ دیتی؟"

وہ سچ مچ اُسے ایک موٹر سائیکل تک لائی تھی۔ عمران نے پوچھا۔ "کیا تمہیں وہ راستہ یاد ہے؟"

"آگے سے سیدھی سڑک جنوب کی طرف شہر کو گئی ہے۔"

"آہا.... میں سمجھ گیا۔ مجھے کہاں لایا گیا تھا۔ اب اس عمارت میں ایک متنفس بھی نہ ہوگا۔"

"وہ، تم پر ٹامی گن سے فائرنگ کر رہے تھے۔"

"ہوا سے لڑ رہے تھے۔" عمران نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا اور وہ اُس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

سڑک پر پہنچ کر عمران نے کہا۔ "مگر ہم تعاقب کس کا کریں۔ یہاں تو اس وقت کتنی ہی گاڑیاں سڑک پر ہوں گی اور پھر پتہ نہیں وہ لوگ جنوب کی طرف گئے ہوں یا شمال کی طرف۔"

"یہ بات تو ہے۔" کیلی سر ہلا کر بولی۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔ "میں نے عمارت کے اندر پہنچنے کی کوشش کی تھی لیکن دروازہ مقفل تھا۔"

"یہ موٹر سائیکل کہاں سے مل گئی؟"

"بس اتفاق ہے۔ پتا نہیں، کون بیچارہ تھا، جس سے میں نے یہ موٹر سائیکل چھینی تھی.... خدا کی پناہ.... وہ آگ کا دائرہ...."

"میری اپنی حماقت کا نتیجہ تھا۔ چلو گھر پہنچ کر اطمینان سے باتیں ہوں گی اور تم، میری عقل کا ماتم کرو گی۔"

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ موڈل ٹاؤن کی اس عمارت تک پہنچ سکے تھے، جہاں اُن کا قیام تھا۔

"یہ موٹر سائیکل کس کی ہے؟" عمران نے پھر پوچھا۔ لیکن کیلی نے جواب دینے کی بجائے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ اپنی کس حماقت کی بناء پر اس حال کو پہنچے تھے؟"

اس نے تھریسیا کی "عطا کردہ" سگریٹ لائٹر کی کہانی چھیڑ دی۔

"تو وہ، اس دائرے کا ریسیور تھا؟" کیلی نے حیرت سے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔"

"مجھے، اس پر حیرت ہے کہ تم نے تھریسیا پر اعتماد کیسے کر لیا تھا؟"

"حالات ہی ایسے تھے۔ میں یہی سمجھا تھا کہ وہ مجھے دونوں کیمپوں سے بچائے رکھنا چاہتی ہے۔ خواہ اس میں خود اُسی کی کوئی غرض کیوں نہ شامل ہو۔"

"بہر حال، اس طرح وہ مطمئن ہوگئی تھی کہ جب چاہے گی تمہیں اپنے قابو میں کر لے گی۔ اب یہ بتاؤ کہ تم وہاں سے فرار کس طرح ہو سکے؟"

عمران کو یہ داستان بھی دہرانی پڑی تھی۔ وہ خاموشی سے سنتی رہی اور عمران کے سکوت اختیار کرتے ہی بولی۔ "اور موٹر سائیکل کی کہانی یہ ہے کہ میں نے تمہارے کہنے کے مطابق عمل نہیں کیا تھا.... یعنی گھر واپس نہیں آئی تھی بلکہ اس بھیڑ میں شامل ہوگئی تھی، جو تمہارے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ بھیڑ بھی چھٹنے لگی اور بالآخر تم تنہا رہ گئے۔ میں نے اُس آتشی دائرے کو بجھتے بھی دیکھا تھا اور اس سے پیدا ہونے والے دھوئیں سے دور ہی دور رہی تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ چار افراد تمہیں اٹھائے ہوئے ایک طرف چلے جا رہے ہیں۔ میں اُن کا تعاقب کرتی رہی۔ وہ تمہیں ایک وین تک لائے اور تمہیں اس کے اندر ڈال کر خود بھی بیٹھ گئے اور عقبی دروازہ بند کر دیا۔ میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ ایک بڑا خطرہ مول لیتی۔ یعنی اُس کے عقبی پائیدان پر کھڑی ہو جاتی۔

بڑا مشکل کام تھا لیکن پتا نہیں کس طرح تھوڑا سفر یوں بھی طے ہوا تھا۔ پھر ایک جگہ ایک آدمی موٹر سائیکل اسٹارٹ کرتا نظر آیا اور میں نے بے ساختہ وین کے پائدان سے اس پر چھلانگ لگا دی۔ یہ ایک طرح سے اقدام خودکشی ہی تھا لیکن میں معجزانہ طور پر بچ گئی۔ صرف معمولی سی خراشیں آئی ہیں۔ موٹر سائیکل سوار بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔ پھر جتنی دیر میں وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوتا میں اُس کی موٹر سائیکل لے بھاگی اور تھوڑی ہی دیر میں اُس وین کو جا لیا جس میں تمہیں لے جایا جا رہا تھا۔"

"بہر حال، اب مجھے اس معاملے میں سنجیدہ ہونا ہی پڑے گا۔" عمران طویل سانس لیکر بولا۔

"مجھے، اس پر حیرت ہے کہ تم نے پہلے ہی سنجیدگی کیوں نہیں اختیار کی۔"

"بس میں ایسا ہی اوٹ پٹانگ آدمی ہوں۔"

"اب کیا سوچا ہے؟"

"جو کچھ بھی ریفریجریٹر میں موجود ہے اُسی پر قناعت کروں گا۔ بھوک کے مارے دم نکلا جا

ہے۔ سوچا تھا کہ کسی اچھے سے ریستوران میں دونوں کھانا کھائیں گے لیکن تھریسیا نے چکر دے دیا۔"

"اس دائرے کو کہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہوگا؟"

"غالباً اسی عمارت سے۔ وہ شمسی توانائی کا ریسرچ سنٹر ہے۔ تم نے دیکھا کہ یہ لوگ کس طرح ہمارے وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پتا نہیں کتنی سیاہ بھیڑیں وہاں کے عملے میں شامل ہوں گی اور انہوں نے وہیں پوشیدہ طور پر کسی جگہ اپنی تجربہ گاہ قائم کر رکھی ہوگی۔"

"خیر ختم کرو..... کچن میں جا کر دیکھتی ہوں کہ اس وقت تمہارے لئے کیا کر سکوں گی۔"

"میں بھی چل رہا ہوں۔"

دونوں کچن میں آئے اور کیلی، ریفریجریٹر سے مختلف چیزیں نکالنے لگی۔ پھر بولی۔ "آخر تم سنجیدہ ہو جانے میں کتنا وقت لو گے؟"

"پیٹ بھر لینے کے فوراً بعد بھی سنجیدہ ہو سکتا ہوں۔ ویسے میں صرف اُسی وقت سنجیدہ ہوتا ہوں جب گہری نیند سو رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ مرنے کے بعد سنجیدہ ترین ہو جاؤں گا۔"

"تم کچھ نہیں ہو سکو گے۔ ہر حال میں صرف عمران رہو گے۔"

"عبدالمنان بھی ہو سکتا ہوں۔"

وہ، فرائی پین میں انڈے تلتی رہی۔ پھر انہیں پلیٹ میں منتقل کرتی ہوئی بولی۔ "میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔"

"کس بات کا؟"

"تمہاری اس تجویز کو بروئے کار لاؤں کہ اس سلسلے میں بڑی طاقتوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائے۔"

"میں، اس سے یقیناً تعاون کروں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا اور تلے ہوئے انڈوں پر ٹوٹ پڑا۔

پھر اچانک اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا....؟" اُس نے حیرت سے پوچھا۔

"شاید میری عقل خبط ہوگئی ہے۔ شمسی توانائی کا مرکز خطرے میں ہے۔ اگر تھریسیا کے لوگوں نے وہاں اپنی تنصیبات بھی لگا رکھی تھیں تو اُسے تباہ کر دینے کی کوشش کریں گے۔"

وہ تیزی سے اُس کمرے میں آیا، جہاں ٹیلی فون تھا۔ بڑی تیزی سے رانا پیلس کے نمبر ڈائل کئے اور جواب میں بلیک زیرو کی آواز سن کر بولا۔ "شمسی توانائی کا مرکز خطرے میں ہے۔"

"اوہ! آپ کہاں تھے، جناب! کئی گھنٹے سے ٹرائی کر رہا ہوں اور آپ نے جو خبر دی ہے وہ آدھ گھنٹہ پرانی ہے۔ شمسی توانائی کے مرکز والی عمارت کا ایک حصہ دھماکے سے منہدم ہو گیا ہے اور اس کے گرد زمین سے آگ اُبل رہی ہے۔"

"خدا کی پناہ....!" عمران طویل سانس کھینچ کر رہ گیا۔ بلیک زیرو کہتا رہا۔

"آپ نے بنگلہ نمبر اے سکسٹین کی نگرانی کا حکم دیا تھا۔ میں نے سبھوں کو اُدھر ہی لگا دیا تھا اور آپ کی کال کا انتظار کرتا رہا تھا۔ پھر میں نے سوچا شاید اسکیم میں کوئی تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن میں نے نگرانی کرنے والوں کو وہاں سے نہیں ہٹایا تھا۔"

وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے مجھے وہاں کے حالات سے مطلع کرتے رہتے تھے۔ آخری اطلاع صفدر نے دی تھی کہ وہ حالات میں عجیب سی تبدیلی محسوس کر رہا ہے۔ یعنی اُسے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے بنگلے کے مکینوں کو معلوم ہو گیا ہو کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے۔

پھر ایک گھنٹے تک کوئی دوسری اطلاع نہ ملنے پر مجھے تشویش ہوئی اور میں نے سوچا کہ مجھے خود وہاں پہنچ کر دیکھنا چاہئے.... بہر حال وہاں پہنچا اور یہ دیکھ کر متحیر رہ گیا کہ وہ سب اپنی اپنی پوزیشنوں پر بے ہوش پڑے ہیں.... لیکن جناب، وہ بنگلہ خالی تھا وہاں مجھے کوئی بھی نہیں مل سکا۔"

"بہت بڑی چوٹ ہوئی ہے۔"

"آخر ہوا کیا....؟"

"لمبی کہانی ہے۔ اطمینان سے بتاؤں گا۔"

"اور اب اپنے لئے ایک پیغام بھی سن لیجئے۔!" بلیک زیرو نے کہا۔

"ریکارڈڈ پیغام....؟" عمران نے حیرت سے کہا۔ "کس کا پیغام ہے؟"

"تھریسیا کے علاوہ اور کس کا ہو سکتا ہے؟"

عمران نے پھر لمبی سانس کھینچی اور بولا۔ "سناؤ۔"

"خود اسی نے کہا تھا کہ پیغام اُسی کی آواز میں ریکارڈ کر کے آپ تک پہنچا دیا جائے.... ذرا توقف کیجئے۔ ابھی پیش کرتا ہوں۔"

عمران سر ہلا کر رہ گیا..... اتنے میں تھریسیا کی آواز آئی۔

"تم نے مجھے خواہ مخواہ غصہ دلایا ہے۔ اب دیکھنا اپنا حشر..... کیلی گراہم تم تک پہنچ چکی ہے لیکن میں اپنے خلاف تمہیں اس سے ساز باز نہیں کرنے دوں گی۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم ہاؤل دے سوف کا معمہ حل کر چکے ہو۔

اب بھی موقع ہے کہ اپنے عزائم کو اپنی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ۔ ورنہ تمہارے ملک کو بھی پچھتانا پڑے گا۔ یہ آخری وارننگ ہے۔ شمسی توانائی کے مرکز کی تباہی مبارک ہو۔

میرے آدمی اس پروگرام کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس سے تمہارے ہی ملک کو فائدہ پہنچتا مگر کبھی کبھی تو تم اول درجے کے احمق ثابت ہو جاتے ہو۔ میری طرف سے جہنم میں جاؤ۔"

پیغام ختم ہو گیا اور عمران پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا۔

کیلی گراہم اُس کے پیچھے کھڑی تھی۔ بہت نرمی سے اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں.... کوئی خاص بات نہیں.... وہ لوگ شاید مرکز کے اُس حصے میں ٹائم بم رکھ کر فرار ہوئے تھے، جس میں اُن کی تنصیبات تھیں، وہ حصہ دھماکے سے تباہ ہو گیا۔"

"اوہ...."

"کچھ نہیں دیکھا جائے گا۔" عمران خواہ مخواہ ہنس پڑا لیکن کیلی کو اس کی یہ ہنسی بڑی بھیانک لگی تھی۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے کوئی درندہ غرا کر رہ گیا ہو۔

عمران سیریز نمبر 111

لرزتی لکیریں

(ساتواں حصہ)

پیشرس

بحمداللہ کہ یہ سلسلہ اختتام کو پہنچا لیکن میں نے اس میں اب بھی اتنی گنجائش رکھی ہے کہ آپ کی فرمائش پر اسے مزید آگے بڑھایا جاسکتا ہے.... جی ہاں، یہ سلسلہ میری اب تک کی تخلیقات میں طویل ترین ہے۔ اسے بہت پسند کیا گیا ہے، لیکن یہ کتاب اس لئے لیٹ ہوئی ہے کہ....اَب کیا عرض کروں.... ہر بار صرف ایک ہی کہانی سنانی پڑتی ہے کہ طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اگر لکھنے کے لئے ڈھنگ کی باتیں نہ سوجھ رہی ہوں تو میں اسے بھی طبیعت کی خرابی ہی سمجھتا ہوں۔

بہر حال، ان تمام دوستوں سے شرمندہ ہوں جنہیں اس تاخیر سے تکلیف پہنچی ہے اور آپ یقین کیجئے کہ جب تک مجھ میں لکھنے کی سکت ہے اسی طرح شرمندہ ہوتا رہوں گا۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ آپ بھی انتظار کے عادی ہو جایئے۔

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ شاید آپ میگزین سے زیادہ کما رہے ہیں۔ اسی لئے وہ لیٹ نہیں ہوتا۔ پابندی سے اپنے وقت پر آجاتا ہے.... اوّل تو یہی غلط ہے کہ میں میگزین سے کچھ کما رہا ہوں۔ کتنی بار عرض کروں کہ میگزین میری ملکیت نہیں ہے۔ میرے ایک دوست اس کے مالک ہیں اور میں ان کی مدد محض دوستی

میں کررہا ہوں۔ اس کے معاوضے کے طور پر ایک ٹیڈی پیسہ بھی اُن سے آج تک نہیں لیا.... اور پھر میگزین میں متعدد اصحاب کی تخلیقات ہوتی ہیں۔ کسی ایک پر اس کے شائع ہونے یا نہ ہونے کا انحصار نہیں ہوتا۔ اس لئے پابندیٔ وقت سے آپ تک پہنچ رہا ہے۔ کتاب میں خود لکھتا ہوں اور وہ اوریجنل ہوتی ہے کہیں سے ترجمہ نہیں کرتا کہ بس قلم چلتا ہی رہے۔ لکھتے لکھتے ذہنی قبض میں مبتلا ہو جاتا ہوں تو کئی دن تک ایک سطر بھی نہیں لکھ پاتا۔ اس لئے لیٹ ہوتی ہے کتاب۔

والسلام

ابن صفی

۲۳ر مئی ۷۹

✪

جوزف کی حالت بہت ابتر تھی۔ دن میں کئی بار رانا پیلس میں شہر کے بڑے ڈاکٹروں کی گاڑیاں آتیں اور چلی جاتیں۔ لیکن اُس کی غشی دور ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔ جیمسن اور بلیک زیرو اس کے سرہانے بیٹھے سرگوشیاں کرتے رہتے۔

"امتناعِ منشیات سے قبل کچھ ایسے اسپتالوں کا انتظام بھی کیا جانا چاہئے تھا، جہاں ایسے لوگوں کی دیکھ بھال کی جاسکتی۔" جیمسن کہہ رہا تھا۔ "اب آخر ان بدبختوں کا کیا ہو؟"

"کتنے اسپتال قائم کیے جاتے...." بلیک زیرو نے کہا۔ "ایسوں کی تعداد کم تو نہیں ہے۔ شہروں میں ایسے افراد کی بہتات ہے۔"

"چرسی اب بھی عیش کررہے ہیں۔"

"یار ختم کرو، ان باتوں کو.... آخر اس کی جان کس طرح بچائی جائے؟"

"یہاں تو شاید کوئی ایسا شفاخانہ بھی نہیں ہے جہاں منشیات کی عادت ترک کرائی جاتی ہو۔"

"غالباً ایک ایسا شفاخانہ موجود ہے۔ سائیکو مینشن سے اطلاع ملی تھی کہ اس شفاخانے کے انچارج سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔"

"اگر یہ اسی حال میں مر گیا تو بہت بڑی ٹریجڈی ہوگی۔" جیمسن اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"چھوڑو۔" بلیک زیرو ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ٹھیک ہو جائے گا۔"

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی تھی اور بلیک زیرو اس کمرے سے سٹنگ روم میں آیا تھا۔

"ہیلو....!" اُس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

دربان کی کال تھی۔ گیٹ والے فون سے اُس نے کسی ڈاکٹر کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"آنے دو۔" کہہ کر اُس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور سوچنے لگا۔ شاید یہ اسی شفاخانے کا کوئی آدمی معلوم ہوتا ہے جس کی اطلاع سائیکو مینشن سے ملی تھی۔ وہ سٹنگ روم سے نکل کر پورچ تک آیا۔ آنے والے کی گاڑی پورچ میں پہنچ کر رکی تھی۔

ایک سفید فام آدمی گاڑی سے اُترا۔ اس کے ساتھ ایک نرس تھی۔ اُس نے آگے بڑھ کر بلیک زیرو سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"مریض کی کیا کیفیت ہے؟"

"غشی کی حالت میں ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اتنے میں نرس بھی دواؤں کا بیگ سنبھالے ہوئے گاڑی سے اُتر آئی تھی۔

پھر وہ سب جوزف کے کمرے میں آئے تھے۔ جیمسن انہیں دیکھ کر اٹھ گیا اور نرس کو مسلسل دیکھتا رہا۔ کیونکہ وہ خاصی دلکش تھی۔

ڈاکٹر کچھ دیر تک جوزف کا معائنہ کرتے رہنے کے بعد بولا۔ "میں فی الحال اسے ایک انجکشن دے رہا ہوں۔ اس سے اس کی حالت سدھر جائے گی۔ اس کے بعد میں اسے اپنے اسپتال میں بلوالوں گا.... پھر چھ ماہ لگیں گے۔ اس کے مکمل طور پر صحت یاب ہونے میں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ چھ ماہ بعد شراب کی طلب نہ رہے گی۔"

"بہت بہتر۔" بلیک زیرو بولا۔

ڈاکٹر، اسے انجکشن دے کر رخصت ہوتے وقت بلیک زیرو کو اپنا فون نمبر دے گیا تھا۔ اس دوران میں جیمسن نرس سے سرگوشیاں کرتا رہا تھا اور وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکراتی رہی تھی۔

قریباً دس منٹ کے بعد جوزف نے آنکھیں کھول دی تھیں.... اور اس طرح اٹھ بیٹھا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ رہی ہو۔

"کیا باس آگئے؟" اس نے جیمسن سے پوچھا۔

"وہ آئے ہوں یا نہ آئے ہوں لیکن تم ضرور آگئے ہو۔"

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"یہ شاید خود کو دوسری دنیا میں سمجھ رہا ہے۔" جیمسن نے بلیک زیرو سے کہا۔ "اور ہم اسے فرشتے لگ رہے ہیں۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو مسٹر؟" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔ "میری بات کا جواب دو۔"

"نہیں، ابھی نہیں آئے۔" بلیک زیرو، اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"آخر ہم کب تک یہاں مقید رہیں گے؟"

"باس کے آنے پر ہی معلوم ہو سکے گا۔"

"ایسا انجکشن نہ کبھی پہلے میں نے دیکھا اور نہ کبھی سُنا۔" جیمسن نے متحیرانہ انداز میں جوزف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"تم، تین دن سے بیہوش تھے۔"

"واقعی؟" جوزف کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"اس وقت کیا محسوس کر رہے ہو؟"

"بالکل ٹھیک ہوں۔"

"یعنی پینے کی خواہش نہیں ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ فی الحال میں، اس کی ضرورت نہیں محسوس کر رہا۔"

"کمال ہو گیا۔ آخر وہ کیسا انجکشن تھا؟"

"کس انجکشن کی بات کر رہے ہو، مسٹر؟"

"ابھی ابھی ایک ڈاکٹر تمہیں انجکشن دے کر گیا ہے۔"

"کون ڈاکٹر....؟" جوزف بستر سے چھلانگ لگاتا ہوا بولا۔ "مجھے، اُس کا پتہ بتاؤ۔ دن دہاڑے اُسے لوٹ لوں گا۔"

"خیال بُرا نہیں ہے۔" جیمسن نے بلیک زیرو کو آنکھ مار کر کہا۔

"نہیں، مجھے بتاؤ۔ میں ان انجکشنوں کا اسٹاک رکھوں گا۔"

"اس نے نام نہیں بتایا تھا۔" جیمسن نے کہا۔

"جب اپنے ہی اس طرح ظلم کریں گے تو پھر دوسروں سے کیا شکوہ۔" جوزف نے بُرا مان کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر کو اس کی کیفیت سے مطلع کر دیا جائے۔" جیمسن نے بلیک زیرو سے کہا۔

"ابھی تو شاید وہ اپنے ٹھکانے پر بھی نہ پہنچا ہو۔"

"مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے تم لوگ مذاق کر رہے ہو۔" جوزف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آخر تم کیا محسوس کر رہے ہو؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"بس ایسا لگتا ہے جیسے پورا بیرل پیٹ میں اُتر گیا ہو۔ نشے سے جی نہیں بھرتا، لیکن مجھے ایسی آسودگی محسوس ہو رہی ہے جیسے اپنی مقدار سے کہیں زیادہ پی گیا ہوں۔"

"میں نے آج تک کسی ایسے انجکشن کے بارے میں نہیں سنا۔" جیمسن نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"تمہیں اس سے کیا پریشانی ہے؟" بلیک زیرو اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"ہمیں ہر معاملے میں محتاط رہنا چاہئے۔ معلوم کرو کیا یہ ڈاکٹر سائیکو مینشن ہی کے توسط سے یہاں آیا تھا؟"

"اور نہیں تو کیا کسی خیراتی ادارے نے ازراہِ عنایت اُسے بھجوایا تھا۔"

"یار، میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ تھریسیا نے اپنے کھیل کا آغاز کر دیا ہے۔"

بلیک زیرو کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"اے، مسٹر! تم نے کیسی فضول باتیں شروع کر دی ہیں۔" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔ "اگر تھریسیا ہی کا کوئی آدمی، مجھے کسی قسم کا انجکشن دے گیا ہے تو اس کا بہت بہت شکریہ۔"

"ابھی تم اپنے ذہن پر زیادہ زور نہ ڈالو۔" جیمسن جوزف کا ہاتھ تھام کر بولا۔ "یہ سب ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں۔"

"میں، عضو معطل تو نہیں ہوں۔" جوزف نے بگڑ کر کہا۔

"اس انجکشن سے پہلے صرف گوشت کے لوتھڑے ہو رہے تھے۔"

"اب تو نہیں ہوں۔"

"انجکشن کا اثر کتنی دیر برقرار رہے گا؟"

بلیک زیرو، انہیں اسی بحث میں الجھا کر فون والے کمرے میں آیا۔ جیمسن کی بات اُس کی سمجھ میں آگئی تھی۔ اُس نے سائیکو مینشن کے نمبر ڈائیل کیے اور اس ڈاکٹر کے متعلق پوچھ گچھ شروع کر دی اور اُس کے دیئے ہوئے فون نمبر کے حوالے سے معلوم کیا کہ جن اداروں سے جوزف کے سلسلے میں گفت و شنید کی گئی تھی وہ اُن میں سے کسی کا بھی نہیں تھا۔ بلیک زیرو لمبی سانس کھینچ کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ "معلوم کرو کہ فون نمبر کس کا ہے؟"

"پندرہ منٹ بعد اطلاع دی جائے گی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور بلیک زیرو رابطہ منقطع

کر کے جوزف کے کمرے میں آگیا.... جیمسن نے سوالیہ نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔

"شاید تمہارا خیال درست تھا۔" بلیک زیرو بولا۔ "وہاں اس فون نمبر کا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے۔"

"اے، مسٹر طاہر! تم کیا گڑبڑ کرتے پھر رہے ہو؟" جوزف بول پڑا۔ "مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ خواہ وہ شیطان کا چچا ہی کیوں نہ رہا ہو۔ میں اُس کے زیرِ علاج رہنا پسند کروں گا۔ لاؤ، اس کا فون نمبر مجھے دے دو۔ میں خود اُسے اپنی کیفیت سے مطلع کروں گا۔"

"تم، یعنی مریض.... خود اُسے فون کرو گے۔" جیمسن بولا۔

"کیا میں کوئی لب گور مریض ہوں؟" جوزف نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"اس انجکشن سے پہلے یقیناً لب گور ہی معلوم ہوتے رہے ہو۔"

"اب تو نہیں ہوں۔ مجھے بتاؤ اُس کے فون نمبر۔"

"کیا خیال ہے؟" بلیک زیرو نے جیمسن کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"میں کیا بتاؤں؟ اگر ہز میجسٹی سے رابطہ قائم ہو سکے تو یہ بات اُن کے علم میں ضرور لاؤ۔"

"اب وہاں سے جواب نہیں مل رہا۔ صرف گھنٹی بجتی رہتی ہے۔"

"لاؤ نکالو.... کہاں ہے اس کا کارڈ؟" جوزف نے پھر تقاضا کیا۔

"تمہارے باس سے پوچھے بغیر میں، تمہیں کوئی قدم نہیں اٹھانے دوں گا۔"

"دیکھو مسٹر طاہر!" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔ "مجھے کوئی غلط قدم اٹھانے پر مجبور نہ کرو۔"

"اف فوہ! تو تم کوئی غلط قدم اٹھانے کا بھی سوچ سکتے ہو۔" جیمسن نے کہا اور جوزف بُرا سا منہ بناتے ہوئے دوسری طرف مڑ گیا۔

جیمسن کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کی شخصیت ہی بدل گئی ہو.... وہ جوزف ہی نہ ہو۔

اچانک وہ بلیک زیرو کی طرف مڑ کر بولا۔ "مسٹر طاہر، باس سے معلوم کرو کہ وہ مجھے اپنے ساتھ ہی رکھنے پر آمادہ ہیں یا نہیں۔"

"اچھا.... اچھا.... میں معلوم کروں گا۔"

"ابھی اور اسی وقت۔" جوزف نے جارحانہ انداز میں کہا.... اور جیمسن نے بلیک زیرو کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا اور فون والے کمرے میں چلا آیا۔ گھڑی

دیکھی۔ ابھی پندرہ منٹ پورے ہونے میں دو منٹ باقی تھے۔

ٹھیک دو منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی تھی۔ بلیک زیرو نے ریسیور اٹھالیا۔ سائیکو مینشن ہی کی کال تھی۔

"مذکورہ نمبر سرے سے فون نمبر ہی نہیں ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"فون نمبر ہی نہیں ہے؟" بلیک زیرو نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں، شہر میں نائن ون کا سلسلہ ہے ہی نہیں۔"

"تب تو چیف کو اس کی اطلاع دینی چاہئے۔"

"اطلاع دی جا رہی ہے۔"

بلیک زیرو نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ ساؤنڈ پروف کمرے کے دروازے پر سبز روشنی دکھائی دی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ایکس ٹو والے فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔

ساؤنڈ پروف کمرے میں داخل ہو کر اُس نے دروازہ بولٹ کیا اور فون کی طرف بڑھ گیا..... اس فون پر اُسے ایکس ٹو کی آواز میں گفتگو کرنی تھی۔

دوسری طرف سے وہی اطلاع ملی، جو خود اس نے سائیکو مینشن تک پہنچائی تھی۔ پوری بات سن کر اُس نے کہا۔ "صفدر سے کنکٹ کرو۔"

"بہت اچھا، جناب!"

اور پھر کسی قدر وقفے سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیا تم فیلڈ ورک کے قابل ہو؟" اس نے صفدر سے پوچھا۔

"جی ہاں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"اچھا تو رانا پیلس پر نظر رکھو۔ کچھ دیر پہلے وہاں ایک ڈاکٹر پہنچا تھا۔ جوزف کو ایک انجکشن دے کر اپنا فون نمبر چھوڑ گیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ اسے جوزف کی کیفیت سے باخبر رکھا جائے۔ فون نمبر غلط ثابت ہوا۔"

"میں نہیں سمجھا جناب!" صفدر کی آواز آئی۔

"اس سیریز کے نمبر شہر میں نہیں ہیں۔ بہر حال، جوزف، اس انجکشن کے اثر سے حیرت انگیز طور پر اٹھ کھڑا ہوا ہے لیکن انداز جارحانہ ہے۔ ایسا لگتا ہے اب اسے اپنے باس کی بھی پرواہ نہ ہو۔"

"میں سمجھ گیا ہوں، جناب! فوراً روانہ ہوتا ہوں۔"

"ویٹس آل۔" کہہ کر بلیک زیرو نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ساؤنڈ پروف کمرے سے نکل کر اُسے مقفل کیا اور جوزف کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ کیونکہ جیمسن فرش پر اوندھا پڑا نظر آیا تھا اور جوزف کا کہیں پتا نہ تھا۔

بوکھلائے ہوئے انداز میں اُس نے جیمسن کو سیدھا کر کے جھنجھوڑ ڈالا لیکن اس کی آنکھیں نہ کھلیں۔ بے ہوشی خاصی گہری معلوم ہوتی تھی۔ پھر وہ اس کو اسی حال میں چھوڑ کر فون والے کمرے کی طرف بڑھا۔ فون پر گیٹ کے چوکیدار سے رابطہ قائم کیا۔

"جناب عالی!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کالے آدمی کو باہر نہ جانے دینا۔"

"وہ تو گیا جناب!"

"کب..... کیسے.....؟"

"بس ابھی ابھی گیا ہے۔ کالی جیپ لے گیا ہے۔"

"اوہ....." بلیک زیرو نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف دوڑ لگائی۔

جوزف جلد از جلد شہری آبادی سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس کا رخ ساحلی علاقے کی اُس بستی کی طرف تھا جس میں ملکی و غیر ملکی سیاہ فام لوگ آباد تھے۔ اُسے خدشہ تھا کہ کہیں اس جیپ کی وجہ سے پکڑا نہ جائے، جسے وہ ڈرائیو کر رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے اس سے جو حرکت سرزد ہوئی تھی۔ اس پر نہ وہ خوش تھا اور نہ رنجیدہ۔

بلیک زیرو کی عدم موجودگی میں اس نے رانا پیلس سے نکل جانا چاہا تھا۔ جیمسن نے اُسے روکنے کی کوشش کی تھی اور اُس نے آپے سے باہر ہو کر اس کی کنپٹی پر ایک ہاتھ رسید کر دیا تھا جسے وہ نہ سہار سکا۔ بہر حال اس طرح اُسے بے ہوش کر کے وہ رانا پیلس سے نکل بھاگا تھا۔

شہری آبادی کے اختتام سے پہلے ہی اُس نے جیپ ایک گلی میں موڑ کر روکی اور اُسے وہیں چھوڑ کر پھر سڑک پر آگیا اور یہاں سے ایک آٹو رکشا پر منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر آٹو رکشا ٹھیک سلو اسٹریک ریستوران کے سامنے رکا تھا۔ جس کی مالکہ جوزف ہی کی ہم وطن ایک

سیاہ فام عورت مسز فیمی میانڈا تھی۔

ملک میں شراب بندی سے قبل یہاں "سلور اسٹریک بار" کا بورڈ آویزاں تھا لیکن اب "بار" کی جگہ "ریستوران" نے لے لی تھی۔ لیکن چوری چھپے شراب کا بیوپار اب بھی جاری تھا۔ بس فرق اتنا ہوا تھا کہ اسمگل کی ہوئی شراب اجنبیوں کے ہاتھوں فروخت نہیں کی جاتی تھی۔

جوزف جب اندر داخل ہوا تو فیمی کاؤنٹر کے پیچھے موجود تھی۔ جوزف پر نظر پڑتے ہی وہ اچھل پڑی اور پھر اُس کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں نظر آئی تھیں۔

جوزف کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر آگے جھکتا ہوا بولا۔ "ڈرو نہیں، میں بھوت نہیں ہوں۔"

"لل.... لیکن.... تت.... تم...."

"ہاں، میں وہی جوزف مگونڈا ہوں، جو کچھ دنوں پہلے یہاں نگانا کا پتا پوچھتا ہوا آیا تھا اور میں یہاں سے سیدھا تمہارے کمرے میں جا رہا ہوں۔"

"کک.... کیوں.... نن.... نہیں...."

"کیوں نہیں۔ کیا ہماری دوستی ختم ہو گئی؟"

"نہیں یہ بات نہیں...."

"پھر کیا بات ہے؟ میں دراصل یہاں نہیں بیٹھ سکتا۔"

"نگانا کہاں ہے؟" فیمی نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"وہاں، جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں آیا۔"

"تو پھر مجھے خطرے میں نہ ڈالو.... یہاں سے چلے جاؤ۔"

"وہ گروہ ختم ہو چکا ہے۔ کوئی تم سے جواب طلب نہیں کرے گا۔"

"لیکن.... تم...."

"پولیس میرے پیچھے ہے۔"

"اوہ.... تو یہ بات ہے۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "اچھا.... تو اوپر جاؤ.... میں ابھی آ رہی ہوں۔"

اُس نے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک کنجی نکالی اور اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "کمرہ نمبر تین۔"

"شکریہ، فیمی! تمہاری معاملہ فہمی کا تو میں ہمیشہ سے قائل رہا ہوں۔"

"لیکن تم اتنے بدل کیوں گئے ہو....؟ گفتگو کرنے کا انداز تک وہ نہیں رہا۔"

"میں سب کچھ بتاؤں گا تمہیں۔"

اس سے کنجی لے کر وہ زینوں کی طرف چل پڑا۔ اوپری منزل پر چار کمرے تھے۔ وہ اُسی دروازے پر رکا، جس پر نمبر تین لکھا ہوا تھا۔

قفل کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ یہ شاید وہی کمرہ تھا جہاں اسمگل کی ہوئی شراب کے کریٹ رکھے جاتے تھے۔ اس وقت بھی یہاں کم از کم ڈھائی تین سو بوتلیں ضرور رہی ہوں گی۔ لیکن جوزف نے انہیں یونہی سرسری طور پر دیکھا تھا جیسے وہ مٹی کے تیل کی بوتلیں ہوں.... ایک طرف ایک آرام کرسی پڑی ہوئی تھی جس پر وہ نیم دراز ہو گیا۔ خود اُسے حیرت تھی کہ آخر اُسے ہوا کیا ہے۔ جس انجکشن کا ذکر جیمسن اور طاہر نے کیا تھا، کیا وہ اُسی کا اثر تھا۔ شاید جوانی میں بھی ایسی کیفیت محسوس کی ہو، جب شراب کی لت بھی نہیں لگی تھی۔

وہ اپنی اسی ذہنی کیفیت کا جائزہ لینے لگا۔ عام حالات میں وہ اپنے باس کے حکم سے ایک انچ بھی نہ سرک سکتا تھا.... لیکن اس وقت ایک ساتھی کو بے ہوش کر کے نکل بھاگا تھا اور ساتھی بھی اُس سے کہہ رہا تھا کہ وہ عمران سے اجازت حاصل کیے بغیر رانا پیلس سے باہر قدم نہ نکالے.... تو کیا اُس نے اپنے باس سے بیوفائی کی.... نہیں ہرگز نہیں۔ باس کے لئے تو وہ اب بھی جان دے سکتا تھا۔ لیکن یہ کیا کہ بس ایک عمارت تک محدود ہو کر رہ جاؤ۔ یہ ناممکن ہے۔

اس نے طویل سانس لی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ باہر سے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔ پھر کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ جوزف نے اٹھ کر دروازے کا بولٹ گرا دیا لیکن ساتھ ہی اس کا ہاتھ بغلی ہولسٹر پر بھی چلا گیا تھا.... دروازہ کھول کر فیمی اندر داخل ہوئی اور جوزف دروازے کے پاس سے ہٹ آیا۔ فیمی نے بھی دروازہ بولٹ کر دیا تھا۔

"اور اب تم سناؤ، کیا قصہ ہے؟" اس نے جوزف کو اُوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے پوچھا اور پھر شراب کے کریٹوں پر نظر ڈالی۔

"انہیں مت دیکھو۔" جوزف مسکرا کر بولا۔ "میں نے بہت دنوں سے چکھی تک نہیں۔"

"اور ایسے نظر آ رہے ہو.... میں یقین نہیں کر سکتی۔"

”مت یقین کرو۔“

”خیر، چھوڑو.... میں نے سنا تھا کہ تم سمندر میں غرق ہو گئے ہو۔“

”بات کچھ ایسی ہی تھی لیکن بچ گیا۔“

”لیکن نگانا کہاں غائب ہو گیا؟“

”شاید وہ غرق ہی ہو گیا تھا۔“

”قصہ کیا تھا؟“

”میرے باس کا بھی بزنس ایسا ہی ہے.... بس اُن لوگوں سے ٹکراؤ ہو گیا تھا۔“

”اور اب پولیس تمہارے پیچھے ہے۔“

”ہرگز نہیں۔“ جوزف ہنس پڑا۔

”پھر کیا بات ہے؟“

”کاؤنٹر پر تفصیل میں جانے کے لئے نہیں ٹھہر سکتا تھا۔“

”تو اب سچی بات بتادو۔“

”سچی بات یہ ہے کہ فی الحال میں مردہ بنا رہنا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے تمہارے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آیا تھا۔“

”اگر پولیس تمہارے تعاقب میں نہیں ہے تب تو یہ ممکن ہے۔ میں تمہیں ضرور پناہ دوں گی لیکن اگر....!“

”یقین کرو کہ پولیس میرے پیچھے نہیں ہے۔ تم مجھے جانتی ہو۔ میں نے کبھی اپنے کسی دوست کو دشواری میں نہیں ڈالا۔“

”ہاں، یہ تو میں جانتی ہوں۔“

”بس تو پھر مجھ پر اعتماد کرو۔ صرف اتنے ہی دن ٹھہروں گا کہ ڈاڑھی اور مونچھیں کچھ اور گھنی ہو جائیں۔“

”پھر کیا کرو گے؟“

”اپنے باس کے کاروباری حریفوں کو راستے سے ہٹانا شروع کردوں گا۔ نگانا تو غرق ہو ہی چکا۔“

”لیکن میں نے تو سنا تھا کہ تمہارا باس بھی تمہارے ساتھ ہی غرق ہو گیا تھا۔“

”جب میں غرق نہیں ہو سکا تو وہ کیسے ہو جاتا۔“

فیمی کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”تمہارے باس کا بزنس کیا ہے؟“

”چرس!“

”خود لے جاتے ہو؟“

”ہاں خلیج فارس کے ایک پوائنٹ تک۔“

”وہاں سے کیا لاتے ہو؟“

”سونے کے علاوہ اور کیا لائیں گے؟“

”شراب نہیں لا سکتے؟“

”کس طرح؟“

”اٹلی کا ایک جہاز خلیج فارس ہی میں تمہارے حوالے کردے گا۔“

”بزنس کس کا ہے؟ براہِ راست تمہارا تو نہیں ہو سکتا۔“

”یہ نہیں بتاؤں گی کہ کس کا ہے؟“

”یہ معلوم کیے بغیر میرا باس ہرگز تیار نہیں ہوگا۔“

”تب تو دشواری ہے.... خیر، جب تک رہنا چاہو، یہاں رہ سکتے ہو۔ لیکن اسی کمرے میں قیام کرنا پڑے گا۔ یہاں ایک پلنگ ڈلوادوں گی۔“

”کوئی بات نہیں۔“

”لیکن ان بوتلوں پر رحم کرنا۔ بڑی مہنگی پڑتی ہیں۔“

”سنو، اگر اس کی نوبت آئی تو پوری قیمت ادا کروں گا۔“

”مجھے اطمینان ہے۔“

”اور یہاں قیام و طعام کا معاوضہ بھی ادا کروں گا۔“

وہ مسکرائی اور باہر چلی گئی۔ جوزف نے پھر دروازہ بند کیا اور آرام کرسی پر لیٹ گیا۔

اس بار اونگھ ہی گیا تھا۔ دستک پر آنکھ کھلی اور وہ سیدھا ہو کر آنکھیں ملنے لگا۔

”کون ہے؟“ اُس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

”میں ہوں.... کیا سو گئے؟“ باہر سے فیمی کی آواز آئی۔

جوزف نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ کھانے کی ٹرے فیمی کے ہاتھوں پر تھی۔

"اوہ.... تمہیں تکلیف ہوئی۔" جوزف نے اُس کے ہاتھوں پر سے ٹرے اٹھاتے ہوئے کہا اور پیچھے ہٹ کر بولا۔ "آؤ...."

فیمی نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بولٹ کر دیا۔ جوزف، ٹرے اسٹول پر رکھ کر بیٹھ گیا۔

"ایک عورت آئی تھی اور تمہیں پوچھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پھر آنے کو کہہ گئی ہے۔" فیمی نے اطلاع دی۔

"عورت.... کون عورت....؟" جوزف چونک پڑا۔ اس کا خیال جولیانا فٹنر واٹر کی طرف گیا تھا۔

"اپنا نام نہیں بتایا تھا، اُس نے؟" فیمی نے کہا۔

"کوئی سفید فام عورت تھی؟"

"نہیں، تھی تو ہمی میں سے.... لیکن اتنی باوقار تھی کہ کیا بتاؤں، بس کہیں کی شہزادی لگتی تھی۔"

"ہمی میں سے کیا مراد ہے؟ کیا کسی سیاہ فام نسل سے تعلق رکھتی تھی۔"

"ہاں۔" فیمی سر ہلا کر بولی۔

"تو تم نے کیا کہا تھا، اس سے؟"

"یہی کہ تم فی الحال یہاں موجود نہیں ہو۔ میں نے سوچا پہلے تم سے اُس کے بارے میں کوئی بات کرلوں۔"

"تو گویا تم نے اس سے یہ کہا تھا کہ میں مقیم تو یہیں ہوں لیکن فی الحال موجود نہیں ہوں۔ اسی لئے وہ پھر آنے کو کہہ گئی ہے۔"

"ہاں، یہی بات ہے۔"

"تم نے اچھا نہیں کیا فیمی!" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ فی الحال میں مردہ ہی بنا رہنا چاہتا ہوں اور اسی اعتماد کے ساتھ تمہارے پاس آیا تھا کہ یہاں یہ ممکن ہوگا۔ ورنہ سر چھپانے کو بہت جگہیں تھیں۔"

"مجھے افسوس ہے جوزف! میرا خیال ہے اس عورت سے کوئی بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔"

"کیا مطلب....؟"

"عجیب سی شخصیت تھی۔ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ تم جانتے ہو کہ میں کسی سے بھی

مرعوب نہیں ہوتی۔ لیکن اُس نے مجھے شدت سے متاثر کیا تھا۔ پہلے ہی ہلے میں سچی بات زبان سے نکل گئی۔"

"خیر...." جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں دیکھوں گا کہ وہ کون ہے؟"

"تم کھانا تو کھالو.... ہاتھ کیوں روک لیا ہے؟"

"تم نے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"اور تمہاری بدلی ہوئی شخصیت نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔ تم اتنے چاق و چوبند کبھی نظر نہیں آئے۔"

میں تو خود بھی حیرت زدہ ہوں اپنی حالت پر۔ جوزف نے سوچا۔ پھر اس سے بولا۔ "ضروری تو نہیں کہ آدمی ہمیشہ یکساں حالت میں رہے۔ مرجانے کے بعد میری صحت بالکل ٹھیک ہوگئی ہے۔"

"میں نے کہا تھا کھانا کھاؤ۔"

"بھوک ہی اڑا دی ہے تم نے۔" جوزف نے کہا اور کھانے کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"خیر.... تم فکر نہ کرو۔ اب آئی تو کہہ دوں گی کہ تم واپس ہی نہیں آئے یا پھر یہ کہہ دوں گی کہ میری لاعلمی میں مستقل طور پر یہاں سے چلے گئے ہو.... اور ایک اطلاعی تحریر چھوڑ گئے ہو۔ سو وہ تحریر تم ابھی دے دو۔"

"نہیں، میں ابھی اس پر مزید غور کروں گا۔"

"کیا تم اُسے جانتے ہو؟"

"نہیں.... یا پھر وہ کوئی شناسا ہی ہوگی۔ تمہیں کم از کم اس کا نام ضرور معلوم کر لینا چاہئے تھا۔"

"میں نے پوچھا تھا لیکن وہ ٹال گئی۔ کہنے لگی میں پھر آؤں گی۔"

"تم نے کہا تھا کہ وہ شہزادی جیسی لگتی تھی۔"

"بالکل شہزادی جیسی۔"

"اچھا تو اب تم جاؤ اور دیکھو کہ وہ کب آتی ہے۔ میں اُس سے ملوں گا۔"

"کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے؟"

"دیکھا جائے گا۔"

"خواہ مخواہ کوئی خطرہ مول مت لو۔ میں اب بھی اُسے ٹال سکتی ہوں۔ اسی تدبیر سے کہ تم

مجھے ایک تحریر دے دو۔"

"نہیں، میں اس سے ملوں گا۔ اپنی ذمہ داری پر اور تمہیں کوئی الزام نہ دوں گا۔"

فیمی خالی برتنوں کی ٹرے اُٹھا کر چلی گئی اور جوزف پھر دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا۔

شکم پُری کے بعد پھر نیند کا حملہ ہوا لیکن یہ معمولی قسم کی نیند ہی تھی۔ اس میں شراب سے محروم، شراب زدہ اعصاب کو دخل نہیں تھا۔

پھر کسی کی دستک ہی پر نیند کا سلسلہ ٹوٹا تھا۔ وہ بوکھلا کر اٹھا اور نیم بیداری کے عالم میں دروازہ کھول دیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں لگنے والے ذہنی جھٹکے نے اُسے پوری طرح بیدار کر دیا اور آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں.... میڈیلینا اُس کے سامنے کھڑی عجیب انداز میں مسکرا رہی تھی۔ وہی میڈیلینا جو اُس پُراسرار آبدوز میں اس کی ہم سفر رہی تھی اور جس کے بارے میں عمران خیال ظاہر کر چکا تھا کہ وہ تھریسیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

"کیا تم مجھ سے اندر آنے کو بھی نہیں کہو گے؟" اُس نے بڑے دلآویز انداز میں کہا.... اور جوزف اس طرح چونک پڑا جیسے ابھی تک کوئی خواب دیکھتا رہا ہو۔

"ضرور.... ضرور!" وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ میڈیلینا کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگی۔ پھر نگاہ شراب کے کریٹوں پر ٹھہر گئی۔

"کیا یہ سب تمہارے لئے ہیں؟" اس نے بالآخر کریٹوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"ارے نہیں.... یہ تو.... یہ تو دوسرے کا مال ہے۔" جوزف نے دانت نکال دیئے۔

"اپنی کیفیت بتاؤ۔ سنا تھا کہ تمہاری حالت خراب ہے۔"

"نہیں، اب بالکل ٹھیک ہوں۔"

"ان کریٹوں کے قریب تو ٹھیک ہی رہو گے۔"

"نہیں، یہ بات نہیں۔ جب سے مجھے ہوش آیا ہے۔ شراب کی طلب ہی نہیں محسوس ہوئی۔"

"مجھے دعائیں دو۔ لیکن نہیں۔ تم تو ایسے ہو کہ مجھے بیٹھنے کو بھی نہیں کہہ رہے۔ ہم ایک دوسرے کے لئے اجنبی تو نہیں ہیں۔"

"اوہ.... در.... دراصل .... بیٹھو، بیٹھو۔" اس نے آرام کرسی کی طرف اشارہ کیا اور اُس کے بیٹھ جانے کے بعد خود بھی اسٹول کھسکا کر بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔ "تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ مجھے

دعائیں دو۔"

"اس لئے کہ ایسے انجکشن ساری دنیا میں صرف میں ہی فراہم کر سکتی ہوں۔"

"خدا کی پناہ.... تو وہ تمہارا آدمی تھا؟"

اس نے سر کو اثباتی جنبش دی اور اُسے غور سے دیکھتی رہی۔

"لل.... لیکن....؟"

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر میں تم لوگوں کی دشمن ہوتی تو تم اپنے ملک تک کیسے پہنچ سکتے؟"

"یہی تو میں بھی سوچتا ہوں۔ یقیناً باس کو اس سلسلے میں غلط فہمی ہوئی ہے لیکن انہیں کون سمجھائے؟"

"اُس نے مجھے اس کا موقعہ ہی نہیں دیا۔ ورنہ میں خود سمجھا دیتی۔ لیکن اب اس کی غلط فہمی رفع ہو جانی چاہئے۔ ورنہ اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اُسے سمجھانے کی کوشش کرو کہ ہماری لڑائی تم سے نہیں بلکہ بڑی طاقتوں سے ہے۔"

"میں تو سمجھتا ہوں، مسی!"

"یہی غنیمت ہے کہ تم سمجھدار ہو۔"

"لیکن میرے سمجھدار ہونے سے کیا ہوگا۔" جوزف نے حیرت سے کہا۔

"تم مجھے اس کی تلاش میں مدد دو گے۔"

"لیکن میں تو نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟"

"دونوں مل کر کوشش کریں گے تو معلوم ہو جائے گا۔"

"تم بہت مہربان ہو مسی۔!"

"بس تو پھر تیار ہو جاؤ۔"

"کیا ابھی چلنا ہے؟"

"ہاں، ابھی اور اسی وقت.... یہاں اس تنگ سے کمرے میں گھٹ کر رہ جاؤ گے۔"

"لیکن باہر نکلنے کا خطرہ کیسے مول لوں؟"

"اسی طرح جیسے یہاں تک آئے تھے۔"

"وہ تو پتا نہیں، کس طرح آ گیا تھا۔ یہاں لوگ مجھے پہچانتے ہیں۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ یہ میری ذمہ داری ہے۔"

"اچھا مسّی! میں نیچے جا کر فیمی کا حساب صاف کر آؤں۔"

"اس کی بھی ضرورت نہیں۔ میں پہلے ہی حساب بیباق کر چکی ہوں۔"

"بس تو پھر اٹھ ہی جاؤں۔" جوزف نے کہا۔

وہ چھوٹی سی تجربہ گاہ ساحل سمندر کے ایک ویران علاقے میں واقع تھی۔ یہاں مچھلیوں کی افزائش نسل سے متعلق کام ہوتا تھا۔ مختلف قسم کے تجربات کیے جاتے تھے۔ جاپانی ماہرین کی نگرانی میں یہاں ایسے صدف پیدا کرنے کے امکانات کا جائزہ بھی لیا جا رہا تھا، جن سے موتی نکلتے ہیں۔

بڑی پُرسکون جگہ تھی۔ دور دور تک کسی دوسری عمارت کا وجود نہیں تھا۔ اس تجربہ گاہ میں کام کرنے والے اوقات کار کے اختتام پر اپنی اپنی قیام گاہوں کی طرف روانہ ہو جاتے تھے لیکن ایک جاپانی ماہر اُوشیدا وہیں رہتا تھا۔ لہٰذا رات کو بھی اس عمارت کی کئی کھڑکیاں روشن نظر آتی تھیں۔

اُوشیدا کے علاوہ ایک چوکیدار بھی تھا جو رات کو پہرہ دینے کی بجائے لمبی تان کر سوتا تھا اور اُوشیدا اس سے لاعلم بھی نہیں تھا اور لاعلم ہوتا بھی کیسے، جب کہ وہ خود ہی اُسے رات کے کھانے کے بعد سلا دیا کرتا تھا۔

اُوشیدا اپنا کھانا خود ہی پکایا کرتا تھا اور اس کا معمول تھا کہ رات کے کھانے کے بعد چوکیدار کو اپنی بنائی ہوئی چائے کا ایک کپ ضرور پلاتا تھا۔ اس چائے کے پیتے ہی چوکیدار پر نیند کا غلبہ ہوتا تھا اور اُسے بھی اس چائے کی ایسی چاٹ پڑی تھی کہ سرِ شام ہی اس کی طلب محسوس ہونے لگتی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد خود ہی اس جگہ پہنچ جاتا تھا جہاں اُوشیدا اپنا کھانا تیار کیا کرتا تھا۔ چوکیدار چائے پی کر چلا جاتا اور اپنی کوٹھری میں پہنچ کر ڈھیر ہو جاتا۔ کچھ دیر بعد اُوشیدا بھی باہر نکلتا اور اس کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ چوکیدار سو گیا ہے وہ موٹر سائیکل اٹھاتا تھا اور عمارت کو مقفل کر کے ساحل کے بالکل ہی ویران حصے کی طرف نکل جاتا تھا۔

اُس کے دوسرے ساتھیوں کو اس کی ان مصروفیات کا علم نہیں تھا۔ آج بھی اُس نے معمول کے مطابق موٹر سائیکل سنبھالی تھی اور عمارت کو مقفل کر کے نکلا چلا گیا تھا۔ رات کے نو بجے تھے اور فضا میں پُرشور موجوں کے ساحل سے ٹکرانے کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی کوئی آواز

نہیں پائی جاتی تھی۔ لیکن اب اس میں موٹر سائیکل کے انجن کا شور بھی شامل ہو گیا تھا۔

موٹر سائیکل کی رفتار تیز نہیں تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک پوائنٹ پر روشنی کے اشارے دیکھے اور اسی جانب بڑھتا چلا گیا۔ یہ اشارے ایک موٹر بوٹ سے ہوئے تھے۔ اُس کے قریب پہنچ کر اُس نے موٹر سائیکل روکی اور اُتر کر موٹر بوٹ کی سیدھ میں جا کھڑا ہوا۔ یہاں سمندر پُرسکون تھا.... اس نے مخصوص انداز میں اپنے ہاتھ ہلائے اور موٹر بوٹ سے سرچ لائٹ کی روشنی اس پر پڑی اور اُس نے پھر کسی قسم کا اشارہ کیا۔ اس بار موٹر بوٹ آہستہ آہستہ خشکی کی طرف بڑھنے لگی۔ اور پھر وہ اتنی قریب آ گئی کہ اُوشیدا بہ آسانی اس پر چڑھ گیا۔ موٹر سائیکل اس نے کنارے ہی پر چھوڑ دی تھی.... موٹر بوٹ کا رخ موڑ دیا گیا۔

ذرا دیر بعد وہ خاصی تیز رفتاری سے جنوب کی طرف چلی جا رہی تھی۔ اُوشیدا خاموش بیٹھا رہا۔ کشتی پر دو افراد اور بھی تھے لیکن وہ آپس میں بھی گفتگو نہیں کر رہے تھے۔ یہ سفر تقریباً بیس منٹ تک جاری رہا تھا۔ اُوشیدا کے انداز سے معلوم ہوتا تھا یہ سفر اُس کے لئے کوئی نئی بات نہ ہو، کیونکہ موٹر بوٹ کے رکتے ہی وہ اس پر سے چھلانگ لگا کر خشکی پر آیا تھا۔ اور ایک طرف چل پڑا تھا۔ اور موٹر بوٹ پر موجود افراد میں سے کسی نے بھی اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کی تھی۔

ریت کی مختصر سی پٹی طے کر کے وہ اس پتھریلی چڑھائی پر چڑھنے لگا، جس نے کہیں کہیں اچھی خاصی پہاڑیوں کی سی شکل اختیار کر لی تھی اور اب ایک چھوٹی سی ٹارچ اُس کے ہاتھ میں روشن تھی، جس کی مدد سے وہ اپنے راستوں کا تعین کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی عمارت کے سامنے کھڑا نظر آیا، جس کی ساری کھڑکیاں روشن تھیں۔ وہ آگے بڑھا۔ برآمدے میں ایک کتے نے اس کا استقبال کیا تھا لیکن وہ اس پر جھپٹا نہیں تھا بلکہ ہلکی سی غراہٹ کے ساتھ اُس کے قدموں میں لوٹنے لگا تھا۔

دروازہ کھلوانے کے لئے اُسے دستک بھی نہیں دینی پڑی تھی۔ دروازہ خود بخود کھلا تھا اور وہ کسی ہچکچاہٹ کے بغیر اندر چلا گیا تھا۔

راہداری کے سرے پر پہنچتے ہی کسی نے کہا۔ "روم نمبر گیارہ، مسٹر اُوشیدا!" وہ بائیں جانب مُڑ گیا اور اسی راہداری کے تیسرے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ ہلکی سی دستک دی۔

"پلیز.... کم اِن...." اندر سے ایک نسوانی آواز آئی۔

اُوشیدا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ سامنے بڑی سی میز پر ایک سیاہ فام آدمی چت پڑا ہوا تھا اور اُس کے قریب ایک سیاہ فام عورت بھی کھڑی تھی۔

"مسٹر اوشیدا" اس نے سیاہ فام مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اس کا خون ٹیسٹ کر کے بتاؤ کہ اسے آر سی تھری کتنی مقدار میں دیا جاسکتا ہے؟"

اُوشیدا نے سر کو جنبش دی اور بائیں طرف والی میز پر رکھے ہوئے آلات کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لیکن پھر آلات کی جانب جانے کی بجائے اس میز کی طرف بڑھا جس پر سیاہ فام آدمی لیٹا ہوا تھا۔ اُس نے جھک کر اس کا جائزہ لیا اور پلکیں اٹھا اٹھا کر آنکھیں دیکھیں۔

"کیا یہ کسی نشہ آور دوا کے زیر اثر ہے؟" اس نے سیاہ فام عورت سے پوچھا۔

عورت نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"تب تو فوری طور پر میں کچھ نہیں کر سکتا۔" اُوشیدا نے کہا۔

"کیوں نہیں کر سکتے؟"

"جب تک کہ اُس کے سسٹم سے نشے کے اثرات زائل نہ ہو جائیں، ٹسٹنگ کے لئے خون لینا بیکار ہو گا۔"

"تب تو خاصا وقت درکار ہو گا۔"

"یہی بات ہے۔"

"خیر انتظار کیا جائے گا۔"

"لیکن میں ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹھہر سکوں گا۔"

"کیا مطلب؟"

"انچارج جانتا ہے۔" اُوشیدا نے لاپرواہی سے کہا۔

عورت نے مڑ کر دیوار سے لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک سوئچ پر انگلی رکھ دی۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک آواز گونجی۔ "ہیلو....!"

"مارک.... میں میڈیلینا ہوں۔" عورت نے اونچی آواز میں کہا۔

"یس، مادام!"

"مسٹر اُوشیدا کہہ رہے ہیں کہ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ لیکن اس میں ابھی خاصا

وقت صرف ہو گا۔"

"مسٹر اُوشیدا ٹھیک کہتے ہیں، مادام! ان کی زیادہ دیر غیر حاضری نامناسب ہو گی۔" آواز آئی۔

"تو پھر کوئی متبادل انتظام ہونا چاہئے۔"

"صرف مسٹر اُوشیدا ہی آر۔ سی۔ تھری کے اسپیشلسٹ ہیں اور کوئی یہ کام نہیں کر سکے گا۔"

"مجھے جلدی ہے۔"

"مسٹر اُوشیدا کو میرے پاس بھیج دیجئے۔"

عورت نے اُوشیدا کی طرف دیکھا اور وہ سر کو جنبش دے کر کمرے سے نکل آیا اور دائیں جانب مڑ کر سیدھا چلتا رہا۔ پھر راہداری کے اختتام پر رک گیا۔

"پلیز.... کم ان، مسٹر اُوشیدا!" راہداری میں آواز گونجی اور وہ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

سامنے ایک قد آور اور توانا سفید فام آدمی کھڑا تھا۔ اُس نے آگے بڑھ کر اُوشیدا سے مصافحہ کیا۔

"کیا قصہ ہے، مسٹر مارک؟" اُوشیدا نے پوچھا۔

"اس عورت نے دشواری میں ڈال دیا ہے۔" مارک آہستہ سے بولا۔

"میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"مادام ٹی تھری بی کی پرسنل اسسٹنٹ ہے۔ تمہیں رکنا ہی پڑے گا۔ مسٹر اُوشیدا۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سرکاری لیب میرے چارج میں ہے ناممکن ہے کہ رات بھر خالی پڑی رہے۔ چوکیدار بھی صبح سے پہلے بیدار نہیں ہو گا۔"

"واقعی دشواری آپڑی ہے۔"

"یہ کام کل شب کو بھی ہو سکتا ہے۔ اس وقت تک ڈرگ کے اثرات خون سے پوری طرح زائل ہو چکے ہوں گے۔ آر۔ سی۔ تھری کی مقدار کے لئے خون کی ٹسٹنگ ہنسی کھیل نہیں ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں۔" وہ سر ہلا کر بولا۔ "اچھا تم یہیں ٹھہرو۔ میں خود جا کر اُسے سمجھاتا ہوں۔"

وہ کمرے سے نکل کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں میڈیلینا تھی۔

"کیا کہہ رہا ہے؟" میڈیلینا نے اُسے دیکھ کر پوچھا۔

"وہ ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں رک سکتا، مادام! سرکاری لیب کا انچارج ہے اور لیب ہی کے ایک

حصے میں رہتا بھی ہے۔ چوکیدار کو نشہ آور چائے پلوا آتا ہے۔ اگر اسی وقت واپس نہ گیا تو ڈیوٹی پر آنے والوں کو لیب مقفل ملے گی۔"

"تب تو واقعی دشواری ہو گی۔" میڈیلینا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "میں دراصل یہ کام اپنی موجودگی میں کرانا چاہتی ہوں۔ جانتے ہو یہ کون ہے؟"

اُس نے میز پر بیہوش پڑے ہوئے سیاہ فام آدمی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"نہیں، مادام!"

"عمران کا باڈی گارڈ جوزف مگونڈا ہے۔ میں اسے آر سی تھری کا انجکشن دلوانا چاہتی ہوں۔"

"یہ کام میں خود اپنی نگرانی میں کرا سکتا ہوں۔"

"مجبوراً یہی کرنا پڑے گا۔ بات صرف آر۔ سی۔ تھری ہی تک نہیں رہے گی۔ اس کے بعد اسے روما کیو۔ پی دیا جائے۔"

"یہ انجکشن میرے پاس نہیں ہے۔"

"میں فراہم کر دوں گی۔"

"اس کے بارے میں جانتا بھی نہیں ہوں۔ میرے لئے بالکل نیا نام ہے۔"

"آر۔ سی۔ تھری تو آدمی کو اپنی شخصیت کے احساس سے عاری کر دیتا ہے۔"

"جی ہاں، میں جانتا ہوں۔" مارک نے کہا۔

"اور دوسرا انجکشن روما کیو۔ پی اس میں ایک نئی حس پیدا کرے گا۔ شکاری کتوں کی سی حس۔ اس طرح وہ خود ہی اپنے مالک کو ڈھونڈ نکالے گا۔"

"یعنی اپنی شخصیت کے احساس سے عاری ہو جانے کے بعد شکاری کتا بن جائے گا۔"

"صرف کارکردگی کے اعتبار سے۔ کتوں کی طرح بھونکے گا نہیں۔ تم اُسے کسی کی بھی بو پر لگا سکو گے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اگر یہاں سے تمہارا کوئی قیدی فرار ہو جائے تو تم اس کا استعمال کیا ہوا لباس اسے سنگھا کر مفرور کی تلاش میں روانہ کر سکو گے۔ وہ اسے کسی کھوجی کتے ہی کی طرح ڈھونڈ نکالے گا۔"

"کمال ہے، مگر میں اس سے لاعلم ہوں۔"

"حال ہی کی ایجاد ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں۔ میں اپنی نگرانی میں سارے کام کراؤں گا۔"

"لیکن بہت دیر ہو جائے گی۔ خیر تو سنو جب بھی آر سی تھری کا انجکشن لگ سکے۔ اُس کے ٹھیک آٹھ گھنٹے بعد روما کیو پی کا انجکشن دیا جائے گا۔"

"یہ کام تو ابھی شروع کرایا جا سکتا ہے۔" مارک نے کہا۔ "پلاسٹک میک اپ کا ماہر موجود ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تو اسی سے ابتدا کرو۔" میڈیلینا نے کہا۔

"میں ابھی آیا۔" کہتا ہوا وہ دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ عجیب سی آواز پوری عمارت میں گونجنے لگی اور وہ اچھل پڑا۔

"کیا بات ہے؟" میڈیلینا نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"کوئی غلط طریقے سے عمارت میں داخل ہوا ہے۔" مارک نے کہا اور تیزی سے بائیں جانب والے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا۔ میڈیلینا کی نظر اُسی پر تھی۔ مارک نے سوئچ بورڈ پر ایک سوئچ آن کیا۔ اور اسی کے قریب دیوار پر ایک اسکرین روشن ہو گئی۔ اسکرین پر کسی عمارت کا پلان نظر آ رہا تھا۔ میڈیلینا بھی مارک کے قریب ہی آ کھڑی ہوئی۔

عمارت میں گونجنے والا شور اب تھم چکا تھا۔

"یہ دیکھئے۔" مارک نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا۔ ایک ننھا سا تاریک نقطہ اسکرین پر آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔

"کون ہو سکتا ہے؟"

"ابھی پکڑا جائے گا۔ وہ چھت پر ہے۔" مارک نے کہا۔

"تم خود دیکھو۔ اُس کے علاوہ اور کوئی نہ ہو گا۔"

"آپ غالباً عمران کی بات کر رہی ہیں.... لیکن یہاں کئی بار ایسا ہو چکا ہے۔ اس ویرانے میں تنہا عمارت دیکھ کر بہتیرے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ دیواروں پر کمندیں ڈال کر چھت پر چڑھتے ہیں اور پکڑے جاتے ہیں۔ وہ دیکھئے.... ہماری سیکیورٹی کے لوگ بھی حرکت میں آ گئے ہیں۔"

اسکرین پر کچھ اور بھی متحرک نقطے آنے لگے تھے لیکن وہ پہلے نقطے سے بہت فاصلے پر تھے۔

میڈیلینا کی نگاہ اسکرین پر جمی ہوئی تھی۔ پلان میں پہلے سے داخل ہونے والا نقطہ بہت ہی نپے تلے

انداز میں حرکت کر رہا تھا اور دوسرے نقطوں سے اس کا فاصلہ کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

"یہ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" دفعتاً اس نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "مجھے دیکھنے دو۔"

"ٹھہریئے مادام!" وہ زور سے چیخا۔ "شاید اس نے پلان کیمرہ تباہ کر دیا۔"

میڈیلینا نے مڑ کر دیکھا۔ اسکرین تاریک ہو چکی تھی۔ وہ پھر پلٹ آئی اور مارک سے بولی۔

"یہیں ٹھہرو۔ بالکل ایسے بن جاؤ جیسے اُس کی موجودگی سے لاعلم ہو۔"

"لیکن سیکوریٹی گارڈز اُس کے پیچھے ہیں۔"

"اگر وہ اس وقت بھی ہاتھ نہ آیا تو میں نہیں کہہ سکتی کہ کیا ہوگا۔"

"اگر یہ عمران ہی ہے تو بچ کر نہیں جا سکے گا۔ آپ مطمئن رہیئے۔" مارک بولا۔

"کیا یہ ہماری نجی عمارت ہے؟" تھریسیا نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں مادام! سرکاری ہے اور یہاں ایک پروجیکٹ ہماری نگرانی میں چل رہا ہے۔"

"تو پھر کسی غلط فہمی میں نہ رہنا۔ عمران نے اس عمارت میں داخل ہونے سے قبل اس کا پلان حاصل کر لیا ہوگا۔ پلان کیمرے کا ناکارہ ہو جانا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ ورنہ کسی معمولی چور کو کیا معلوم کہ پلان کیمرہ کہاں پوشیدہ ہے؟"

"خدا کی پناہ! یہاں تک میرا ذہن پہنچا ہی نہیں تھا۔"

"وہ سیکوریٹی گارڈز کے ہاتھ نہیں آئے گا۔" میڈیلینا نے کہا۔ کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔

"یہاں کی روشنی بجھا دو اور یہیں ٹھہر کر اس کا انتظار کرو۔"

"لیکن کیا ضروری ہے کہ وہ اسی کمرے میں آئے؟"

"وہ اس کی تلاش میں یہاں آیا ہے۔" میڈیلینا بیہوش جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اور اب میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ اُس نے جوزف کی نقل و حرکت پر نظر رکھی تھی۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ یہ شخص بھی یہاں کے ریکارڈ کے مطابق مر چکا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"عمران کے ساتھ ہی یہ بھی غرق ہوا تھا۔"

"تب تو مجھے جوابدہی کا خدشہ نہیں ہونا چاہیئے۔"

"اُوشیدا کو یہاں سے نکال آؤ۔" میڈیلینا نے کہا۔

"بہت بہتر۔" مارک نے کہا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ اس دوران میں خود میڈیلینا نے کمرے میں اندھیرا کر دیا تھا۔ مارک تیزی سے چلتا ہوا اُس کمرے میں پہنچا، جہاں اُوشیدا کو چھوڑ گیا تھا۔

"تم فوراً چلے جاؤ۔" مارک نے اُس سے کہا۔

اُوشیدا اٹھ کھڑا ہوا لیکن مارک کے چہرے پر نظر آنے والی سراسیمگی اس سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔

"کیا بات ہے، مسٹر مارک! تم کچھ پریشان نظر آ رہے ہو؟"

"کوئی خاص بات نہیں۔ اُوپر کا کوئی موجود ہو تو یہی کیفیت ہوتی ہے۔ بس تم نکل ہی جاؤ۔ کل شب کو دیکھا جائے گا۔"

اُوشیدا کمرے سے نکل گیا اور مارک کھڑا سوچتا رہا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے۔ وہ یہاں کے پروجیکٹ میں مشیر کی حیثیت رکھتا تھا۔ بظاہر مغربی جرمنی کا فرستادہ اور بباطن زیرولینڈ کا ایجنٹ بھی تھا۔ لیکن ابھی تک اُسے کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جس کی بناء پر اُس کی دونوں حیثیتیں آپس میں متصادم ہوتیں۔ عمران کے سلسلے میں اسے شروع ہی میں آگاہ کر دیا گیا تھا اور اُس کے پاس اُس کی تصویر بھی تھی لیکن اس کی تلاش میں اُسے عملی حصہ نہیں لینا پڑا تھا۔ محض اُس سے ہوشیار رہنے کے لئے اُس کی تصویر اس تک بھی پہنچا دی گئی تھی اور اب اس عورت میڈیلینا کی وجہ سے وہ بھی خواہ مخواہ ملوث ہو گیا تھا۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ اچھل پڑا۔ باہر سے آواز آئی۔ "میں اُوشیدا ہوں، مسٹر مارک!"

وہ دانت پیس کر رہ گیا۔ پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا۔ "تم ابھی تک یہیں ہو؟"

"اوہ، دیکھو! ٹائیگر کو کیا ہوا ہے؟ جب میں آیا تھا تب تو ٹھیک تھا حسبِ معمول میرا استقبال کیا تھا۔" اُوشیدا گھبرائے ہوئے انداز میں بولا۔

"کیا ہوا، ٹائیگر کو؟"

"لان پر بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے۔"

"اوہ.... نہیں کہاں؟" مارک نے کہا اور مضطربانہ انداز میں کمرے سے نکل آیا۔ اُوشیدا اُسے باہر لایا تھا۔ لان پر ایک جگہ وہی کتا پڑا ہوا نظر آیا جس نے اُوشیدا کی آمد پر اس کے قدموں میں

لوٹیں لگائی تھیں۔

"کیا یہ مر گیا؟" مارک بے ساختہ اس پر جھکتا ہوا بولا۔

"نہیں، میرا خیال ہے کہ.... اوہ.... کہیں کسی نے اُسے بے ہوش تو نہیں کر دیا۔" اُوشیدا چوکنا ہو کر بولا۔

"جاؤ.... تم چلے جاؤ۔" مارک جھلا کر بولا۔

"مم.... میں جا رہا ہوں۔" اُوشیدا نے کہا اور تیزی سے ساحل کی طرف چل پڑا۔

مارک کتے کو گود میں اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اچانک اُس نے ٹامی گن کی تڑتڑاہٹ سنی.... اور اچھل پڑا۔ پھر کتے کو وہیں چھوڑ دینا پڑا تھا۔ ٹامی گن کی فائرنگ کی آواز عمارت سے آئی تھی۔ تو پھر کیا یہ عقلمندی ہوتی کہ وہ دوبارہ عمارت ہی میں داخل ہونے کی کوشش کرتا۔ اس نے عمارت کی طرف دیکھا اور سناٹے میں آگیا۔

پوری عمارت تاریک نظر آرہی تھی۔ شاید مین سوئچ آف کر دیا گیا تھا۔ کیا سیکورٹی گارڈز نے یہ قدم اٹھایا ہوگا؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اندھیرے میں وہ چور کو کس طرح پکڑیں گے؟ ایک بار پھر ٹامی گن کا برسٹ مارا گیا اور اس نے یہی مناسب سمجھا کہ سینے کے بل لیٹ کر ساحل کی طرف رینگنا شروع کر دے۔

تھوڑی ہی دور چلا ہوگا کہ کوئی مخالف سمت سے آتا دکھائی دیا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی اندرونی جیب میں چلا گیا جس میں اعشاریہ دو پانچ کا پستول موجود تھا لیکن قبل اس کے کہ پستول نکالتا اُس دھندلے سائے نے آہستہ سے اس کا نام لے کر آواز دی۔

"اوہ.... اُوشیدا!" وہ طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پھر تیزی سے اٹھا تھا۔ "تم پھر واپس آگئے۔" وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔

"میڈیلینا کشتی پر موجود ہے۔" اُوشیدا نے کہا۔ "اور تمہیں بلا رہی ہے۔"

"تنہا ہے؟" مارک نے پوچھا۔

"ہاں، تنہا ہی ہے۔ جلدی کرو۔"

وہ بہت تیزی سے ساحل پر آئے تھے اور کشتی پر چڑھ گئے تھے۔ مارک نے میڈیلینا کی آواز سنی وہ اس کا نام لے کر خیریت دریافت کر رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں، مادام! لیکن ٹائیگر شاید اب مر ہی جائے۔"

"نکل چلو، فی الحال یہاں تمہاری موجودگی مناسب نہ ہوگی۔"

"پتا نہیں وہاں کیا ہو رہا ہے؟" مارک بولا۔ "میں نے دو بار ٹامی گن کی فائرنگ سنی تھی۔"

میڈیلینا کچھ نہ بولی۔ موٹر بوٹ حرکت میں آگئی تھی۔ اُوشیدا کو ٹھیک اس جگہ اُتارا گیا جہاں موٹر سائیکل چھوڑ کر اُس نے موٹر بوٹ کا سفر اختیار کیا تھا۔

"کل کا کیا پروگرام ہے؟" اُوشیدا نے مارک سے پوچھا اور مارک میڈیلینا کی طرف دیکھنے لگا۔

"کل کا کوئی پروگرام نہیں۔" میڈیلینا نے کہا۔ "تا اطلاع ثانی تم وہیں ٹھہرو گے، جہاں تمہارا قیام ہے۔"

اُوشیدا نے سر کو جنبش دی اور موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔ کشتی پھر اسی جانب موڑ دی گئی، جدھر سے آئی تھی۔

"اب مجھے کیا کرنا ہوگا مادام؟" مارک نے میڈیلینا سے پوچھا

"فی الحال تم میرے ساتھ چلو گے۔"

مارک خاموش ہو گیا۔

❂

عمران کو یقین تھا کہ اب تھریسیا جوزف پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گی۔ اس لئے وہ اس کی طرف سے غافل نہیں رہا تھا لیکن اس کے باوجود بھی تھریسیا پر قابو پالینے کی کوئی گھات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ وہ میڈیلینا ہی کے روپ میں اس مہم پر نکلی تھی اور یہی چیز عمران کو محتاط رہنے پر مجبور کرتی رہی تھی۔ آخر اس روپ میں کیوں جو عمران کا جانا پہچانا تھا۔

بہر حال، مختلف مراحل سے گزرتا ہوا وہ اُس عمارت تک جا پہنچا تھا جہاں جوزف کو بے ہوش کر کے لے جایا گیا تھا.... عمارت کے پلان سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد اُس نے تنہا ہی وہاں جا گھسنے کا پروگرام بنالیا تھا۔ لیکن اُسے اس کا علم نہیں تھا کہ رکھوالی کے کسی کتے سے بھی سابقہ پڑے گا۔ بہر حال اُس کے سلسلے میں ڈارٹ گن کام آئی تھی۔ جیسے ہی اُس نے اس پر چھلانگ لگائی تھی، نشہ آور ڈارٹ کا شکار ہو گیا تھا۔

عمران یہ بھی جانتا تھا کہ جیسے ہی چھت پر پہنچے گا خطرے کے الارم کی آواز عمارت میں گونجنے

لگے گی اور یہی نہیں بلکہ چھت پر نصب شدہ کیمرہ نیچے والوں کو اُس کی نقل و حرکت سے بھی آگاہ کرتا رہے گا۔ لہٰذا اوپر پہنچ کر اُس نے جلد از جلد پلان کیمرے کو ناکارہ کر دینے کی کوشش کی تھی۔

اس مرحلے سے بھی گزر جانے کے بعد اس نے سیکوریٹی گارڈز کی طرف توجہ دی تھی۔ وہ ان سے تصادم نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اپنے ہی تھے۔ اُن کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوگا کہ خود اُنہی کے درمیان کس قسم کے مجرم پوشیدہ ہیں۔

بہر حال انہیں بھی بڑی تدبیروں سے ڈارٹ گن کا نشانہ بنا کر بیہوش کیا تھا۔ ایک کو تو دوڑ کر سنبھالنا پڑا تھا۔ ورنہ وہ چھت سے نیچے ہی جا گرا ہوتا۔

بہزار دشواری نیچے پہنچا تو ہر طرف اندھیرا تھا۔ بس پھر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد اُس جگہ فرش پر زور زور سے پاؤں مار کر ایک طرف ہٹ گیا۔ توقع تھی کہ اس کا کوئی ردعمل ضرور ظاہر ہوگا۔ لیکن کہیں سے ہلکی سی آواز بھی نہ آئی۔

پھر اس نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی تھی اور روشنی کی ایک لکیر کے سہارے راستے کا تعین کر کے آگے بڑھنے لگا تھا۔ اسی طرح اس نے پوری عمارت چھان ماری تھی۔ لیکن جوزف کے علاوہ اور کوئی ہاتھ نہیں آیا تھا اور وہ بھی بیہوش پڑا ہوا تھا۔

پھر اُس ڈھائی من کی لاش کو کندھے پر لاد کر کئی فرلانگ پیدل چلنا پڑا تھا.... اور عمران کی آنکھوں میں تارے رقص کرنے لگے تھے۔

اور اب جوزف ایک آرام کرسی پر پڑا چھت کو اس طرح تکے جا رہا تھا جیسے ابھی ابھی چھت سے ٹپکا ہو۔ سامنے عمران کھڑا اُسے گھورے جا رہا تھا۔

آخر جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”کچھ سمجھ میں نہیں آتا باس!“

”کیا اب بھی تیرا یہی دل چاہتا ہے کہ مجھے چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے؟“ عمران نے ڈپٹ کر پوچھا۔

”نہیں باس! پیدا کرنے والے کی قسم! اب ایسا کوئی خیال دل میں نہیں ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا ہو گیا تھا؟“ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر بولا۔

”تو پھر وہ اُسی انجکشن کا اثر تھا۔“

”لیکن اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟“

”ہومیوپیتھی۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”نہیں، باس! اس سے متنفر ہو جانے کے لئے میں کوئی دوا نہیں کھاؤں گا۔ بس مجھے یوں ہی مرنے دو۔“

”بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔“

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی اور عمران چونک پڑا۔ کیلی گراہم کے علاوہ اور کوئی اس قیام گاہ سے واقف نہیں تھا۔

دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے بغلی ہولسٹر پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ آج کل اس ہولسٹر میں ریوالور کے بجائے ڈارٹ گن رہتی تھی۔ پتا نہیں کب اپنے ہی آدمیوں سے مڈبھیڑ ہو جائے.... اور اسے اُن پر بھی گولی ہی چلانی پڑے۔ لہٰذا ڈارٹ گن ہی مناسب تھی۔

”کون ہے؟“ اس نے دروازے کے پاس پہنچ کر اُونچی آواز میں پوچھا۔

”کیلی....!“ باہر سے آواز آئی۔

عمران نے دروازہ کھول دیا لیکن دوسرے ہی لمحے میں وہ بغلی ہولسٹر سے ڈارٹ گن بھی نکال چکا تھا اور یہ اس لئے ہوا تھا کہ اُسے کیلی گراہم کے پیچھے دو افراد بھی نظر آئے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کیلی کی کمر سے ریوالور کی نال لگا رکھی تھی۔ دوسرا اُس کے پیچھے تھا۔

عمران نے پہلے اسی کو نشانہ بنایا.... اور وہ جیب میں ہاتھ ڈالتے ڈالتے ڈھیر ہو گیا۔ لیکن دوسرا آدمی جس نے کیلی کی کمر سے ریوالور لگا رکھا تھا غرایا۔ ”میں اسے ختم کر دوں گا ورنہ پستول زمین پر ڈال دو۔“

کیلی نے بڑی بے بسی سے عمران کی طرف دیکھا تھا۔ عمران ڈارٹ گن فرش پر ڈال کر پیچھے ہٹ گیا۔

نووارد کیلی سمیت اندر داخل ہو کر بولا۔ ”اگر میرا ساتھی مر گیا تو اچھا نہیں ہوگا۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ نووارد اچانک کیلی کے پاس سے ہٹ کر ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتا ہوا بولا۔ ”اُسے بھی اندر اٹھا لاؤ۔“

”بہت اچھا جناب!“ عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ دونوں کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ برآمدے میں آیا اور جھک کر بیہوش آدمی کو اٹھانے لگا۔ اُس کی پشت دوسرے آدمی کی طرف تھی لہٰذا اُسے اٹھانے سے پہلے اس کا ہاتھ بغلی ہولسٹر میں رینگ گیا۔

”ٹھہرو! سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔“ دفعتاً عقب سے دوسرے آدمی کی آواز آئی۔ شاید اس

دوران میں اُسے بھی اپنے بیہوش ساتھی کا بغلی ہولسٹر یاد آگیا تھا۔ لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ عمران اٹھتے اٹھتے لڑکھڑایا۔ اسی طرح زاویہ بدل کر ایک دم مڑا اور اس کے ریوالور والے ہاتھ پر فائر کر دیا۔

پانسہ پلٹ چکا تھا۔ کیلی نے جھپٹ کر اُس کے ہاتھ سے گرے ہوئے ریوالور پر قبضہ کر لیا اور وہ تو اپنا بایاں ہاتھ پکڑے جھومتا رہ گیا تھا۔ اسی عالم میں عمران اُسے کمرے میں دھکیل لے گیا۔ اُدھر فائر کی آواز سن کر جوزف بھی دوڑ پڑا تھا۔

"اسے اندر اٹھالاؤ۔" عمران نے برآمدے میں پڑے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ جوزف نے بڑی پھرتی سے تعمیل کی تھی۔ بالکل نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ذرا دیر پہلے مردوں کی طرح پڑا رہا ہوگا۔ وہ اُسے ہاتھوں پر اٹھالایا اور ایک طرف فرش پر ڈال دیا۔ زخمی آدمی اب بھی ہاتھ دبائے کراہے جا رہا تھا۔

عمران نے دروازہ بند کر دیا اور ڈارٹ گن فرش سے اٹھا کر بغلی ہولسٹر میں رکھتا ہوا بولا۔ "کیلی میں نے تمہیں باہر نکلنے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔"

"باہر نکلے بغیر کام بھی تو نہ چلتا۔"

"یہ لوگ کہاں سے ٹکرائے تھے؟"

"میں نہیں جانتی کہ کب سے اور کہاں سے میرا تعاقب شروع کیا تھا۔ ظاہر تو یہیں آکر ہوئے تھے اور مجھے مجبور کیا تھا کہ میں دروازے پر دستک دوں۔"

"کیا خیال ہے، یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں؟"

"معلوم کرو۔"

"کس سے معلوم کروں؟ میرا خیال ہے کہ دوسرا بھی بیہوش ہونے والا ہے۔"

"خون ضائع ہو رہا ہے۔"

"تت.... تم.... لوگ پچھتاؤ گے۔" زخمی آدمی کہتا ہوا بیہوش ہو گیا۔

"اس کا زخم دیکھو۔" عمران نے کیلی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ گولی کھال پھاڑتی ہوئی گزر گئی ہے۔"

"تم نے واقعی کمال کر دیا۔"

"جان بچانے کے لئے ہر زاویے پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔"

"اور خود صرف ڈارٹ گن لئے پھرتے ہو۔"

"جب تک خود میری جان پر نہ بن جائے۔ کسی زندگی کو ختم کر دینے سے احتراز کرتا ہوں۔"

"تمہارا فلسفہ بھی عجیب ہے۔"

"میں نے کہا تھا، ذرا اس کا زخم دیکھ لو۔"

"ہاں دیکھتی ہوں۔"

عمران نے جوزف سے کہا۔ "تم کب تک کھڑے رہو گے۔ جاؤ اپنی آرام کرسی پر۔"

"میں اب ٹھیک ہوں باس!"

کیلی فرسٹ ایڈ باکس کے لئے دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔ جوزف اس کے قریب آکر آہستہ سے بولا۔ "کیا تم اس عورت پر اعتماد کرتے ہو، باس؟"

"تجھے یہ نئی کیوں سوجھی۔"

"بس، میں یونہی پوچھ رہا ہوں باس! تاکہ اسی مناسبت سے اپنا رویہ رکھوں۔"

"فی الحال میں فیصلہ نہیں کر سکا ہوں کہ اس پر اعتماد کیا جائے یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔"

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم پہلے سے زیادہ عقل مند ہو گئے ہو۔"

"پتا نہیں، کیا بات ہے، باس! مجھے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری آنکھوں کے سامنے سے کسی قسم کا پردہ ہٹ گیا ہو.... اور جیسے وہ دن رات ہی نہ ہوں۔"

"ایک ذرا سا دکھ اور جھیل لے جائے تو بس بیڑا پار ہے۔"

"کوشش تو کر رہا ہوں، باس!"

"بس جاؤ، آرام کرو۔"

"یہ کون لوگ ہیں باس؟"

"مجھے تو رومونوف کے آدمی لگتے ہیں۔"

"تو پھر دوسرے بھی گھات ہی میں ہوں گے، اگر وہ اس عورت کو پہچانتے ہیں۔"

"دیکھا جائے گا۔"

اتنے میں کیلی واپس آگئی۔ زخم دیکھ کر پہلے ہی یہ رائے ظاہر کر چکی تھی کہ وہ مخدوش نہیں

ہے۔ خون روکنے کی تدبیروں کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی کیونکہ خون جمنے لگا تھا۔

ہاتھ کی ڈریسنگ کے بعد ان دونوں کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کی جانے لگی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد اُسے ہوش آگیا، جسے عمران نے ڈارٹ گن کا نشانہ بنایا تھا۔

جوزف ریوالور کا رخ اُس کی جانب کیے مسلسل اُسے خوں خوار نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

"مم.... میں کہاں ہوں؟ تم کون ہو؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں سوال کیا۔

"کیا تم اسے نہیں پہچانتے؟" عمران نے کیلی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"نہیں۔"

"حالانکہ اسی کا تعاقب کرتے ہوئے تم دونوں یہاں آئے تھے اور اسے مجبور کیا تھا کہ دروازے پر دستک دے۔"

"کیا تم ہم لوگوں کے خلاف کوئی کیس بنانا چاہتے ہو؟" اس نے ناخوش گوار لہجے میں پوچھا۔

"نہیں تمہیں تمہارے گھر تک پہنچانا چاہتے ہیں۔"

"ہم دونوں سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ کسی نے زبردستی ہمیں یہاں پہنچا دیا۔"

"تم کسی عدالت کو جوابدہی نہیں کر رہے۔ اگر زبردستی لائے گئے ہو تو یہاں دفن بھی کئے جاسکتے ہو۔"

"اوہ.... تو یہ بات ہے۔"

"ہاں، یہی بات ہے۔"

"میرے ساتھی کے ہاتھ پر پٹی کیسی بندھی ہوئی ہے۔"

"وہ زخمی بھی ہو گیا تھا لیکن ایسی تشویش کی بات نہیں ہے۔ وہ بھی ہوش میں آجائے گا۔"

"تم کون ہو؟"

"تمہاری دانست میں مجھے کون ہونا چاہئے۔"

"اس سیاہ فام کی موجودگی میں تم عمران ہی ہو سکتے ہو۔"

"تمہارا خیال غلط نہیں ہے۔"

"کیا تم اس عورت کو دوست سمجھتے ہو؟"

"تاوقتیکہ اس کی کوئی دشمنی ثابت نہ ہو جائے، دوست ہی سمجھوں گا۔" عمران نے کیلی کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن کیلی کی آنکھوں سے کسی قسم کی تبدیلی محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔

"فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟" کیلی نے جلدی سے کہا۔ اس کی آواز سے بھی اضطراب ظاہر ہو رہا تھا۔

"یہ ابھی ابھی تمہارے خلاف سازش کر کے آئی ہے۔" غیر ملکی اجنبی نے کہا۔

"تم یہ ساری بکواس سن رہے ہو۔" کیلی بگڑ کر بولی۔

"سن لینے میں کیا حرج ہے۔"

"میں ثابت کر سکتا ہوں۔"

"اس سے پہلے تم اپنا تعارف کرا دو تو بہتر ہے۔" عمران نے کہا۔

"میں انٹیونیوک ہوں اور وہ...." اس نے اپنے بیہوش ساتھی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"سرجی پیڑووچ ہے۔"

"رومونوف کے آدمی ہو؟"

"مجھے یقین تھا کہ تم نے اندازہ لگا لیا ہوگا۔ ہم حقیقتاً تمہاری نگرانی تمہارے تحفظ کے لئے کرنا چاہتے تھے۔"

"اچھا.... اچھا...." عمران سر ہلا کر بولا۔ "مجھے علم نہیں تھا۔"

"یقین کرو.... اس میں ذرہ برابر جھوٹ نہیں ہے۔"

"تم کہتے ہو تو یقین کر لوں گا۔ چائے پیو گے یا کافی؟"

"تم آخر کیا کر رہے ہو؟" کیلی پھر جھنجھلا کر بولی۔

"میں خود بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کیا کر رہا ہوں۔"

"وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"پھر تم ہی کوئی معقول مشورہ دو۔"

"انہیں ٹھکانے لگا کر یہیں چھوڑ چلو۔"

"لیکن چلیں کہاں؟"

"میں سب کچھ طے کر آئی ہوں۔ کام تمہاری مرضی کے مطابق ہی ہوگا۔ بے فکر رہو۔"

انٹیونیوک نے قہقہہ لگایا۔

"کیا یہ خوشی کی بات ہے؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"تمہیں زبردست دھوکا دیا جا رہا ہے۔"

"اسے شوٹ کر دو۔" کیلی نے جوزف سے کہا۔

"باس کے حکم پر شوٹ بھی کر سکتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے تو پھر میں جا رہی ہوں۔"

"نہیں مسی! باس کی مرضی کے بغیر یہاں کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "تم ابھی نہیں جا سکتیں۔"

"کیوں نہیں جا سکتی؟"

"مسٹر انٹیونیوک کو اپنی بات پوری کر لینے دو۔"

"وہ جو کچھ کہے گا سرے سے بکواس ہو گی۔"

"بکواس ہی سہی۔ کم از کم اس سے نیت کا اندازہ تو ہو ہی سکے گا۔" عمران نے کہا۔

''ہاں تو مسٹر انٹیونیوک! تم کیا کہہ رہے ہو؟''

''غالباً تم نے دونوں طاقتوں کی مشترکہ کانفرنس کی بات کی تھی۔''

''صرف دونوں طاقتوں کی نہیں بلکہ اس میں برطانیہ، فرانس اور جرمنی کی بھی شمولیت ضروری سمجھتا ہوں۔''

"بہر حال یہ اپنے آدمیوں سے مشورہ کر کے آئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ تم سے متفق ہو جائے۔"

"سب بکواس ہے۔ میں نے کسی سے مشورہ نہیں کیا۔ یہاں کسی سے بھی میرا رابطہ نہیں ہے۔"

"اس سے بڑا جھوٹ اس صدی میں دوسرا نہ بولا گیا ہو گا۔"

"اتنی بڑی بات۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"یقین کرو مسٹر عمران! یہ اپنے سفارت خانے میں گئی تھی اور وہیں یہ مشورے ہوئے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ تمہیں اپنے ساتھ مغربی جرمنی لے جائے اور پھر وہاں سے تمہارا اغواء عمل میں آئے۔"

"میں کہتی ہوں کہ یہ بکواس ہے۔"

"خیر.... خیر.... یہ ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"تو گویا تمہیں اس کی باتوں پر یقین آ گیا ہے؟"

"فی الحال اس معاملے میں اظہارِ خیال کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔"

عمران نے اُسے کمرے میں چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ اس طرف بڑھ گئی اور عمران جوزف کو چوکس رہنے کی ہدایت کر کے اس کے پیچھے چل پڑا۔

دوسرے کمرے میں پہنچ کر وہ اس کی طرف مڑی اور عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اگر یہ ساری باتیں نہ ہوتیں، تب بھی تم سے ایک سوال ضرور کرتا۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"وہ سوال تم کر سکتے ہو۔"

"میں نے تاکید کی تھی کہ میک اپ کے بغیر باہر نہ نکلنا لیکن تم نے پرواہ نہیں کی اور انہیں اپنے ساتھ لگا لائیں۔"

"مجھے میک اپ سے الجھن ہوتی ہے۔ میری کھال بہت حساس ہے۔ مختلف قسم کے لوشنوں کو برداشت نہیں کر سکتی.... اور وہ پلاسٹک کے ٹکڑے، خدا کی پناہ!"

"تمہیں، زیرولینڈ کے ایجنٹ بھی پہچانتے ہیں۔"

"یہ بھی درست ہے۔"

"اور وہ اینٹونیوک بھی غلط نہیں کہہ رہا۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"سنو....!" دفعتاً وہ بگڑ کر بولی۔ "اگر تم مجھ پر اعتماد نہیں کر سکتے تو میں جا رہی ہوں۔"

"تمہاری مرضی۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ "نہ میں نے تمہیں بلایا تھا اور نہ روک سکتا ہوں۔"

"یاد رکھو، بُری طرح پچھتاؤ گے۔"

عمران کچھ نہ بولا اور کیلی نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر میں جا رہی ہوں۔"

"ارے واہ! بُرا مان گئیں۔" عمران زور سے ہنس پڑا اور پھر آہستہ آہستہ اُس کے قریب پہنچ کر اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور وہ بُرا سا منہ بنا کر ترچھی ہوتی چلی گئی۔ اور پھر اگر عمران نے اسے بائیں ہاتھ سے سنبھال بھی نہ لیا ہوتا تو وہ فرش پر گری ہوتی۔

اُس نے اس کے شانے کی وہ رگ دبائی تھی جس کی چوٹ حرام مغز کو تیزی سے متاثر کرتی ہے۔ اس نے اسے بستر پر ڈال دیا اور کمرے کے دروازے کو باہر سے مقفل کر کے پھر وہیں واپس

آ گیا، جہاں جوزف اُن کو کور کیے کھڑا تھا۔

"اچھا، تو مسٹر اینٹونیوک!اب کیا پروگرام ہے؟" عمران نے اس سے سوال کیا۔

"ہمارے ساتھ چلو.... ورنہ یہ لوگ تمہیں کسی قابل نہ چھوڑیں گے۔"

"تم سمجھے نہیں۔ میرا مطلب تھا کہ اب اُس لاش کا کیا کریں؟"

"کس لاش کا؟" اینٹونیوک نے چونک کر پوچھا۔

"اسی عورت کی بات کر رہا ہوں۔"

"یعنی کہ.... وہ عورت.... کک.... کیلی گراہم....!"

"ہاں! میں نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہے۔"

"یہ کیا.... کیا تم نے؟" وہ بوکھلا کر اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھے رہو۔" جوزف غرایا اور وہ مشینی طور پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔

"تمہیں اس سے کیا پریشانی ہے؟" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "دوستوں کی دشمنی سے نپٹنا آتا ہے۔ دوستوں کے فراڈ کو میں کبھی معاف نہیں کیا کرتا۔"

"لل.... لیکن مار کیوں ڈالا؟"

"میری مرضی.... زندہ رکھ کر کیا کرتا؟"

"تت.... تم نے بہت بُرا کیا.... وہ ہمارے کام آتی۔"

"سوال تو یہ ہے کہ میں اُسے تمہارے کام کیوں آنے دیتا؟"

"پتا نہیں، کیسی باتیں کر رہے ہو؟"

"اس میں شک نہیں کہ تم انگریزی نہ بولنے والوں کی طرح انگریزی بول رہے ہو۔ لیکن میں اس پر یقین نہیں کر سکتا کہ تم رومونوف کے آدمی ہو۔"

"اب دوسری طرح کی باتیں کرنے لگے۔" وہ عجیب کھسیانے سے انداز میں بولا۔

"میرے دوست! میں سب کچھ تمہارے چہرے پر پڑھ رہا ہوں۔ کیلی کی موت کا صدمہ ابھی تک تم پر سایہ کیے ہوئے ہے۔"

"بس خاموش رہو۔ نہ جانے کیسی باتیں کر رہے ہو؟" وہ ہاتھ پھیلا کر بولا۔

"جوزف.... میں ابھی آیا۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔" کہتا ہوا عمران پھر اسی کمرے کی طرف

چل پڑا جہاں کیلی کو چھوڑ آیا تھا۔

فرسٹ ایڈ بکس کے ایک خانے سے کسی سیال کی شیشی نکالی اور اسے ہائپوڈرمک سرنج میں کھینچنے لگا۔ سیال کی خاصی مقدار سرنج میں منتقل کر لینے کے بعد کیلی کی طرف متوجہ ہوا جو اب بھی بستر پر بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔

عمران نے بڑے مغموم انداز میں سر کو جنبش دیتے ہوئے اس سیال کی تھوڑی سی مقدار کیلی کے بازو میں انجکٹ کر دی اور کمرے کا دروازہ بند کرتا ہوا پھر انہی لوگوں کی طرف چل پڑا۔ اس بار اُس نے کمرے کا دروازہ باہر سے بولٹ نہیں کیا تھا۔

اینٹونیوک نے اتنی دیر میں اپنی حالت پر قابو پا لیا تھا اور خاصے جارحانہ موڈ میں معلوم ہوتا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی غصیلے لہجے میں بولا۔ "یہ ہمارے خلوص کی توہین ہے۔"

"مجبوری ہے، مسٹر اینٹونیوک.... یا جو کچھ بھی تمہارا اصل نام ہو...."

"پتا نہیں، تم کیا سمجھ رہے ہو؟"

"تمہارا ساتھی شاید تم سے بہتر طور پر گفتگو کر سکے؟ لہٰذا اب میں اسے ہوش میں لانا چاہتا ہوں۔" عمران بائیں ہاتھ میں دبی ہوئی سرنج اُسے دکھاتا ہوا بولا۔ اور وہ صرف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

عمران نے بیہوش آدمی کے بائیں بازو میں انجکشن دیا تھا۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟" اینٹونیوک نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"حقیقت.... تمہاری حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"تم اپنا اور ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"اور شاید میں نے ہی تمہیں مدعو کیا تھا کہ یہاں آ کر میرے ساتھ وقت ضائع کرو۔" عمران اُس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"کک.... کیا مطلب؟"

"تمہیں بھی انجکشن لینا پڑے گا۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔"

"دوسری صورت میں کیلی ہی کی طرح مر جانا پڑے گا۔" عمران نے کہا اور جوزف سے بولا

"قریب آکر اس کی کمر سے ریوالور لگادو۔ اگر یہ ذرا سی بھی جدوجہد کرے تو گولی مار دینا۔"

"تت.... تم پچھتاؤ گے۔"

"بہت دنوں سے پچھتا رہا ہوں۔ میرے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ چلو، خود ہی اپنا بازو کھول دو۔"

جوزف قریب آگیا تھا۔ اس کے عقب میں پہنچ کر اس نے کھیل ہی ختم کر دیا یعنی پستول کی نال کمر سے لگانے کی بجائے اس کا دستہ خاصی قوت سے اس کی گردن پر رسید کر دیا۔ ہلکی سی کراہ کے ساتھ وہ منہ کے بل فرش پر چلا آیا تھا۔

"بہت اچھے" عمران سر ہلا کر بولا۔ "بہت سمجھ دار ہو گیا ہے لیکن انجکشن تو دینا ہی پڑے گا تاکہ کم از کم دو گھنٹے تک اسے بھی ہوش نہ آسکے۔"

"بلی والا تو نہیں ہے، باس؟"

"نہیں، اس کا الزام تھریسیا کے سر جا چکا ہے۔ لہٰذا اب اُسے نہیں استعمال کیا جائے گا۔"

"لیکن یہ چکر، میری سمجھ میں نہیں آیا، باس! تم نے تو کہا تھا کہ وہ عورت تمہاری دوست ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ خود اُسے دھوکے میں رکھا گیا ہو۔"

"کیا واقعی تم نے اُسے مار ڈالا؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہ بھی انہی کی طرح بے ہوش ہے۔ بہر حال اب جلدی کرو، ہم یہاں سے کہیں اور چل رہے ہیں۔"

بیس منٹ کے اندر اندر وہ ضروری سامان سمیٹ کر اس اسٹیشن ویگن میں جا بیٹھے تھے جو گیراج میں کھڑی تھی۔ روانگی سے قبل عمران نے اس کی نمبر پلیٹیں بھی تبدیل کی تھیں۔

"تعاقب کا دھیان رکھنا" عمران نے جوزف سے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ دونوں تنہا نہ رہے ہوں۔"

گاڑی گیراج سے نکل کر سڑک پر آگئی اور جوزف نے کہا۔ "تم نے ایک فائر بھی تو کیا تھا، باس! اگر ان دونوں کا کوئی اور ساتھی بھی آس پاس موجود ہوتا تو فائر کی آواز سن کر اُدھر ضرور آیا ہوتا۔"

"تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ تم نے آخر اس عورت کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا؟"

"وہ دونوں اسی کے ساتھی تھے۔"

"تعجب ہے۔"

"کس بات پر....؟"

"اگر وہ اس کے ساتھی ہوتے تو وہ تمہیں، ان میں سے کسی پر فائر کرنے کا موقع نہ دیتی۔"

"اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نہیں جانتی تھی۔"

"کیا نہیں جانتی تھی؟"

"یہی کہ وہ حقیقتاً انہی لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں، جن سے وہ بھی متعلق ہے۔"

"ہاں، یہ ہو سکتا ہے۔"

"ہو نہیں سکتا.... بلکہ یہی ہوا ہے۔ کیلی کو سامنے لا کر انہوں نے دہری چال چلی ہے۔ اگر کیلی کے ہتھے نہ چڑھوں تو دوسری ٹیم کا اعتماد حاصل کر لوں اور ضروری نہیں ہے کہ کیلی دوسری ٹیم سے بھی واقفیت رکھتی ہو۔"

"واقعی، باس! تم بہت چوکنے رہتے ہو.... لیکن اب ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

"فکر نہ کرو.... اب تو اسی طرح بسر ہوگی۔"

"لیکن، باس! کب تک؟"

"ارے، تو واقعی حیرت انگیز طور پر آدمی بنتا جا رہا ہے۔ پہلے تو تجھے اس کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ کہاں کھڑا ہے۔"

"باس! خدا کے لئے بار بار یاد نہ دلاؤ۔"

"اچھا.... اچھا.... تو واقعی مجاہدہ کر رہا ہے۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر غم کے بادل چھا گئے تھے۔

کیلی کو ان دونوں سے پہلے ہوش آیا تھا۔ اٹھ کر کمرے سے نکلی اور سیدھی اسی طرف گئی جہاں وہ دونوں ابھی تک بے ہوش پڑے تھے۔ پھر وہ پوری عمارت میں چکراتی پھری تھی۔ ذرا ہی سی دیر میں بات سمجھ میں آگئی تھی۔ عمران اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ پھر وہ اسی کمرے میں آئی جہاں وہ دونوں بیہوش تھے۔

کیلی کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اُس نے تو بڑے خلوص سے عمران کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی تھی یعنی اس تگ و دو میں تھی

کہ اس کے تجویز کردہ ممالک کے نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائے۔ اس سلسلے میں اپنے سفارت خانے کے ایک ذمہ دار آفیسر سے بھی گفتگو کی تھی اور اس نے کہا تھا کہ تجویز بہت معقول ہے اور شاید اس پر عمل کرنا بھی ممکن ہو۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس تجویز کو آگے بڑھائے گا.... لیکن پتہ نہیں، یہ دونوں کون ہیں اور کہاں سے آ ٹپکے؟ یقیناً اس سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ میک اپ کے بغیر باہر نہیں نکلنا چاہئے تھا۔ وہ پُر تشویش نظروں سے دونوں بیہوش آدمیوں کو دیکھتی رہی۔ پھر اچانک کچھ خیال آیا اور اٹھ کر ان کی جامہ تلاشی لینے لگی۔

اُن کے شناختی کارڈ نکالے جن پر اُن کے وہی نام درج تھے، جو انہوں نے عمران کو بتائے تھے.... لیکن نہ جانے کیوں وہ ان سے مطمئن نہ ہو سکی، کیونکہ خود بھی ایسے بہتیرے کھیل، کھیل چکی تھی۔ شناختی کارڈ ان کی جیبوں میں دوبارہ رکھ دیئے اور ایک کے داہنے پیر کا جوتا اُتارنے لگی اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش پائی جاتی تھی۔ شاید اندیشہ تھا کہ اس کارروائی کے دوران ہی میں اُسے ہوش آجائے گا۔

بہرحال، جوتا اُتار لینے کے بعد جوتے کے استر کے نیچے کچھ ٹٹولنے لگی اور دفعتاً اس کی سانسیں تیز ہوگئیں۔ جوتے کے اندر سے ہاتھ نکالا تو دو انگلیوں کے درمیان پولیتھین کا ایک لفافہ تھا، جس میں دوسرا شناختی کارڈ نظر آیا اور یہی اس شخص کا اصل شناختی کارڈ تھا۔ کیلی نے جبڑے بھینچ کر ایک طویل سانس لی۔ اس شناختی کارڈ کے مطابق وہ اسی ملک کی ایک خفیہ تنظیم کا رکن تھا۔ جس کے لئے وہ خود کام کررہی تھی۔

اس نے شناختی کارڈ کو دوبارہ جوتے کے استر کے نیچے رکھ کر اُسے جوتا پہنا دیا۔

اب سوچ رہی تھی کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ عمران جو کچھ کر گیا ہے اس میں تبدیلی نہ کرنی چاہئے۔ لہٰذا پھر اسی کمرے میں واپس آئی جہاں کچھ دیر پہلے بے ہوش پڑی رہی تھی۔ ذہن پر بُری طرح جھنجھلاہٹ کا حملہ ہوا تھا۔ جتنی گالیاں بھی یاد تھیں انہیں ان لوگوں سے منسوب کرتی رہی۔

پھر عمران کا رویہ یاد آیا اور وہ حیرت کے سمندروں میں غوطے لگانے لگی۔ کتنی جلدی وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔ شاید اپنی اسی صلاحیت کی بناء پر اب تک زندہ ہے۔

وہ بستر پر لیٹ کر سوچنے لگی.... کیا عمران نے بھی دونوں کی جامہ تلاشی لی ہوگی؟ یقیناً ایسا ہی

ہوا ہوگا.... ورنہ وہ اسے اس طرح کیوں چھوڑ جاتا؟ کیا اب وہ اُسے یقین دلا سکے گی کہ وہ ان سے لاعلم تھی؟ شاید نہیں۔

پھر اب اسے کیا کرنا چاہئے؟ کیا یہ مناسب ہوگا کہ وہ اُن دونوں کے ہوش میں آنے تک وہیں رکی رہے۔ اُس کے ساتھ خود اُس کے محکمے نے جس قسم کا فراڈ کیا تھا اس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہ بھی اُسے ڈبل کراس کرتی۔

وہ اٹھی اور اپنا اٹیچی کیس اٹھا کر ٹیلی فون والی میز کے قریب آکھڑی ہوئی۔ وہ سوچ رہی تھی کیوں نہ سفارت خانے کے اُس آفیسر کو اس واقعے کی اطلاع دے دی جائے جس سے اس کا رابطہ تھا۔ یہی مناسب بھی ہوگا۔ اس نے نمبر ڈائل کیے اور ماؤتھ پیس میں بولی۔ "مسٹر فرانز پلیز....!"

فرانز سے جلد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔ وہ اسے بتانے لگی کہ کس طرح رومونوف کے دو آدمیوں نے اس کا تعاقب کیا تھا اور عمران تک جا پہنچے تھے اور عمران نے ان میں سے ایک کو زخمی کردیا تھا۔

"اُس نے نہ جانے کیوں، میرے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا، جو اُن کے ساتھ کیا تھا۔"

"تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"نہ صرف ان دونوں کو بے ہوش کیا بلکہ مجھ پر بھی ڈارٹ گن چلائی اور اپنے سیاہ فام ملازم کو لے کر نہ جانے کہاں چل دیا۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔ رومونوف کے آدمی کہاں ہیں؟"

"یہیں پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی تک ہوش میں نہیں آئے۔ ذرا ہی دیر پہلے مجھے ہوش آیا ہے اور میں بھی یہاں سے نکل رہی ہوں۔"

"نہیں، تم وہیں ٹھہرو۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں اُن دونوں کے ہوش میں آنے سے پہلے ہی نکل جانا چاہتی ہوں۔"

"اچھا.... تو سیدھی یہیں آنا۔"

"ظاہر ہے اور کہاں جاؤں گی.... لیکن خدشہ ہے کہ کہیں باہر بھی کچھ لوگ موجود نہ ہوں۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ نکلی چلی آؤ۔"

وہ دانت پیس کر رہ گئی۔ کتے کہیں کے۔ مجھے چارے کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا۔ یہ

حقیقت بھی تھی کہ وہ عمران کے لئے دوستی کے جذبات کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھوں دھوکے کھائے گی۔ اس سے تو یہی بہتر ہوگا کہ سچ مچ زیرولینڈ کی ایجنٹ بن جائے۔ ڈبل ایجنٹ کا رول ادا کرے۔

"اچھی بات ہے۔" کہہ کر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ یہاں سے نکل جانے میں پل بھر کی دیر بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اٹیچی کیس اٹھا کر باہر نکلی چلی آئی۔ اُسے یقین تھا کہ گیراج خالی ہوگا۔ عمران نے گاڑی وہاں نہ چھوڑی ہوگی۔

عجیب اتفاق تھا کہ باہر نکلتے ہی ایک ٹیکسی بھی مل گئی۔ پہلے تو وہ اس کی جانب بڑھتی ہوئی ہچکچائی تھی لیکن یہ دیکھ کر کہ ٹیکسی ڈرائیور ایک مرگھلا سا مقامی آدمی ہے، تیزی سے قدم بڑھائے۔

ڈرائیور نے اپنی سیٹ سے اٹھے بغیر ہاتھ بڑھا کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ اٹیچی کیس سمیت ٹیکسی میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "ہوٹل تھری اسٹارز!"

ٹیکسی اسٹارٹ ہو کر چل پڑی اور کیلی سوچتی رہی کہ اس کے سفارت خانے نہ پہنچنے پر کیا ردعمل ہوگا؟ وہ لوگ کیا سوچیں گے؟ اس کے علاوہ اور کیا سوچیں گے کہ وہ یا تو رومونوف کے ہتھے چڑھ گئی یا زیرولینڈ کے ایجنٹوں نے اس پر قابو پالیا ہوگا۔

وہ سوچتی رہی۔ وقت گزرتا رہا۔ یہاں کے راستوں سے ناواقف تھی۔ ہوٹل تھری اسٹارز کا نام سنا تھا۔ نہ پہلے کبھی وہاں گئی تھی اور نہ راستے ہی سے واقف تھی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور سیدھی پورچ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ انجن بند کر کے ڈرائیور اُترا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولنے لگا۔ عجیب الخلقت آدمی تھا۔ بے حد دبلا پتلا اور بہت لمبا آدمی تھا لیکن چہرے کی بناوٹ چینیوں کی سی تھی۔

اس نے بڑے اَدب سے اس کا اٹیچی کیس اٹھایا اور اُسے گاڑی سے اُترنے میں مدد دی۔ کیلی نے دس دس کے تین نوٹ پرس سے نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔

"اس کی ضرورت نہیں مادام!" اس نے بڑی شستہ انگریزی میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ اس ملک میں مہمان ہیں۔ اس لئے میں نے اسے بھی ملکی روایات کے خلاف سمجھا کہ آپ کو کسی ہوٹل میں لے جاؤں۔"

"اوہ.... تو یہ تھری اسٹارس نہیں ہے؟"

"نہیں، مادام....!"

"تمہیں اس کی جرأت کیسے ہوئی؟" وہ ایک دم بھڑک اٹھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں برآمدے سے آواز آئی۔ "شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چپ چاپ اندر چلی آؤ۔"

برآمدے میں کھڑے ہوئے آدمی کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ہوا بڑا سا پستول نظر آیا اور اس کی روح فنا ہوگئی۔ لیکن یہ آدمی بھی سفید فام نہیں تھا۔ چینی ہی معلوم ہوتا تھا۔

یہ کس مصیبت میں پڑگئی؟ اس نے سوچا اور چپ چاپ برآمدے کی طرف بڑھ گئی۔ مسلح آدمی اُسے لیے ہوئے ایک نہایت شاندار ڈرائنگ روم میں آیا جو بے حد قیمتی فرنیچر اور اعلیٰ درجے کی آرائشی مصنوعات سے مزین تھا۔ کیلی کمرے میں پہنچ کر مسلح آدمی کی طرف مڑی۔

"تم کون ہو اور میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں ہوا ہے؟" کیلی نے سخت لہجے میں پوچھا۔ "کیا یہاں سیاحوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جاتا ہے؟"

"تشریف رکھئے محترمہ!" اس نے پستول کو جنبش دیکر کہا۔ "آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"تم آخر ہو کون؟"

"مسٹر سنگ ہی کا ایک اَدنیٰ خادم۔"

"سنگ ہی۔" وہ اچھل پڑی۔

"ہاں، محترمہ! میرے باس ساری دنیا میں بے حد جانی پہچانی شخصیت ہیں۔"

"لل.... لیکن.... مجھ سے کیا سروکار؟"

"وہی آپ کو بتا سکیں گے۔ میں تو لاعلم ہوں۔"

"سوال تو یہ ہے کہ...."

"پلیز، محترمہ.... ہر قسم کی گفتگو انہی سے کیجئے گا۔ ہو سکتا ہے آپ کے رتبے سے ناواقفیت کی بناء پر مجھ سے کوئی گستاخی سرزد ہو جائے۔"

"تم عجیب قسم کی باتیں کر رہے ہو۔ مسٹر سنگ ہی ہیں کہاں؟"

"جلد ہی ان سے ملاقات ہوگی۔"

کیلی کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ اس نے سنا تھا کہ سنگ ہی بھی زیرولینڈ کی تحریک سے

منسلک ہوگیا ہے۔۔۔۔ تو گویا وہ آخر کار زیرولینڈ کے ایجنٹوں کے ہتھے چڑھ ہی گئی۔ سنگ ہی کی خوفناک کہانیاں بھی اس نے سن رکھی تھیں۔ اس لئے اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ اس پلے تو یہی بہتر تھا کہ فرانز کے مشورے پر عمل کرتی۔ اس نے اسے وہیں رکے رہنے کو کہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہی ٹیکسی ڈرائیور کمرے میں داخل ہوتا دکھائی دیا، جو اسے یہاں تک لایا تھا۔ لیکن اب اس کے جسم پر ڈرائیور کی خاکی وردی نہیں تھی۔ نہایت اعلیٰ درجے کے سوٹ میں ملبس تھا اور گہرے سرخ رنگ کی ٹائی سینے پر پڑی ہوئی تھی۔

"مجھے امید ہے کہ تمہیں بہت زیادہ غصہ آیا ہوگا۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"لیکن آخر کیوں؟"

"ابھی تک میں ایک خاموش تماشائی کی طرح سب کچھ دیکھتا رہا ہوں۔ کسی بھی معاملے میں دخل اندازی نہیں کی لیکن اس مرحلے پر میرا خون کھول ہی گیا۔"

"کس مرحلے پر؟"

"دیدہ ودانستہ یہ سوال کر رہی ہو۔ کیا تم نے خود اپنے ہی آدمیوں سے دھوکہ نہیں کھایا ہے؟"

وہ سناٹے میں آگئی۔ یہ لوگ اس حد تک آگاہی رکھتے ہیں، دوسروں کے معاملات سے۔

"لیکن تمہیں اس سے کیا؟" کیلی نے دل کڑا کر کے کہا۔

"بس ایسے معاملات میں مجھے خدائی فوجدار ہی سمجھ لو۔"

"یہ عنایت بے وجہ تو نہیں ہو سکتی۔"

"تم بہت خوبصورت ہو، کیلی گراہم!"

"اور کوئی وجہ نہیں ہے؟"

"اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔"

"کیا زیرولینڈ کے ایجنٹوں کو عمران کی تلاش نہیں ہے؟"

"یقیناً ہے۔"

"تو پھر تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ محض میرے حسن سے متاثر ہو کر تم نے مجھ پر یہ کرم کیا ہے۔"

"میں جانتا ہوں کہ اب تمہیں بھی عمران کے ٹھکانے کا علم نہیں ہے۔"

"بڑے وثوق سے کہہ رہے ہو۔"

"اس لئے کہ یہی حقیقت ہے۔"

کیلی خاموش ہو کر غور سے اس کی شکل دیکھنے لگی۔ عجیب سا چہرہ تھا۔ پچکے ہوئے گالوں کی اُبھری ہوئی ہڈیاں اور دھنسی ہوئی چھوٹی چھوٹی آنکھیں، لیکن نہ جانے کیوں اُسے دیکھ کر کسی سالخوردہ سانپ کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔ ویسے شہرت کے اعتبار سے شخصیت بالکل صفر معلوم ہوتی تھی۔ یقین ہی نہیں آتا تھا کہ یہ وہی سنگ ہی ہے، جسکے لاتعداد محیر العقول کارنامے اس کے حافظے میں محفوظ تھے۔

سنگ ہی تھوڑی دیر بعد بولا۔ "پہلے تو اپنی یہ غلط فہمی رفع کرلو کہ میرا کوئی تعلق زیرولینڈ سے بھی ہے۔"

"یہ ایک مصدقہ حقیقت ہے۔"

"تھی کہو۔ اب نہیں ہے۔ اب تو تھریسیا میری جان کی دشمن ہے اور میں اُسکے خون کا پیاسا ہوں۔"

"تو پھر تمہارا ان معاملات میں پڑنا کیا معنی رکھتا ہے؟"

"باوَل دے سوف کا نگیٹو میرے کام بھی آسکتا ہے۔"

"تو یہ کہنا چاہئے کہ عمران کے پیچھے چار پارٹیاں ہیں۔"

"مجھے الگ ہی رکھو۔ میں عمران کے پیچھے نہیں ہوں۔ لیکن اسے بھی برداشت نہیں کروں گا کہ نگیٹو اس سے کوئی اور ہتھیا لے۔ خیر ختم کرو۔ یہ باتیں تو پھر ہوں گی۔۔۔۔ تم کیا پیو گی؟"

"یہاں تو پینے کو ترس گئی ہوں۔ شراب بندی ہوگئی ہے نا۔۔۔۔ طلب ہو تو سفارت خانے جاؤ۔"

"سنگ ہی کے پاس کس چیز کی کمی ہو سکتی ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

وہ اسے دوسرے کمرے میں لایا، جہاں بار تھی اور کاؤنٹر کے پیچھے ریکوں پر لاتعداد بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ کیلی نے منہ چلا کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور آہستہ سے بولی۔ "مارٹینی پلیز!"

"ابھی لو۔" کہہ کر سنگ ہی نے ایک گلاس تیار کیا اور اُسے پیش کرتا ہوا بولا۔ "میں دوستوں کا دوست ہوں۔"

"شکریہ۔" وہ مسکرائی اور دو گھونٹ لینے کے بعد بولی۔ "تم نہیں پیو گے کیا؟"

"میں بوتل سے پیتا ہوں۔" سنگ ہی نے ریک سے ایک بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نیٹ پیتے ہو۔"

"بالکل نیٹ۔ پانی ملی ہوئی بھی کوئی پینے کی چیز ہے۔"

"ہاں، میں نے سنا تھا کہ تم بلانوش بھی ہو۔"

"بہر حال، میں دوستوں کا دوست ہوں۔ تم نے اور بھی کچھ سنا ہوگا، میرے بارے میں۔"

کیلی کے گال سرخ ہو گئے.... اور وہ اس سے نظریں چرانے لگی۔ سنگ ہی کے ہونٹوں پر شیطنت بھری مسکراہٹ تھی۔

"کیا عمران کو علم ہے کہ تم بھی اس کی تاک میں ہو؟"

"اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے۔ وہ تو مجھے مردہ سمجھتا ہے۔ ہماری آخری ملاقات تنزانیہ کے جنگلوں میں ہوئی تھی۔"

"اور تم جانتے ہو کہ عمران اس وقت کہاں ہوگا؟"

"ہاں، میں جانتا ہوں کہ جوزف سمیت وہ اس وقت کہاں ہے؟"

"وہ میرے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا ہے۔"

"بے فکر رہو۔ میں اس کی غلط فہمی رفع کر دوں گا۔ لیکن کیا تم پھر اپنے آدمیوں میں واپس جاؤ گی؟"

"فی الحال تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"واقعی تمہارے ساتھ بڑی دغا بازی ہوئی ہے۔ ویسے کیا تم عمران کو چاہتی ہو؟"

"وہ بہت اچھا دوست ہے۔ بے حد مخلص۔"

"میں نے پوچھا تھا، کیا تم اُسے چاہتی ہو؟"

"شاید.... میں اسے چاہتی بھی ہوں۔"

"تب تو تم میری بھتیجی بھی ہوئیں۔"

"کیا مطلب....؟"

"وہ مجھے چچا کہتا ہے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"واقعی بڑی عجیب بات ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن بھی ہیں اور بعض حالات میں ایک دوسرے کو چھوٹ بھی دیتے ہیں۔"

"عمران نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا؟"

"غیر ضروری باتیں نہیں کرتا۔"

"یہ غلط ہے۔ اس سے زیادہ غیر ضروری باتیں کرنے والا اور کوئی دوسرا میری نظر سے نہیں گزرا۔"

"وہ اور بات ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ وہ آدھی سے زیادہ بوتل صاف کر چکا تھا۔

"سوال تو یہ ہے کہ تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

"تم اپنے آدمیوں سے ہرگز نہ بچ سکتیں.... اور سنو! اسے بھول جاؤ کہ اس سلسلے میں کوئی بین الاقوامی کانفرنس ہوگی۔ اس کے لئے تمہاری تگ و دو بالکل فضول ہے۔"

"خدا کی پناہ! تم یہ بھی جانتے ہو؟"

"میں نے تمہاری اور عمران کی مشاورت سنی تھی۔"

"کب اور کہاں؟"

"یہ غیر ضروری سوال ہے۔ ویسے اگر غلط کہہ رہا ہوں تو تردید کر دو۔"

"نہیں، میں اس کی تردید نہیں کر سکتی۔"

"بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ناممکن ہے کیونکہ بڑی طاقتوں کی نیتوں میں فتور ہے۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"ہر بڑی طاقت زیرولینڈ کے سائنسدانوں کو اپنی تحویل میں دیکھنا چاہتی ہے تاکہ وہ اُن کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔ لہٰذا وہ زیرولینڈ والوں کے "مریخ" پر تنہا حملہ آور ہونا چاہتی ہے۔"

"اوہ.... اب میں سمجھی۔"

"حالانکہ یہ بالکل سامنے کی بات تھی۔"

"میں سمجھی تھی کہ وہ اسے مشترکہ مفاد کا معاملہ سمجھ کر آپس میں تعاون کریں گے۔"

"دنیا کے مٹ جانے کا غم کسی کو بھی نہیں ہے۔ ہر طاقت صرف اپنا وجود برقرار رکھنا چاہتی ہے۔"

"قرین قیاس ہے۔"

"قرین قیاس نہیں، بلکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔" سنگ ہی بوتل میں بچی کھچی شراب بھی حلق میں انڈیل کر بولا۔

"چلو، سب کچھ تسلیم کیے لیتی ہوں لیکن پھر کیا ہوگا؟ عمران ساری زندگی اسی طرح چھپتا پھرے گا۔"

"ہرگز نہیں۔ میں اپنی تجویز اس کے سامنے رکھوں گا۔ ظاہر ہے، اس کی حکومت کو اس

معاملے سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی.... اور وہ بڑی طاقتوں سے بھی تعاون کرنے پر تیار نہیں ہے۔ لیکن نچلا بیٹھنا اس کی سرشت کے خلاف ہے مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ اُن کے مریخ تک پہنچنا چاہتا ہے۔"

"لیکن بڑی طاقتوں کی مدد کے بغیر یہ ناممکن ہوگا۔"

"تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟" سنگ ہی سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "کیا میں خود بھی ایک بڑی طاقت نہیں ہوں۔" کیلی نے پہلے خالی بوتل پر نظر ڈالی پھر اس کی شکل دیکھ کر ہنس پڑی۔

"کیا تم مجھے نشے میں سمجھ رہی ہو؟" سنگ ہی کاؤنٹر کے پیچھے جاتا ہوا بولا۔ وہ اب دوسری بوتل اٹھا رہا تھا۔

وہ اُسے حیرت سے دیکھے جا رہی تھی.... اس نے کاگ نکال کر بوتل ہونٹوں سے لگائی ہی تھی کہ دو مقامی عورتیں کمرے میں گھس آئیں اور ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا۔ "یہ دیکھو حرامی کو، اب تیسری لے آیا ہے۔"

کیلی چونک کر مڑی لیکن جو کچھ کہا گیا تھا، اس کے پلے نہ پڑا اور سنگ ہی نے اردو میں اُن سے کہا۔ "یہ میری بھتیجی ہے۔"

"شکل دیکھو، حرامزادے کی.... یہ بھتیجی ہے۔"

"میرے بھائی نے ایک میم سے شادی کی تھی۔"

"تم جیسے ماں کے خصم کا کیا اعتبار...."

سنگ ہی ہنس ہنس کر ان کی گالیاں سنتا رہا۔ پھر بولا۔ "کیا تم دونوں نہیں پیو گی؟" انہوں نے للچائی ہوئی نظروں سے بار کی طرف دیکھا اور سنگ ہی نے لپک کر ایک ایک بوتل دونوں کو تھمادی۔

"لیکن یہاں نہیں۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اپنے کمروں میں جاؤ۔"

"کیوں نہیں...." ایک چہکاری۔ "یہاں تو تم بھتیج رہے ہو۔"

دونوں کمرے سے نکل گئیں اور کیلی سنگ ہی کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"میری دیکھ بھال کرنے والیاں تھیں۔" سنگ نے لاپرواہی سے کہا۔ "ہاں، تو میں کہہ رہا تھا کہ میں بھی ایک بڑی طاقت ہوں۔ اپنے طور پر ایسی مہم ترتیب دے سکتا ہوں جو زیرولینڈ والوں کے مریخ تک پہنچ سکے۔"

"میں سمجھ گئی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"اور یہی میں عمران کو بھی سمجھانا چاہتا ہوں۔ کاش! اُس کی سمجھ میں آجائے۔"

"لیکن تمہارا اس میں کیا مفاد ہوگا؟"

"میں زیرولینڈ کے سارے یونٹوں کو کھنڈر بنا دینا چاہتا ہوں۔"

"آخر کیوں....؟"

"مقصد صرف تھریسیا پر قابو پانا ہے۔"

"صرف تھریسیا پر....؟" کیلی نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں، اپنی اَنا کی تسکین کے لئے۔ آج تک دنیا کی کوئی عورت مجھ سے اکڑ کر اپنی اکڑن قائم نہیں رکھ سکی۔ ہر حال میں اُسے حاصل کرتا ہوں اور پھر گٹر میں پھینک دیتا ہوں۔"

"مجھ پر رحم کرنا، چچا!"

"ارے، تم تو بھتیجی ہو۔" وہ مشفقانہ انداز میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

کسی گاڑی کے رکنے کی آواز سن کر عمران چونک پڑا۔ جوزف کھڑکی کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔

"ذرا دیکھ تو.... یہاں کون ہو سکتا ہے؟" عمران نے اس سے کہا.... اور وہ کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ پھر پلٹ کر دانت نکال دیئے۔

"کون ہے؟"

"کوئی برقعہ پوش خاتون ہیں اور ایک مرد ضعیف۔ اِدھر ہی آرہے ہیں، باس! ٹیکسی سے اُترے ہیں۔"

"یہاں آرہے ہیں؟" عمران اچھل پڑا۔

"ہاں.... باس! اوہ.... اب شاید دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔"

عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور خود دروازے کے قریب پہنچ کر نہایت سریلی نسوانی آواز میں پوچھا۔ "کون ہے؟"

باہر سے مردانہ آواز آئی۔ "اے بیٹی! اتنا اتراتی کیوں ہو؟ چچا کے علاوہ اور کون ہوگا؟"

عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچائے اور نسوانی ہی آواز میں کہا۔ "ایک بار پھر بولو۔"

"اے کھول.... کیا بکواس لگا رکھی ہے۔"

"کانوں پر یقین نہیں آتا۔" عمران اس بار اصل آواز میں بولا۔

"تم بھی میری طرح مردہ ہی ہو۔ اسے کیوں بھول جاتے ہو۔"

"برقعے میں کون ہے؟"

"خود ہی دیکھ لینا۔"

عمران نے بائیں جانب ہٹ کر دروازہ کھولا اور ساتھ ہی بغلی ہولسٹر سے ریوالور بھی نکال لیا۔ عورت نے اندر قدم رکھتے ہی نقاب الٹ دی تھی۔

"تم...." عمران نے حیرت سے کہا۔

"اس کا کوئی قصور نہیں ہے، بھتیجے! اسے میں یہاں لایا ہوں۔" سنگ ہی نے اندر داخل ہو کر دروازے بند کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ان سے کیا تعلق؟"

"تمہاری ہی وجہ سے تعلق بھی ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب اسی سے پوچھو۔"

"سنو عمران....!" دفعتاً کیلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ دونوں کون ہیں۔"

"پھر کس طرح علم ہوا؟"

"میں اُن دونوں سے پہلے ہوش میں آئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اُن کے بارے میں میں نے مزید جاننا چاہا ہوگا لہٰذا جامہ تلاشی لی اور دوہرے شناختی کارڈ برآمد کیے۔ اصلی شناختی کارڈوں کے مطابق وہ میرے ہی محکمے کی ایک شاخ کے ارکان ثابت ہوئے اور پھر میں اس عمارت سے نکل کھڑی ہوئی۔"

کیلی خاموش ہو کر سنگ ہی کی طرف دیکھنے لگی اور سنگ ہی نے عمران سے کہا۔

"کیا تم ہمیں بیٹھنے کو بھی نہ کہو گے، بھتیجے؟"

"بیٹھ جاؤ۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"بہت اکھڑے اکھڑے نظر آ رہے ہو؟" سنگ اُسے گھورتا ہوا بولا۔

اس وقت سنگ کا حلیہ یہ تھا کہ اس نے گھٹنوں تک کی شیروانی پہن رکھی تھی اور بانس ایسی

ٹانگوں میں چوڑی دار پاجامہ تھا.... اور چہرے پر بھورے رنگ کی مصنوعی ڈاڑھی تھی۔ آنکھوں میں شاید سرمے کی سلائیاں بھی پھیری گئی تھیں۔

جوزف دور بیٹھا انہیں حیرت سے دیکھے جا رہا تھا.... سنگ نے اُسے آنکھ ماری اور وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے پتھر کھینچ مارا ہو۔

"صورت سے معلوم ہوتا ہے ترس رہے ہو۔" سنگ نے ہنس کر کہا۔

"باس! اگر یہ تمہارے عزیز ہیں تو ان سے کہو کہ مجھ سے بات نہ کریں۔" جوزف بھنا کر بولا۔

عمران نے ہاتھ ہلا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور سنگ ہی سے بولا۔ "آپ کی تشریف آوری کا مقصد....؟"

"ابھی تک خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن اب دخل اندازی کرنی ہی پڑی۔"

"تمہارا کیا انٹرسٹ ہے؟"

"ایڈونچر.... اور یہ تو تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ تمہاری تجویز ناقابلِ قبول نہیں تھی.... ورنہ کیلی گراہم کے ساتھ فراڈ کیوں کیا جاتا۔"

"اچھا، تو پھر....؟"

"میں تمہیں مدد دینے کو تیار ہوں اور میرے وسائل سے بھی تم بخوبی واقف ہو۔"

"کس ملک کے لئے کام کر رہے ہو؟"

"سب پر لعنت بھیج چکا ہوں۔ اب میں خود ہی ایک بہت بڑا ملک ہوں۔"

"یعنی تم اپنے وسائل سے میری مدد کرو گے؟"

"یقیناً.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟"

"اردو میں ایک لفظ ہے جسے میں کسی خاتون کے سامنے دہرانا پسند نہیں کروں گا، خواہ وہ اردو سے نابلد ہی کیوں نہ ہو۔"

"حرامی پن ترک کر کے سنجیدگی سے میری پیشکش پر غور کرو۔"

"تم محض ایڈونچر کی خاطر اس حد تک نہیں جا سکتے۔"

"کیا ضروری ہے کہ سارے معاملات فوری طور پر زیرِ بحث لائے جائیں۔"

"میں کیلی گراہم سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"ضرور..... ضرور۔" سنگ مسکرا کر بولا۔

عمران کیلی کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیلی کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"تم اسے کب سے جانتی ہو؟" عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"جانتی تو بہت دنوں سے ہوں لیکن ملنے کا اتفاق پہلی بار ہوا ہے۔"

"کس طرح؟"

کیلی نے پوری روداد دہرادی اور عمران پُر تشویش انداز میں سنتا رہا۔

"یقین کرو۔ اب میں اُن لوگوں میں واپس نہیں جانا چاہتی۔" وہ بالآخر بولی اور عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "مناسب یہی تھا کہ تم سفارت خانے واپس جاتیں اور اپنے طور پر ہوشیار رہتیں۔"

"لیکن میں نے تو ایک ٹیکسی میں سفر کیا تھا۔ دیدہ دانستہ اُس سے نہیں ملی تھی۔ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ایسے حالات سے گزروں گی۔"

"بہر حال، یہ میرے لئے چوتھا دردِ سر ہے۔ خیر دیکھوں گا۔"

"وہ تو تمہارے لئے بڑی اپنائیت ظاہر کر رہا تھا۔"

"ناقابلِ اعتماد ہے اور وہ بھی حقیقتاً مجھ پر اعتماد نہیں کرتا۔"

"تو پھر اب کیا کرو گے؟"

"سوچنا پڑے گا۔"

"اور میں کیا کروں....؟"

"فی الحال اتنا ہی کہوں گا کہ اس پر ہرگز اعتماد مت کر لینا۔"

"وہ کہہ رہا تھا کہ زیرولینڈ والوں کے اُس مرئخ کی تباہی کا خواہاں وہ بھی ہے۔"

"ہوسکتا ہے لیکن محض اس کی تباہی کے لئے اپنے وسائل ضائع کرنا سنگ کی سرشت کے خلاف ہوگا۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"اچھا تو پھر میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں کروں گی۔"

"اور فی الحال میں بھی اس سے متفق ہوا جاتا ہوں۔ لیکن تم اُسے سچ نہ سمجھ لینا۔"

"ٹھیک ہے میں پوری طرح ہوشیار رہوں گی۔"

وہ پھر اسی کمرے میں واپس آئے، جہاں سنگ ہی ان کا منتظر تھا۔

"اب تم کسی قدر بشاش نظر آرہے ہو۔" سنگ عمران کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا مجھے بشاش نہ ہونا چاہئے؟"

"اگر تم مجھ سے متفق ہوگئے ہو تو تمہیں بشاش ہونا ہی چاہئے۔"

"حالات ایسے ہی ہیں کہ مجھے متفق ہونا پڑے گا" عمران مسکرا کر بولا۔

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے؟"

"پھر تم نے ایک دم سے جست لگائی؟ ابھی ہم اس مسئلے پر مزید غور کریں گے۔"

"تم بہت دنوں سے غور کر رہے ہو اور کئی پارٹیاں اُمیزن کے جنگلوں میں داخل ہوگئی ہیں۔"

"کیا مطلب....؟"

"میں ہر وقت باخبر رہتا ہوں، بھتیجے! دونوں طاقتیں اسی نتیجے پر پہنچی ہیں کہ وہ مرئخ اُمیزن ہی کے جنگلوں میں کہیں واقع ہے۔"

"آخر کس بنا پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا لیکن کم از کم....!" جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو کر عمران کو گھورنے لگا۔

"کوئی نیا خیال؟" عمران مسکرایا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر وہ خود ہی اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں تو پھر تمہارا پیچھا کیوں کر رہے ہیں۔"

"ہے کوئی جواب، تمہارے پاس؟"

"فی الحال تو نہیں ہے لیکن کیا واقعی تم نے کوئی دوسرا نظریہ قائم کیا ہے؟"

"وہ مجھ سے باؤل دے سوف کا نگیٹو حاصل کرنا چاہتے ہیں جو میرے پاس نہیں ہے۔"

"نہ ہوگا لیکن تمہارے پاس کوئی تجویز ضرور ہے.... ورنہ تم کئی ملکوں کی کانفرنس کے خواہاں کیوں ہوتے؟"

"کیا تم مجھ سے بحث کرنے آئے ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں بھتیجے۔" وہ بڑے پیارے سے چمکار کر بولا۔ "بہت دنوں سے تمہیں قریب سے نہیں دیکھا تھا اس لیے چلا آیا۔"

"تم تو چچیوں کے نرغے سے نکلا ہی نہ کرو۔"

"کبھی کبھی تنگ آجاتا ہوں، حرامزادیوں سے۔"

"آج کل کتنی حرامزادیاں ہیں؟"

"میں تم سے اس مسئلے پر گفتگو کرنے نہیں آیا۔"

"جس مسئلے پر گفتگو کرنے آئے ہو، وہی چھیڑو۔"

"تم یہاں سے نکل ہی کیوں نہیں چلتے؟ خواہ مخواہ اپنی حکومت کے لئے دردِ سر بنے ہوئے ہو۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"

"سوئٹزر لینڈ چلو۔ تمہیں اپنا نیا محل دکھاؤں۔"

"وہاں کتنی حرامزادیاں رکھ چھوڑی ہیں؟"

"سنجیدگی اختیار کرو!" وہ اردو میں دہاڑا۔ "تیرے بھلے کو کہہ رہا ہوں۔"

"میں سن رہا ہوں لیکن سوئٹزر لینڈ جاکر کیا کروں گا؟"

"وہاں پہنچ کر اطمینان سے سوچیں گے کہ کیا کرنا چاہئے؟"

"پہلے مجھے یہیں بیٹھ کر سوچنا چاہئے کہ تمہاری تجویز منظور کروں یا نہ کروں؟"

"صرف ایک گھنٹہ دے سکتا ہوں، سوچنے کے لئے۔"

"اور اگر میں ایک گھنٹے میں نہ سوچ سکا تو۔"

"کسی پارٹی سے تمہارا سودا کرلوں گا۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔" کیلی جھلا کر بولی۔ ساتھ ہی اس کا اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکل آیا۔

"ارے نہیں!" عمران ہنس کر بولا۔ "اس کی ضرورت نہیں۔ چچا بھتیجے کے درمیان کسی تیسرے کو نہیں آنا چاہئے۔"

"میں واقعی تمہارا سودا کرلوں گا۔ اگر تم نے میری تجویز پر عمل نہیں کیا۔" سنگ کیلی کے پستول کو نظرانداز کر کے عمران سے بولا۔

"اب یہاں سے نکل سکے تو ضرور سودا کرلو گے۔"

سنگ قہقہہ لگا کر بولا۔ "تم مر چکے ہو۔ اس لئے میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکو گے۔"

"اگر تم چیلنج کر رہے ہو تو یہ بھی دیکھ لو۔" عمران جارحانہ انداز میں کہہ کر دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے لگا۔

کیلی متحیر رہ گئی۔ وہ تو سمجھی تھی کہ عمران اس طرز تخاطب کے ساتھ ہی سنگ ہی پر حملہ کر بیٹھے گا۔ لیکن یہ کیا کرنے لگا۔ سنگ جہاں تھا وہیں کھڑا مضحکانہ انداز میں عمران کو دیکھتا رہا۔ لیکن جوزف اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں شکار کیلئے تیار کسی چیتے کی آنکھوں کی طرح چمکنے لگی تھیں۔

دفعتاً عمران کے حلق سے ایسی ہی آوازیں نکلنے لگیں جیسے دم گھٹ رہا ہو۔ کیلی بوکھلا کر ان کی طرف بڑھی۔ پستول اس نے بلاؤز کے گریبان میں رکھ لیا تھا۔

"ارے! تم کیا کر رہی ہو؟ پیچھے ہٹ جاؤ۔" سنگ جلدی سے بولا۔ "یہ اب اڑنے لگا ہے۔"

"فضول باتیں مت کرو۔" کیلی غرائی۔ "چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے۔ کب تک دماغ پر اثر نہ ہوتا۔"

"اس کے دماغ پر اثر ہوگا۔" سنگ ہنس پڑا۔

عمران ڈھیتا چلا گیا۔ جوزف اسے سنبھالنے کے لئے جھپٹا تھا۔

"الگ ہٹ جا۔" عمران دونوں ہاتھ ہلا کر غرایا۔ اب وہ بُری طرح کھانس رہا تھا اور اسی طرح کھانستے کھانستے ایسا لگا جیسے اس نے کوئی چیز اگل دی ہو اور اس اُگلی ہوئی شے کو چٹکی میں دبائے ہوئے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"یہ دیکھو۔" اس نے سنگ سے کہا۔

یہ تین انچ لمبی ایک چمکدار اسٹیل کی نلکی تھی۔ کیلی متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکانے لگی اور سنگ نے کھنکھار کر پوچھا۔ "یہ کیا ہے؟"

"پلان۔ اس میں باؤل دے سوف کا نگیٹو موجود ہے۔"

"یہ کیا کر رہے ہو؟" کیلی مضطربانہ انداز میں بولی۔ کیونکہ وہ نلکی عمران نے سنگ کی طرف بڑھادی تھی۔

کیلی کی دخل اندازی کے باوجود بھی سنگ نے نلکی عمران کے ہاتھ سے جھپٹ لی اور بولا "تو اس فن میں بھی کامل ہو بھتیجے! مجھے نہیں معلوم تھا۔"

"نگیٹو اب میرے لئے بے کار ہو چکا ہے۔" عمران نے کہا۔

"کیوں بھتیجے؟"

"اگر یہ سچ ہے کہ وہ اس مریخ کو اَمیزن کے جنگلوں میں تلاش کر رہے ہیں۔"

"میں نے غلط نہیں کہا۔ یہ حقیقت ہے۔"

"بہر حال، میں اسے بہتر سمجھتا ہوں کہ نگیٹو تمہارے حوالے کر دیا جائے۔"

"یہ تم نے کیا کیا، عمران؟" کیلی روہانسی ہو کر بولی۔

"میں کسی کا پابند نہیں ہوں۔ جو میرا دل چاہے گا کروں گا۔"

"تو گویا میں کسی طرف کی نہ ہوئی؟"

"تم اپنے سفارت خانے واپس جا سکتی ہو۔"

سنگ نلکی کا ڈھکنا کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دفعتاً نلکی کو آنکھوں کے قریب لا کر ڈھکنے کا جوڑ تلاش کرنے لگا.... اور پھر آنکھوں کے قریب ہی رکھ کر اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن ڈھکنا کھلتے ہی عجیب سی چیخ اُس کے حلق سے نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں سے ناک دبائے ہوئے فرش پر لوٹیں لگانے لگا۔

"یہ کک.... کیا ہو رہا ہے؟" کیلی بوکھلا کر بولی۔

"مجھے کسی پارٹی کے ہاتھوں فروخت کر رہا ہے۔" عمران نے مسکرا کر بائیں آنکھ دبائی۔

جوزف کی باچھیں کھل گئی تھیں.... سنگ اٹھنے کی کوشش کرتا اور پھر گر جاتا لیکن اب اس کے حلق سے آوازیں نہیں نکل رہی تھیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بالکل بے حس و حرکت ہو گیا۔

"کیا فائدہ ہوا؟" کیلی بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"پھر تم کیا چاہتی تھیں؟"

"اسی سے سمجھوتہ کر لیتے۔"

"اس کی کیا حیثیت ہے؟"

"کم از کم تمہیں یہاں سے باہر تو نکال لے جاتا۔"

"کیا میں خود نہیں جا سکتا؟"

"پھر یہی کیا کم ہے کہ اس نے تمہیں نہیں گھیرا تھا اور تم تو اس کی موجودگی ہی سے بے خبر تھے۔"

"غالباً تمہاری خواہش تھی کہ میں اس سے تعاون کر لیتا؟"

"سمجھوتے سے میری یہی مراد تھی۔"

"یہ سمجھوتا ہی کیا ہے میں نے۔"

"تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ ہی اب بھی بیہوش پڑا تھا۔ جوزف سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ آخر عمران نے اُسے اشارہ کیا کہ وہ سنگ ہی کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے جائے۔

جوزف نے خاموشی سے تعمیل کی اور کیلی نے عمران سے پوچھا۔ "اس نلکی میں کیا تھا؟"

"کچھ تو تھا ہی۔"

"کیا واقعی اس میں نگیٹو بھی ہے؟"

"قطعی نہیں۔ وہ شعبدہ میں نے تھریسیا کے لئے تیار کیا تھا لیکن شکار سنگ ہو گیا۔"

"کیا واقعی وہ نلکی تمہارے پیٹ میں تھی؟"

"غذا کی نالی میں۔ تمہارے لئے بھی نکالوں ایک اور۔" عمران گردن ٹٹولتا ہوا بولا۔

"نہیں۔ مجھے نہیں چاہئے۔" وہ بوکھلا کر بولی۔ اتنے میں جوزف واپس آ گیا۔

"آخر وہ ہے کون باس؟" اس نے پوچھا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم سنگ ہی کو بھول گئے۔"

"نہیں...." جوزف اچھل پڑا۔

"میں نے پوچھا تھا کہ اب تم کیا کرو گے؟" کیلی بھنا کر بولی۔

"میں ساری پارٹیوں سے پہلے وہاں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ ورنہ اگر وہ سارا کارخانہ کسی بڑی طاقت کے ہاتھ لگ گیا تو وہ بھی دنیا کے لئے بہت بڑا خطرہ بن جائے گی۔"

کیلی کے چہرے پر ایسے تاثرات نظر آئے جیسے کسی ننھے سے بچے کی لاف و گزاف سن رہی ہو۔ عمران نے اسے محسوس کر لیا اور ہنس کر بولا۔ "شاید میں نے اپنے قد سے اونچی بات کہہ دی ہے۔"

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔"

"ایک بار پھر تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے سفارت خانے واپس جاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے ورنہ...."

"میں اس وقت اپنے پیشے سے شدید نفرت محسوس کر رہی ہوں۔"

"لیکن تم اپنی مرضی سے اسے ترک نہیں کر سکو گی۔" عمران نے کہا۔ "ایک بار پھر کہوں گا کہ سنگ کے ہوش میں آنے سے پہلے ہی یہاں سے چلی جاؤ۔ میرے متعلق تم فرانز کو پہلے ہی اطلاع دے چکی ہو کہ اب میں اس عمارت میں موجود نہیں ہوں۔"

"یقین کرو میں اس سلسلے میں اپنی قوت فیصلہ استعمال کرنے کے قابل نہیں ہوں۔"

"ایسی صورت میں دوسروں کے مشوروں پر عمل کیا کرتے ہیں۔"

"میں نہیں جانتی کہ یہاں سے مجھے ٹیکسی کے لئے کہاں جانا پڑے گا۔"

"باس، جس ٹیکسی میں یہ لوگ آئے تھے، باہر کھڑی ہے۔" جوزف نے اطلاع دی۔

"اسے سنگ خود ڈرائیو کر کے لایا تھا۔" کیلی نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ تو میں ہی تمہیں سفارت خانے تک پہنچا دوں گا۔" عمران نے کہا اور جوزف سے بولا۔ "کنجی سنگ کے جیب میں ہوگی۔ نکال لاؤ اور دروازے کو باہر سے بولٹ کرتے آنا۔"

جوزف چلا گیا۔ کیلی کے چہرے پر تردد کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمران کے مشورے پر عمل کرنے کو دل سے تیار نہ ہو۔

"تمہیں پھر میک اپ کرنا پڑے گا۔" اس نے عمران سے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ صرف بیس منٹ بعد ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔"

"اور.... وہ.... یعنی کہ سنگ ہی....؟"

"وہ میرا دردِ سر ہے۔ میں دیکھوں گا۔"

جوزف نے واپس آکر ٹیکسی کی کنجی عمران کے حوالے کر دی۔

✿

دو گھنٹے سے قبل سنگ ہی کو ہوش نہیں آیا تھا۔ پہلے تو اُس کی سمجھ ہی میں نہیں آسکا کہ کس حال میں ہے پھر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ کمرے میں بالکل تنہا تھا۔

یکایک اُسے سب کچھ یاد آگیا.... دوسرے ہی لمحے میں اس نے بستر سے چھلانگ لگادی اور سیدھا دروازے کی طرف آیا لیکن دروازہ تو باہر سے بولٹ کیا گیا تھا۔ اس کا احساس ہوتے ہی پھر پیچھے ہٹ آیا۔ اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ شاید وہ ساری گالیاں عمران سے منسوب کر رہا تھا، جو اسے یاد تھیں۔

ٹھیک اسی وقت باہر سے آواز آئی۔ "کیوں چچا! اب طبیعت کیسی ہے؟"

سنگ ہی تیزی سے بستر کی جانب بڑھا اور لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس بار اُس نے عمران کا قہقہہ سنا تھا۔ پھر آواز آئی۔ "نہیں چلے گی.... میں سب دیکھ رہا ہوں۔"

سنگ جھلا کر اُٹھ بیٹھا اور دروازے کی جانب مکا دکھا کر دھاڑا۔ "اس طرح تم نے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔"

"پورے دو گھنٹے بعد ہوش میں آئے ہو۔ تمہیں بحالت بیہوشی ہی جیل میں منتقل کیا جاسکتا تھا۔" عمران کی آواز آئی۔

"اچھا تو پھر....؟" سنگ ہی سانپ کی طرح پھنکارا۔

"اس طرح میں نے تمہیں یقین دلایا ہے کہ فی الحال تمہارے ساتھ کسی قسم کا فراڈ نہیں کروں گا۔"

"حد ہو گئی، حرامی پن کی۔ ابے تو یہ تو نے اپنی سعادت مندی کا یقین دلایا تھا؟"

"ہاں، چچا!"

"اچھا تو دروازہ کھول.... میں کچھ نہیں کہوں گا۔"

بولٹ سرکنے کی آواز آئی اور دروازہ کھل گیا۔ لیکن سنگ ہی لیٹا رہا۔

"کیا فوراً ہی انتقام لینے کی سوچ رہے ہو؟" عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم نے کیلی گراہم کو چلتا کر دیا ہوگا۔"

"تمہاری ہی ٹیکسی سے چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ لو چابی سنبھالو۔" اس نے چابی سنگ کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہیں چاہتی ہے۔"

"مجھے نہیں بلکہ مجھ سے کچھ چاہتی ہے۔"

"ابے، تو دنیا سے یونہی بے مرمت چلا جائے گا۔"

"کام کی بات کرو۔ یہاں سے کب روانہ ہو رہے ہو؟"

"تو تم نے میری تجویز مان لی ہے؟"

"تجویز نہ مان لیتا تو تمہاری آنکھیں جیل ہی میں کھلتیں۔"

"ہاں، یہ سوال غیر ضروری تھا۔" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔ "بس تو پھر یہ جگہ چھوڑ دو۔ میں تمہیں اپنی قیام گاہ پر لے چلوں گا۔ کیا تم تنہا ہو گے؟"

"نہیں، جوزف بھی میرے ساتھ جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

سنگ انہیں اسی ٹیکسی پر لے گیا تھا لیکن عمران محسوس کر رہا تھا جیسے جوزف کو یہ اشتراک پسند نہ آیا ہو۔ لیکن اس نے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔

سنگ کی قیام گاہ پر پہنچ کر بھی اس نے بہت بُرا سا منہ بنایا تھا۔ عمران اسے نظر انداز کرتا رہا۔

عمارت کے اندر داخل ہو کر سنگ نے جوزف کا بازو پکڑا اور ایک جانب گھسیٹتا ہوا بولا۔ "تم میرے ساتھ آؤ۔"

"کک.... کیوں، باس؟" جوزف عمران کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

"نہیں چچا.... "عمران ان دونوں کے درمیان حائل ہوتا ہوا بولا۔ "یہ اسے ترک کر دینے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"کیوں....؟" سنگ نے جوزف کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سوال کیا۔

جوزف کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکلی تھیں اور پھر وہ سختی سے ہونٹ بھینچ کر ہانپنے لگا تھا۔ اس کے بعد پورے جسم پر کپکپی سی طاری ہوگئی.... اور پھر اگر عمران آگے بڑھ کر اُسے سنبھال نہ لیتا تو فرش پر گرا ہوتا۔ اس نے اُسے قریب کے صوفے پر ڈال دیا اور مڑ کر سنگ سے بولا۔ "تم نے بہت بُرا کیا۔ اُسے ایک بار پھر ذہنی کشمکش میں ڈال دیا۔"

"تم شاید پاگل ہوگئے ہو.... شراب تو اس کی رگوں میں دوڑتی تھی۔ یہ اُسے ترک نہیں کر سکے گا۔"

"وہ خود ہی کوشش کر رہا ہے۔"

"پاگل ہو گیا ہے۔" سنگ نے بیہوش جوزف پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اچھا تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اسے ٹھیک کر لوں گا۔"

"کس طرح ٹھیک کر لو گے؟"

"فضول باتیں مت کرو۔ چلے جاؤ۔ ورنہ یہ اسی حالت میں مر بھی سکتا ہے۔ تمہیں اس کا تجربہ نہیں ہے۔"

عمران ایک چینی ملازم کی رہنمائی میں دوسرے کمرے تک پہنچا۔ ابھی تک وہ اس سلسلے میں ڈانواڈول تھا کہ اس نے سنگ کے ساتھ آنے کا فیصلہ کر کے غلطی نہیں کی۔

قریباً بیس منٹ بعد سنگ بھی کمرے میں داخل ہوا۔

"اب وہ خطرے سے باہر ہے۔" اُس نے اطلاع دی۔

"تم نے دو چار بوتلیں حلق میں انڈیل دی ہوں گی؟"

"اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔ ہمہ وقت شراب کے زیرِ اثر رہنے والوں سے شراب اس طرح نہیں چھڑائی جاتی۔"

عمران نے لاپرواہی کے انداز میں شانوں کو جنبش دی.... اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"ابے تجھے کیا معلوم.... تو نے کبھی پی ہی نہیں؟" سنگ جھنجھلا کر بولا۔

"ختم کرو۔" عمران نے بیزاری سے کہا۔ "کام کی بات کرو۔"

"سب سے پہلے باؤل دے سوف کے بارے میں بات ہوگی۔"

"چچا.... نگیٹو میرے پاس نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سلائیڈز تیار کرتے وقت وہ ضائع ہو گیا تھا۔"

"لیکن میں اسے تسلیم نہیں کروں گا کہ اس سے متعلق سب کچھ تمہارے ذہن سے محو ہو گیا ہو۔"

"اس سلسلے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"برازیل کے نام پر تم چونکے تھے اور شاید تم نے یہ بھی کہا تھا کہ اب تمہارے جھک مارنے سے کیا فائدہ۔"

"قصہ برازیل ہی کا تھا۔"

"کس بنا پر یہ کہہ رہے ہو؟"

"باؤل دے سوف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہی کہنا پڑے گا۔ کیا تمہیں ان پینٹنگز کے بارے میں نہیں معلوم، جو ہٹلر کی پسندیدہ پینٹنگز کہلاتی تھیں اور جن پر قطعی گمنام یا غیر معروف آرٹسٹوں کے دستخط تھے۔"

"مجھے علم ہے۔"

"باؤل دے سوف انہی میں سے ایک تھی اور اس پر لیزارب نامی آرٹسٹ کے دستخط تھے۔ جرمنوں نے یہ نام کبھی نہیں سنا۔ ویسے لیزارب کو الٹ کر پڑھو تو برازیل بنے گا۔"

"یہ محض اتفاق بھی ہو سکتا ہے.... لیکن اس پر حیرت ہے کہ وہ پارٹیاں بھی برازیل ہی کے جنگلوں کو چھان رہی ہیں۔"

"کسی خاص پوائنٹ کی تلاش ہے؟" عمران نے سوال کیا۔

"غالباً انہیں کسی خاص ہی پوائنٹ کی تلاش تھی۔ لیکن وہ زمین پر وہاں تک پہنچنے کا راستہ نہیں

تلاش کر سکے۔"

"اس پوائنٹ کے بارے میں بھی تم نے کچھ نہ کچھ معلومات ضرور حاصل کی ہوں گی؟"

"ہاں، کی تو تھیں۔ انہیں کسی ایسی جھیل کی تلاش تھی جو چند سال پہلے دریافت ہوئی تھی۔"

"کس طرح دریافت ہوئی تھی؟"

"امریکہ کی جیوگرافیکل سوسائٹی نے ایک فضائی سروے کے دوران میں اسے دیکھا تھا۔"

"تو کیا وہ فضا ہی سے زمین کے راستے کا تعین نہیں کر سکتے؟"

"پتا نہیں، کیا چکر ہے؟"

"بہرحال، میں اب بھی اُن کی معلومات سے کسی قدر آگے ہوں۔"

"ٹھہرو! یوں بات نہیں بنے گی۔ میرے ساتھ آؤ۔" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔ وہ اُسے ایک ایسے کمرے میں لایا، جہاں دیواروں پر کئی بڑے بڑے نقشے لٹکے ہوئے تھے۔

"یہ دیکھو، میں نے برازیل کے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے ہیں۔" سنگ عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "اب تم انہیں دیکھ دیکھ کر حافظے پر زور دو۔"

عمران ان نقشوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر سنگ سے کاغذ اور پنسل مانگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ یادداشت کے سہارے باؤل دے سوف کی آؤٹ لائن تیار کر رہا تھا۔ سنگ اس کے شانے پر جھکا ہوا دیکھتا رہا۔ پھر اس نے خاکے میں شیڈ دینا شروع کیا اور سنگ کی سانسیں تیزی سے چلنے لگیں۔ گدھی کی تصویر مکمل کرنے کے بعد وہ اُس کے بچے کے خاکے کی تکمیل کرتا رہا۔

"میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں۔" سنگ بڑبڑایا۔ لیکن عمران خاموشی سے کام کرتا رہا۔

پھر اس نے پنسل رکھ دی اور خاکے کو ہر زاویے سے دیکھ لینے کے بعد اسے سنگ کی جانب بڑھاتا ہوا بولا۔ "اس سے تم کیا نتائج اخذ کرو گے؟"

"گدھی میں برازیل کا نقشہ پوشیدہ ہے۔" سنگ نے اُسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر یک بیک چونک کر بولا۔ "لیکن بچے میں کیا ہے؟ یہ بھی نقشہ ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"دراصل یہی زیادہ اہم ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس ٹکڑے کا تعین برازیل کے نقشے پر کر سکیں تو مشکل آسان ہو جائے گی۔"

"میں نے جو ٹکڑے تیار کرائے ہیں ان سے موازنہ کرو۔ شاید مقصد براری ہو جائے۔" پھر

دونوں نے سر جوڑ کر دیوار سے لٹکنے والے نقشوں کا جائزہ لینا شروع کیا تھا لیکن عمران اس سے غافل نہیں تھا کہ سنگ اس کے بنائے ہوئے خاکے کا کیا کرتا ہے۔ سنگ نے وہ شیٹ تہہ کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی تھی۔

"اسے جیب میں کیوں رکھ لیا؟" دفعتاً عمران نے مڑ کر سنگ کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ.... بس یونہی بے خیالی میں۔" سنگ چونک کر بولا اور خاکے کو پھر جیب سے نکال کر عمران کو دیتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تم اتنے نقشوں کے درمیان کنفیوز ہو جاؤ.... لہٰذا"

"ٹھہرو۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے ایک بار ان سبھوں کا فرداً فرداً جائزہ لینے دو۔"

تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد بالآخر اُسے کامیابی ہوئی تھی یعنی گدھی کے بچے والا معمہ اس کی سمجھ میں آ گیا تھا لیکن سنگ پر وہ یہی ظاہر کرتا رہا تھا کہ ابھی سمجھنے کی کوشش جاری ہے۔

یک بیک سنگ اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "ختم کرو۔ ہم اسے سمجھتے رہیں گے۔ بہرحال، مجھے یقین ہے کہ راہ کا تعین ہو جائے گا۔"

"تو پھر اب کیا کریں؟"

"تھریسیا پر نظر رکھی جائے۔" سنگ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ اس طرح کسی جدوجہد کے بغیر ہی ہم وہاں تک پہنچ جائیں۔"

"کیا تم جانتے ہو کہ وہ کہاں اور کس بھیس میں ہے؟"

"میں جانتا ہوں کہ وہ اب بھی یہاں موجود ہے لیکن فی الحال یہ نہیں جانتا کہ کہاں ہے۔"

"پھر کیسے تلاش کرو گے؟"

"میرے اپنے ذرائع ہیں۔ میں نے ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ صرف تمہیں دیکھتا رہا ہوں۔"

"شکریہ، انکل دی باسٹرڈ!"

"اب میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی تک تیرا ذہن میری طرف سے صاف نہیں ہوا۔"

"میرا ذہن تو خود اپنی طرف سے بھی صاف نہیں ہے۔"

"کیا بات ہوئی؟"

"بھونکنے اور کاٹنے کو دل چاہتا ہے۔"

"نروان کے راستے پر چل نکلے ہو۔"

"یار بس۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کوئی اور بات کرو۔ ہاں یہاں کتنی چچیاں رکھ چھوڑی ہیں۔"

"دو عدد..... تیسری بھاگ گئی۔"

"بھاگ کیوں گئی؟"

"بہتر ہوگا کہ تم کچھ دیر تنہائی میں آرام کرو۔" سنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم بہت تھک گئے ہو۔"

"شکریہ..... فی الحال یہی چاہتا ہوں۔"

تین سفید فام افراد ہاتھ باندھے مؤدب کھڑے تھے اور سیاہ فام عورت میڈیلینا انہیں سخت سست کہہ رہی تھی۔

دفعتاً اس نے خصوصیت سے ایک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "گارڈو کہاں ہے؟"

"اپنے ٹھکانے پر مادام!"

"اسے یہاں لاؤ۔"

"بہت بہتر مادام!" اُس نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

میڈیلینا بقیہ دونوں پر پھر برسنے لگی۔ "تم لوگ روز بروز کاہل ہوتے جا رہے ہو۔ تم سے اتنا نہ ہو سکا کہ کیلی گراہم ہی پر نظر رکھ سکتے۔"

"لیکن مادام! اس کا قصہ تو آپ نے ختم ہی کر دیا تھا۔" ایک بولا۔

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا؟"

"تب پھر وہ اب پوری طرح ہماری نظر میں ہے۔"

"کہاں ہے؟"

"اپنے سفارت خانے میں۔"

"تنہا ہے.....؟"

"ہاں مادام! تنہا ہی باہر نکلتی ہے۔"

"نگرانی ضرور ہوتی ہوگی؟"

"اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"اچھی بات ہے۔ سب سے پہلے یہ دیکھو کہ نگرانی تو نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے بعد اگر میدان صاف نظر آئے تو اسے یہاں لے آؤ۔"

"ضرور مادام! نگرانی کرنے والوں کو بھی ڈاج دے کر اسے یہاں لے آئیں گے۔"

"اس بار کوئی غلطی نظر انداز نہیں کی جائے گی۔" میڈیلینا نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر مادام!"

ان دونوں کے چلے جانے کے بعد وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ انداز میں بے چینی پائی جاتی تھی۔ کبھی کبھی رک کر کچھ سوچنے لگتی اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتی۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ۔" اُس نے اونچی آواز میں کہا..... اور وہی آدمی کمرے میں داخل ہوا جسے میڈیلینا نے کسی گارڈو کو بلانے کے لئے بھیجا تھا۔

"کیا گارڈو نہیں ملا؟" میڈیلینا نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اپنی قیام گاہ پر موجود ہے، مادام..... لیکن....."

"لیکن کیا؟"

"اس نے یہاں آنے سے انکار کر دیا ہے۔"

"کیا وہ پاگل ہو گیا ہے؟"

"میں نہیں جانتا مادام! اس نے دروازہ بھی نہیں کھولا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"دروازے کے قریب آ کر اُس نے اندر سے کہا تھا کہ نہ وہ مجھے اندر بلا سکتا ہے اور نہ اس وقت خود کہیں جا سکتا ہے۔ میں نے آپ کا نام لیا تو کہنے لگا کہ اُسے اس وقت مادام ٹی تھری بی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ اس کی پرسنل اسسٹنٹ کس شمار و قطار میں ہے۔"

"یہ گارڈو نے کہا تھا؟"

"ہاں، مادام! میں نے اسی کے الفاظ دہرائے ہیں۔"

"کیا وہ اندر تنہا تھا؟"

"میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا، مادام!"

"کیا کوئی عورت ہے اس کی زندگی میں؟"

"بظاہر تو ایسا نہیں ہے۔ ہم سب ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔"

میڈیلینا کی آنکھوں سے جھنجھلاہٹ ظاہر ہونے لگی تھی۔ اس نے بے حد غصیلے لہجے میں پوچھا۔ "کیا اس نے مادام ٹی تھری بی کا نام لے کر وہ بات کہی تھی؟"

"ہاں، مادام! اسی پر حیرت ہے۔"

"تم جانتے ہو کہ مادام کا نام لے کر کوئی ایسی بات کہنے کی کیا سزا ہے؟"

"مجھے علم ہے مادام!"

"تو پھر تم اُسے سزا دیئے بغیر کیوں واپس آئے؟"

"اگر آپ یہاں موجود نہ ہوتیں تو میں خود ہی فیصلہ کر لیتا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں خود اسے سزا دوں گی۔ گیراج سے گاڑی نکالو۔"

"بہت بہتر مادام!" اُس نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔ اُس کے بعد میڈیلینا بھی اُس کمرے سے نکل کر اپنے اقامتی کمرے میں آئی اور جلدی جلدی لباس تبدیل کرنے لگی! سکرٹ اور بلاؤز کی بجائے جینز اور جیکٹ پہنے اور باہر نکل آئی۔ سیاہ رنگ کی گاڑی پورچ میں کھڑی تھی۔

"تم ڈرائیو کرو گے۔"

"بہت بہتر مادام!" اس نے میڈیلینا کے لئے پچھلی نشست کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

گاڑی پورچ سے نکل کر سڑک پر آئی اور پھر شاید دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ منزل مقصود پر پہنچ گئے تھے۔ گاڑی سڑک ہی پر روکی تھی۔

انجن بند کرا دینے کے بعد میڈیلینا نے ڈرائیور سے پوچھا۔ "کیا تمہیں گارڈ دا سے ایسے جواب کی توقع تھی؟"

"ہرگز نہیں، مادام! مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں نے کوئی خواب دیکھا ہو۔"

"کیا وہ بہت زیادہ پی گیا ہوگا؟"

"وہ سرے سے پیتا ہی نہیں، مادام! بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ پل بھر کی غفلت بھی اُسے گوارا نہیں۔"

"تب پھر کسی ہنگامے کے لئے تیار رہنا۔"

"میں نہیں سمجھا مادام...."

"لیکن تم نے اس سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا تھا۔"

"میں بڑوں کے سامنے زبان کھولتا ہوا ڈرتا ہوں۔"

"اچھی عادت ہے لیکن ضروری تو نہیں ہے کہ تم اپنی ذہانت کو بروئے کار لانا ترک کردو۔ ایسے مواقع پر ضرور بولنا چاہئے۔"

"آئندہ خیال رکھوں گا مادام!"

"اچھا تو اب یہ سوچ کر عمارت میں قدم رکھنا ہے کہ کسی دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے گی۔"

"بہت بہتر مادام! میں مسلح ہوں۔"

"ریوالور ہوگا....؟"

"ہاں، مادام!"

"فضول ہے۔ آس پاس دوسری عمارتیں بھی ہیں۔ چاقو یا خنجر بہتر رہتا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہمارا دشمن بھی یہاں فائرنگ کرنے سے احتراز کرے گا۔"

"لیکن اگر اس نے اتنی احتیاط نہ برتی تو....؟"

"میں نے کہا تھا کہ تم اس کی فکر نہ کرو۔ بس حتی الامکان فائر کرنے سے بچنا۔"

"میں خیال رکھوں گا مادام!"

وہ گاڑی سے اتر کر کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے۔ یہاں گہری تاریکی تھی کیونکہ برآمدے میں روشنی نہیں تھی۔

"کیا اس وقت بھی برآمدے کا بلب روشن نہیں تھا، جب تم یہاں آئے تھے۔" میڈیلینا نے آہستہ سے پوچھا۔

"اس وقت تو روشنی تھی مادام!"

"ریوالور نکال لو۔ میں قفل توڑوں گی۔"

"ریوالور سے۔"

"نہیں، کسی اور طرح۔ ریوالور احتیاطاً نکال لو اور فائر کرنے کے معاملے میں محتاط رہنا۔"

"جان پر بنے بغیر فائر نہیں کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

وہ دونوں بڑی احتیاط سے برآمدے میں داخل ہوئے اور ڈرائیور نے صدر دروازے تک اُس کی رہنمائی کی۔ قفل کے سوراخ سے بھی یہی اندازہ ہوا کہ اندر بھی روشنی نہیں ہے.... میڈیلینا نے کس طرح قفل کھولا تھا اس کا اندازہ ڈرائیور کو نہ ہو سکا۔ دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز اس نے بھی سنی تھی اور میڈیلینا کے ساتھ اندر بڑھتا چلا گیا تھا۔ وہ دیوار سے لگی ہوئی چل رہی تھی اور اس کا بازو چھو کر اُسے بھی دیوار ہی سے لگا دیا تھا۔

پھر اچانک وہ رک گئی اور پیچھے ہاتھ لا کر اُسے بھی رکنے کا اشارہ کیا۔

”ڈرائیور کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ ریوالور کے دستے پر اُس کی گرفت سخت ہو گئی۔

اور ٹھیک اسی وقت کمرہ روشن ہو گیا۔ ساتھ ہی کسی نے اس کے ریوالور والے ہاتھ پر ضرب لگائی اور ریوالور اُس کی گرفت سے نکل کر دور جا پڑا۔ وہ چار افراد کے نرغے میں تھے اور چاروں کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ہوئے پستول تھے۔ چہروں کی بناوٹ کے اعتبار سے پہلی ہی نظر میں ان کی قومیت کا تعین کیا جا سکتا تھا۔ وہ چاروں چینی تھے۔

میڈیلینا نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں لیکن وہ خوفزدہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔

”اوہو! یہ تو پتا نہیں کیا بلا ہے؟“ عقب سے آواز آئی۔”میں سمجھا تھا، تھریسیا ہو گی۔“

میڈیلینا بڑے مطمئن انداز میں آواز کی جانب مڑی۔ اس نے اپنے ہاتھ بھی نہیں اٹھائے تھے، جب کہ اس کے ساتھی کے دونوں ہاتھ اٹھے ہوئے تھے۔

”ارے، تم زندہ ہو؟“ وہ ہنس کر بولی۔ اس کا مخاطب پانچواں دراز قد اور دُبلا پتلا چینی تھا۔

”تم مجھے پہچانتی ہو؟“ چینی نے پوچھا۔

”سنگ ہی کو کون نہ پہچانے گا۔“

”لیکن میں تمہیں نہیں جانتا۔“

”ہاں پہلے کبھی ہماری ملاقات نہیں ہوئی لیکن تم نے میرا نام ضرور سنا ہو گا۔ میڈیلینا... مادام کی چیف آف پرسنل اسٹاف۔“

”نام سنا تھا۔“ سنگ نے لاپرواہی سے کہا۔

”کیا تمہیں، مجھ سے مل کر خوشی نہیں ہوئی؟“

”قطعی نہیں۔ میں سمجھا تھا کہ تھریسیا سے ملاقات ہو گی۔“

”ہاں، تم جانتے ہو گے کہ مادام، اَدنیٰ غلاموں کی زبان سے انکار سننے کی عادی نہیں ہیں۔ ایسے مواقع پر خود سزا دیتی ہیں، مجرموں کو.... لیکن میں نے یہ بیہودہ بات ان تک پہنچنے ہی نہیں دی تھی۔ کیا تم نے گارڈ وا کو مار ڈالا؟“

”میں خوامخواہ نہیں مارا کرتا۔ وہ صرف بیہوش ہے۔“

”خیر.... خیر.... ہاں تو.... اس ملاقات کا مقصد کیا ہے؟“

”تھریسیا سے ملاقات مطلوب تھی۔“ سنگ اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

”مجھے افسوس ہے۔“ میڈیلینا عجیب سے انداز میں مسکرائی۔

”نہیں، تم اس سے میری ملاقات کراؤ گی۔“

”مسٹر سنگ ہی! کیا تم نہیں جانتے کہ مادام سے ملاقات آسان نہیں ہے؟“

”میں اسے آسان ہی بنانا چاہتا ہوں۔“

”بھلا کس طرح! مسٹر سنگ ہی؟“

”تم میری مدد کرو گی۔“

”اگر مجھے معلوم ہو گا کہ وہ کہاں ہیں۔“

”تم اس سے انکار نہیں کر سکتیں کہ وہ آج کل یہیں ہے۔“

”یقیناً میں انکار نہیں کر سکتی۔ لیکن کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ آج کل کہاں مقیم ہیں.... اور تم بھی اچھی طرح واقف ہو، اُن کی عادت سے۔ تم بھی تو کبھی ہمارے بڑے رہ چکے ہو۔“ میڈیلینا نے کہا اور سنگ کو کسی قسم کا اشارہ کر کے اپنے ساتھی کی طرف دیکھنے لگی۔

سنگ کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرائی اور اس نے اپنے آدمیوں میں سے ایک کو متوجہ کر کے چینی زبان میں کچھ کہا۔

دوسرے ہی لمحے میں اس کا پستول میڈیلینا کے ساتھی کی کمر سے جا لگا اور وہ اُسے دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف دھکیلنے لگا۔

اس نے مڑ کر بڑی بے بسی سے میڈیلینا کی طرف دیکھا تھا لیکن وہ سنگ کی طرف متوجہ تھی۔

چینی اُسے دوسرے کمرے میں دھکیل لے گیا اور میڈیلینا مسکرا کر بولی۔”مجھے خوشی ہے، مسٹر سنگ ہی کہ تم تنظیم کے مخصوص اشارے ابھی تک نہیں بھولے۔“

"میں تنظیم کا مخالف نہیں ہوں۔ میرا اختلاف صرف تھریسیا سے تھا لیکن وہ ڈکٹیٹر بن گئی ہے۔ یعنی تھریسیا سے اختلاف کرنا گویا تنظیم ہی سے انحراف ٹھہرا۔"

"میں اس سلسلے میں کچھ کہنے کی جرأت نہیں رکھتی۔"

"اس نے سب کو غلام بنا رکھا ہے۔ بڑوں کی بڑی بن بیٹھی ہے۔"

"پلیز.... مسٹر سنگ! مادام کی شخصیت کو زیرِ بحث نہ لاؤ۔"

"میں کہتا ہوں، تم کس سے کم ہو؟ لیکن افسوس کہ تمہاری جلد کالی ہے۔ اس لئے سفید چمڑی تم پر حکومت کرنے کا حق رکھتی ہے۔"

"تم مجھے ورغلانے کی کوشش کر رہے ہو، مسٹر سنگ!"

"تھریسیا عنقریب ختم ہونے والی ہے۔"

"سب اپنا اپنا وقت گزارتے ہیں، مسٹر سنگ!"

"تمہارا شمار تیسرے درجے کے بڑوں میں ہوگا؟" سنگ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ درست ہے مسٹر سنگ!"

"کیا کسی رنگدار نسل سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد اول درجے کے بڑوں میں شامل ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ دوسرے درجے کے بڑوں میں بھی نہیں ہے۔" میڈیلینا نے کہہ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"ایسا کیوں ہے؟"

"افسوس کہ میں نہیں بتا سکتی۔"

"تم جانتی ہو۔ اچھی طرح جانتی ہو، اس کی وجہ۔"

"محض جاننے سے کیا ہوتا ہے، مسٹر سنگ! اس سلسلے میں کچھ کر تو نہیں سکتے۔"

"لیکن میں کچھ کرنے ہی کے لئے تنظیم سے الگ ہوا ہوں اور تم بہت جلد سنو گی کہ تنظیم کے سارے بڑے رنگدار نسلوں سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔"

"ابھی تک تو اس کے آثار نظر نہیں آئے۔"

"میں اب تک کئی محاذوں پر تھریسیا کو شکست دے چکا ہوں۔"

"ہاں،" وہ سرد لہجے میں بولی۔ "شاید دو یا تین یونٹ، تمہاری کوششوں سے ٹوٹے ہیں۔ لیکن

اس سے کیا ہوتا ہے، مسٹر سنگ؟ جتنے عرصے میں تم نے تین یونٹ توڑے ہیں، دس نئے یونٹ قائم ہو گئے ہیں۔"

"سنو! میں تنظیم کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔" سنگ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "وہ تو میں نے تھریسیا کو محض اس کا نمونہ دکھایا تھا کہ میں کیا کر سکتا ہوں اور تھریسیا میں اب رہا ہی کیا ہے۔ ایک عمران کو تو قابو میں نہ کر سکی۔"

"اس کا معاملہ ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا۔"

"کیا سمجھ میں نہیں آیا؟"

"میرا خیال ہے کہ مادام، اُسے کسی قدر چھوٹ بھی دیتی ہیں۔"

"محض خیال ہی ہے۔"

"عمران کی تلاش تو میرے ہی ذمے ڈالی گئی ہے۔" میڈیلینا نے کہا۔

"لیکن وہ کئی بار کسی چکنی مچھلی کی طرح تمہارے ہاتھوں سے پھسل گیا۔"

"یہ حقیقت ہے، مسٹر سنگ۔"

"اور یہ بھی حقیقت ہے کہ باؤل دے سوف کا نگیٹو اس کے پاس نہیں ہے۔ تھریسیا جیسی زیرک عورت اپنا وقت ضائع کر رہی ہے۔"

"تم بڑے وثوق سے کہہ رہے ہو۔"

"میں عمران کے سلسلے میں یہاں چوتھی پارٹی ہوں۔ میں نے اس کی اور وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری کی گفتگو ٹیپ کی تھی۔"

"کیا عمران نے اس سے بھی یہی کہا تھا کہ نگیٹو ضائع ہو چکا ہے؟"

"اگر نہ کہا ہوتا تو میں بھی اتنے یقین کے ساتھ اس سلسلے میں کچھ نہ کہہ سکتا۔"

میڈیلینا نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جنبش دی۔

"لیکن تم نے اپنے آدمی کو یہاں سے ہٹا دینے کا اشارہ کیوں کیا تھا؟" سنگ نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے عرصے سے تمہاری تلاش ہے، مسٹر سنگ۔"

"میری تلاش.... حالانکہ ہم پہلے کبھی نہیں ملے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"تمہیں، میری تلاش کیوں تھی؟"

"اس لئے کہ میں تھریسیا سے متنفر ہو چکی ہوں اور عمران ہی کے معاملے میں میری نفرت انتہا کو پہنچی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"وہ اسے چھوٹ دیتی ہے۔ اس نے تنظیم کے بعض بہترین اور باصلاحیت افراد کو عمران کے ہاتھوں قتل کرایا ہے۔"

"ہاں، عمران کے ہاتھوں کئی افراد مارے گئے ہیں۔"

"اگر وہ اسے چھوٹ نہ دیتی تو کبھی ایسا نہ ہو سکتا۔"

"ظاہر ہے۔" سنگ ہی بڑے خلوص سے بولا۔

"اول درجے کے بڑوں کو بھی تھریسیا کی تلاش ہے کیونکہ وہ عمران کی سزائے موت پر متفق ہو چکے ہیں اور تھریسیا سے اس کی توثیق چاہتے ہیں لیکن وہ ان کا سامنا محض اس لئے نہیں کرتی کہ عمران کے موت کے پروانے پر دستخط کرنے پڑیں گے۔"

"آخر وہ اسے چھوٹ کیوں دیتی ہے؟" سنگ نے معنی خیز لہجے میں سوال کیا۔

"دلی معاملات بھی ہو سکتے ہیں۔" میڈیلینا کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"ارے نہیں۔" سنگ حقارت سے ہنسا۔

"یقین کرو، مسٹر سنگ! میں عورت ہوں۔ میں اچھی طرح سمجھ سکتی ہوں، ان معاملات کو.... اور سنو.... میرا محبوب بھی عمران کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ میں تو اس کی ہڈیاں چباڈالنا چاہتی ہوں۔"

"قدرتی بات ہے۔ مجھے تم سے ہمدردی ہے، میڈیلینا!" یک بیک سنگ ہی مغموم نظر آنے لگا۔

"میں دونوں سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔"

"بس، تو پھر میری طرف آجاؤ۔"

"تینوں درجوں کے بڑے تھریسیا سے متنفر ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اُسے ختم کر دیا جائے.... نہ صرف ختم کر دیا جائے بلکہ اس کی لاش کی تشہیر بھی کر دی جائے تاکہ کوئی اور اس کی آڑ میں شکار نہ کھیل سکے۔"

"ہاں، وہ تو اب صرف ایک نام ہو کر رہ گئی ہے۔ شاید ہی کسی نے اُسے ان تین برسوں میں دیکھا ہو۔"

"تمہارا اندازہ بالکل درست ہے، مسٹر سنگ! تین سال سے اُسے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔"
میڈیلینا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "وہ محض ایک نام اور ایک آواز ہے۔"

"آواز جو صرف حکم دینا جانتی ہے۔" سنگ نے ٹکڑا لگایا۔

"بڑی سچی بات کہی، تم نے سنگ!"

"تو پھر مجھ سے تعاون کرو گی؟"

"میں بالکل تیار ہوں، مسٹر سنگ!"

"وہ مرکز کہاں ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتی، مسٹر سنگ!"

"کیا تم وہاں کبھی نہیں گئیں؟"

"نہیں، مسٹر سنگ!"

"تمہارا قیام کہاں رہتا ہے؟"

"ایکویڈور کے بعض شہروں میں.... وہیں احکامات ملتے ہیں اور میں کام کرتی رہتی ہوں۔"

"ایکویڈور کے شہروں میں کب سے قیام ہے؟"

"دو سال سے۔"

"تو پھر میں یہ سمجھوں کہ ہماری دوستی مستحکم ہو چکی ہے۔" سنگ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یقیناً...." میڈیلینا نے بھی ہاتھ بڑھایا۔ دونوں نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا تھا۔

"تم یہاں کب تک رہو گی؟"

"پتا نہیں.... جب بھی حکم مل گیا، روانگی ہو جائے گی۔"

"اگر عمران ہاتھ نہ آیا تو....؟"

"فی الحال، میں نہیں جانتی کہ اس صورت میں کیا ہو گا؟"

"اگر ہم نے آپس میں تعاون کرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پھر ہمیں ایک دوسرے کے پروگراموں سے واقف ہونا چاہئے۔" سنگ نے بڑے خلوص سے کہا۔

"ہاں، لازمی بات ہے۔"

"اچھا تو پھر یہاں سے روانگی کے بعد تم کہاں جاؤ گی؟"

"ان دنوں میرا قیام، پیرو کی بندرگاہ ایکویٹوز میں تھا اور میرا خیال ہے کہ پھر وہیں واپس جاؤں گی۔"

"ایکویٹوز میں تو میری بھی تھوڑی سی جائیداد ہے۔" سنگ نے کہا۔

"تب تو بڑی اچھی بات ہے.... لیکن مسٹر سنگ یہاں سے روانگی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب میں اس کا ثبوت پیش کر سکوں کہ عمران کے پاس واقعی باؤل دے سوف کا نگیٹو نہیں ہے۔ کیا تم اس کی اور وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری کی گفتگو کا ٹیپ میرے لئے فراہم کر سکو گے؟"

"کیوں نہیں.... ضرور ضرور۔" سنگ نے کہا۔

"بس تو پھر مادام کو روانگی پر آمادہ کیا جا سکے گا۔"

"میں بہت جلد وہ ٹیپ فراہم کر دوں گا۔ لیکن اب تم سے کیسے اور کہاں ملاقات ہو سکے گی؟"

"کل.... دس بجے.... صبح.... یہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچ جاؤں گا۔"

اور پھر سنگ ہی اپنے ساتھیوں سمیت اس عمارت سے نکل گیا تھا۔

عمران پوری روداد سن لینے کے بعد مسکرایا اور سر ہلا کر بولا۔ "جھوٹ بولنے کے ماہر ہو۔ خیر میں تمہارے لئے ایسا ٹیپ تیار کر دوں گا جس میں فون پر میری اور سر سلطان کی گفتگو ریکارڈ کی گئی ہو۔ لیکن کیا یہ میڈیلینا قابل اعتماد ہو سکتی ہے۔"

"اگر کبھی مجھے ڈبل کراس کرنے کی کوشش کرے گی تو گردن مروڑ دوں گا۔"

"ہاں، تم ایسے ہی ہو۔" عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ اور وہ سوچ رہا تھا کیا سنگ تھریسیا کو نہیں پہچان سکا۔ کچھ بھی ہو خود اسے اس سلسلے میں زبان بند ہی رکھنی چاہئے.... لیکن جوزف؟ وہ بھی جانتا ہے کہ میڈیلینا حقیقتاً کون ہے کہیں باتوں باتوں میں سنگ پر یہ راز منکشف نہ کر دے۔

"تم کیا سوچنے لگے؟" دفعتاً سنگ نے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔ دراصل یہ معاملہ میرے لئے گویا سانپ کے منہ کی چھچھوندر بن گیا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ آخر میں اس میں پڑ کر اپنی مٹی کیوں پلید کروں؟"

"یہ بھی تو سوچو کہ اگر اس میں نہ پڑتے تو تمہارا کیا بنے گا؟ کیا ان حالات میں تم خود کو ظاہر کر سکتے ہو.... اور ظاہر کر دینے کے بعد کیا تمہاری حکومت اپنے دوستوں سے منہ موڑ سکے گی۔ دونوں بڑی طاقتوں سے اس کے تعلقات اچھے ہی ہیں۔"

"تو اس کا مطلب ہوا کہ میں اس وقت خلا میں سانس لے رہا ہوں۔"

"مجھے دیکھو! اپنی سرزمین چھوڑ دینے کے بعد سے میں خود کو ساری دنیا کا بادشاہ سمجھنے لگا ہوں۔"

"اگر خود کو چھپائے رکھنے کی صلاحیت بھی تم میں نہ ہوتی تو پھر دیکھتا کہ کتنے دنوں کی بادشاہت ہوتی۔"

"تم بھی کسی سے کم ہو، بھتیجے! مر جانے کے بعد بھی تم نے اس شدت سے اپنی زندگی کا ثبوت دیا ہے کہ بڑی طاقتوں کے ایجنٹ بھی ناچ کر رہ گئے ہیں۔"

"تو تم مجھے اپنا ہم سفر ضرور بناؤ گے؟"

"ہاں، بھتیجے! تمہیں بھی اس سلسلے میں میرا ساتھ دینا پڑے گا۔ اس کے بعد تمہارے بھی عیش ہوں گے۔"

"لیکن میڈیلینا، مجھے پہچانتی ہے اور تم خود ہی بتا چکے ہو کہ وہ میرے خون کی پیاسی ہے۔"

"میک اپ کے ماہر ہو تم.... اگر تھوڑے سے محتاط بھی رہے تو اس کے فرشتے بھی نہ پہچان سکیں گے۔"

"ہاں، یہ تو ٹھیک ہے۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھی بات ہے تو پھر میں اپنی اور سر سلطان کی گفتگو کا ٹیپ تیار کرتا ہوں۔"

"تم یہیں ٹھہرو۔ اس کے انتظامات کر لینے کے بعد میں تمہیں فون والے کمرے میں بلوالوں گا۔" سنگ نے کہا اور اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف کمرے میں داخل ہوا۔ بے حد چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ سنگ کی عنایت سے اسے دوبارہ زندگی مل گئی تھی۔ عمران نے اسے اشارے سے قریب بلایا۔

"کیا بات ہے، باس؟"

"بہت خاص.... اور اسے ہر وقت یاد رکھنا۔"

"بتاؤ، باس....!"

عمران نے اسے سنگ اور میڈیلینا کی ملاقات کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔ "تم اس سلسلے

میں اپنی زبان بالکل بند رکھنا۔"

"میں نہیں سمجھا، باس!"

"اگر کبھی سنگ، میڈیلینا کا ذکر کرے تو تم اُسے یہ بتانے نہ بیٹھ جانا کہ وہ کون ہے۔"

"میں غیر ضروری باتیں کرتا ہی نہیں، باس! ویسے تم نے اچھا ہی کیا ہے کہ مجھے بتا دیا۔"

"اب شاید ہم ایک بار پھر اُسی کے ساتھ سفر کریں۔"

"کیا وہ مجھے اور تمہیں نہ پہچان لے گی؟"

"یہ بعد کی باتیں ہیں اور اس کا انتظام بھی کر لیا جائے گا۔ بس تم میڈیلینا کے سلسلے میں محتاط رہنا.... بس، اب جاؤ۔"

جوزف چلا گیا اور عمران پھر سوچنے لگا کہ اب اُسے کیا کرنا ہوگا۔ کئی دنوں سے سر سلطان سے رابطہ منقطع رہا تھا اور اسی خدشے کی بناء پر رہا تھا کہ کہیں وہ پھر کوئی تجویز نہ پیش کریں۔ اس کا بھی امکان تھا کہ اس دوران میں کوئی بڑی طاقت حکومت پر اثر انداز ہو ہی گئی ہو۔

تھوڑی دیر بعد سنگ کے ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ وہ اُسے ٹیلی فون والے کمرے میں بلا رہا ہے۔

سر سلطان، عمران کی آواز سنتے ہی بھڑک اٹھے تھے لیکن اس نے بڑی تدبیروں سے انہیں قابو میں کیا اور وہ گفتگو ریکارڈ کی جس کے لئے یہ کھڑاگ پھیلایا گیا تھا۔

"کیا تم اس طرح کسی پارٹی کو مطمئن کرنا چاہتے ہو؟" سر سلطان نے پوچھا اور عمران نے اس سوال کا جواب دیئے بغیر رابطہ منقطع کر دیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بات اس سے آگے بڑھی تو اُسے سب کچھ اُگل دینا پڑے گا اور یہ کسی طرح بھی مناسب نہ ہوتا۔

سنگ مطمئن تھا کہ اب وہ میڈیلینا پر مزید اثر انداز ہو سکے گا۔

"آخر تمہاری اسکیم کیا ہے؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"میڈیلینا کے سہارے تھریسیا تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

"لیکن مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔" عمران نے کہا۔ "میں تو اس مریخ تک دوبارہ پہنچنا چاہتا ہوں۔"

"تھریسیا پر قابو پا لینے کے بعد سب کچھ ممکن ہوگا۔"

"تم کسی اور چکر میں بھی معلوم ہوتے ہو۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"تم کیا سمجھتے ہو؟" سنگ جھنجھلا کر بولا۔ "اس تھوڑی سی مدد کے عیوض میں تمہیں اپنے پیٹ میں اُتار لوں گا۔ اپنے کام سے کام رکھو۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا۔" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"ایک بار کہہ دیا کہ تمہیں اُس جگہ تک پہنچنے میں مدد دوں گا۔ پھر اس کے علاوہ اور کیا چاہتے ہو؟"

"کچھ بھی نہیں۔ میں نے تو اس کی بھی خواہش ظاہر نہیں کی تھی۔ تم خود ہی کود کر سامنے آئے ہو، اب مسلسل بور کئے جا رہے ہو۔"

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ جاؤ سو جاؤ۔"

"شکریہ....!" عمران کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔ وہ کمرے سے نکل کر خواب گاہ کی طرف چل پڑا تھا۔

دروازہ کھولا تو سنگ کی عورتوں میں سے ایک بستر پر دراز نظر آئی۔ عمران جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ وہ ہاتھ ہلا کر بولی۔ "آؤ.... آؤ، میں سوچ رہی تھی کہ تمہارے علاوہ یہاں اور کوئی ایسا نہیں ہے جس سے میں اس خبیث کے بارے میں کچھ معلوم کر سکوں۔"

"کچھ معلوم کر کے کیا کرو گی؟" عمران نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"وہ آخر کس مرگھٹ کا بھتنا ہے؟" وہ بستر سے اٹھتی ہوئی بولی.... اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

"یہی معلوم کر کے اس کا کیا بگاڑ لو گی؟"

"کیا تم مجھے اس سے نجات دلا سکو گے؟"

"سوال یہ ہے کہ میں ایسا کیوں کرنے لگا؟"

"یہاں صرف تم ہی اپنے معلوم ہوتے ہو۔"

"تم اس کے چنگل میں پھنسی ہی کیوں تھیں؟"

"شہر میں کہیں شراب نہیں مل رہی تھی۔ میں ان کی تلاش میں نکلی تھی جو اس کا غیر قانونی کاروبار کرتے ہیں۔ یہ مل گیا اور اس نے کہا کہ میں اس کے اڈے تک چلوں۔ غرض باؤلی ہوتی ہے، چلی آئی.... ایک ہفتہ ہو گیا، پلٹ کر نہیں جا سکی۔ میرے گھر والے سمجھتے ہوں گے کہ یا تو کسی حادثے کا شکار ہو گئی یا کوئی مجھے لے اڑا۔"

"لیکن یہاں تو مفت کی مل رہی ہے، پھر کیوں بھاگنا چاہتی ہو؟"

"میں کسی قیمت پر بھی شراب خریدنے نکلی تھی۔ اتنی معذور تو نہیں ہوں کہ مفت شراب

حاصل کرنے کے لئے اس کی زیادتیوں کا شکار ہوتی رہوں۔"

"میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ شرابی عورتیں مجھے زہر لگتی ہیں۔"

"کیوں، کیا تم نہیں پیتے؟ بہت پارسا ہو۔"

"میں نے تو آج تک چکھی بھی نہیں۔"

"اتنے ہی شریف ہو تو پھر اس کمینے کے پاس تمہارا کیا کام؟"

"تمہاری ہی طرح میں بھی اس کا قیدی ہوں۔"

"لیکن وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کا سا برتاؤ تو نہیں کرتا۔"

"اور اتفاق سے میں عورت بھی نہیں ہوں۔"

"اچھا، اگر میں یہیں تمہارے پاس رہ جاؤں تو....؟"

"میں سر کے بل کھڑا ہو جاؤں گا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"سر کے بل کھڑے ہونے میں سمجھنے کی کیا بات ہے؟ ویسے اب تم چلی ہی جاؤ۔ ورنہ اگر اُس نے دیکھ لیا تو میری بھی شامت آجائے گی۔"

"آخر تم بتاتے کیوں نہیں کہ وہ کون ہے؟"

"اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ وہ منشیات کا اسمگلر ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟"

"کیا تمہارے گھر والے تمہاری اس عادت سے واقف ہیں؟"

"کیوں نہیں.... ہمارے خاندان میں بچوں کے علاوہ سب پیتے ہیں۔"

"اور انہوں نے غیر قانونی شراب کی تلاش کی ذمہ داری عورتوں پر ڈال دی ہے۔"

"ہمارا اپنا ذاتی مسئلہ ہے۔ تمہیں اس سے کیا؟"

"یہ میرا بھی مسئلہ ہے۔ بلکہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔"

"تو پھر اس کمرے سے نکل جاؤ۔"

"تم میری توہین کر رہے ہو۔"

"تم نے میری اجازت حاصل کئے بغیر اس کمرے میں قدم کیوں رکھا؟"

"جا رہی ہوں۔" وہ تنتنا کر اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔

عمران بیٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ "آجاؤ...." اُس نے اونچی آواز میں کہا اور جوزف دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں، باس!"

"عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کیا اور خود بستر پر بیٹھ کر اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں الجھن میں ہوں، باس!"

"کس الجھن میں....؟"

"آخر ہم یہاں سنگ ہی کے ساتھ کیوں ہیں؟"

"کیوں، کیا تو یہاں مزے نہیں کر رہا؟"

"وہ تو ٹھیک ہے، باس! لیکن اس آدمی کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ سچ مچ تمہیں کسی کے ہاتھ فروخت کر دے گا۔"

"کیا کسی خاص بات پر تیری نظر پڑی ہے؟"

"کچھ دیر پہلے میں نے ایک سفید فام آدمی کو یہاں سے نکلتے دیکھا ہے۔"

"یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ بھی اس کے ساتھیوں میں سے ہو۔"

"تو پھر میری کھوپڑی کی وہ رگ کیوں پھڑک رہی ہے جس کا تعلق خطرات کی آگاہی سے ہے۔"

"اس لئے کہ تو اسے اچھا آدمی نہیں سمجھتا۔"

"دیکھو، باس! اس معاملے میں مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں جنگل کا آدمی ہوں۔"

"اس وقت جا کر سو جا۔ صبح کو اس مسئلے پر غور کریں گے۔"

"اور اگر سوتے میں کچھ ہو گیا تو....؟"

"تیرا مقدر...." عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "چل بھاگ، مجھے نیند آرہی ہے۔"

"تم جانو، باس.... میں تو تمہارے ہی لئے پریشان ہو رہا ہوں۔" جوزف اٹھتا ہوا بولا۔

اس کے چلے جانے پر عمران نے دروازہ بولٹ کر دیا تھا۔ جوزف کو اس نے بھگا تو دیا تھا لیکن خود بھی الجھن میں تھا کہ اب کس قسم کا کھیل شروع ہونے والا ہے۔ کیا اس نے سنگ کے لئے

اپنی اور سر سلطان کی گفتگو کا ٹیپ فراہم کر کے غلطی کی ہے؟ اس طرح تو اُس نے گویا تصدیق کر دی تھی کہ اس کی حکومت اسے مردہ تصور نہیں کرتی۔ اُس کا سر سلطان سے رابطہ قائم ہے۔ اب اگر سنگ چاہے تو اُسے بلیک میل بھی کر سکتا ہے۔ لیکن کس سلسلے میں بلیک میل کرے گا.....

اوہ! جہنم میں جائے۔ دیکھا جائے گا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ذرا ہی سی دیر میں سو گیا۔

دوسری صبح سنگ غائب تھا۔ ناشتے کی میز پر اس کے چینی ملازم نے بتایا کہ وہ نصف شب کے بعد ہی کہیں چلا گیا تھا۔

ناشتے کی میز پر جوزف بھی اُسکے ساتھ ہی تھا۔ اس نے معنی خیز نظروں سے عمران کیطرف دیکھا۔ عمران کچھ نہ بولا۔ ناشتہ ختم ہو جانے پر چینی ملازم وہاں سے چلا گیا۔

”تم نے دیکھا، باس!“

”نتیجہ اخذ کرنے میں جلدی مت کرو۔“

”مجھے کیا....؟“ جوزف نے لاپرواہی کے انداز میں شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ ”جہاں تم وہاں میں۔“

”تو بہت زیادہ دور اندیش ہو گیا ہے۔“

”صرف تمہارے لئے، باس! مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے۔“

”میری بھی بہت زیادہ فکر نہ کیا کر۔“

”بس، اس سے خوف کھاتا ہوں کہ کہیں تنہا نہ رہ جاؤں۔“

”اس کے بعد تجھے یہ پہاڑ سی زندگی تنہا کاٹنی پڑے گی۔“

”یہی سمجھ لو، باس!“

”ابے چپ۔“ عمران نے کہا۔

❂

سنگ نے گارڈوا کی قیام گاہ پر پہنچ کر کال بیل کا بٹن دبایا ہی تھا کہ دروازہ کھل گیا اور میڈیلینا کی آواز آئی۔ ”کم اِن پلیز.... مسٹر سنگ!“

”کیا تمہارا وہ آدمی اب بھی یہیں موجود ہے.... جس کے توسط سے تم تک میری رسائی ہوئی تھی۔“ سنگ نے اندر قدم رکھتے ہی پوچھا۔

”اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“ میڈیلینا بولی۔ ”اسے پچھلی رات ہی یہاں سے ہٹا دیا گیا تھا۔“

”میں اس گفتگو کا ٹیپ لایا ہوں۔“

”میں اسے سنوں گی۔ عمران بے حد مکار آدمی ہے۔“

”اس میں کیا مکاری کر سکتا ہے؟“

”اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ مادام کا قول ہے۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے لیکن اس ٹیپ میں ذرہ برابر بھی شبہے کی گنجائش نہیں ہے۔“

سنگ نے کیسٹ اس کے حوالے کر دیا۔ میڈیلینا اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گئی۔ سنگ بڑے محتاط انداز میں اُس کے پیچھے چل پڑا تھا اور بڑے پیار سے اُس کی دلکش چال کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ وہ بھی پتا نہیں کیوں اس وقت کچھ زیادہ ہی لچک رہی تھی۔

کمرے میں پہنچ کر وہ رکی اور بولی۔ ”میں اسے باقاعدہ ٹسٹ کروں گی۔“

”ٹھیک ہے، ضرور کرو۔“ وہ ہنس کر بولا۔ ”سنگ ہی پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔“

”دو اور دو چار والی بات ٹھیک ہوتی ہے، مسٹر سنگ ہی۔“

اس نے کیسٹ ایک ٹیپ ریکارڈر میں لگایا اور اس کا سوئچ آن کر دیا۔ کچھ عجیب سی وضع کا ٹیپ ریکارڈر تھا۔ جس کا ایک تار کمپیوٹر قسم کی ایک مشین سے بھی منسلک تھا۔ ریکارڈر میں ٹیپ چل رہا تھا لیکن آوازیں نہیں سنائی دیتی تھیں البتہ کمپیوٹر حرکت میں آ گیا تھا، جس کی آواز کمرے کی محدود فضا میں گونج رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کمپیوٹر سے کسی قدر مختلف سی آواز نکلی اور اس سے ایک کارڈ برآمد ہوا۔ میڈیلینا نے آگے بڑھ کر کارڈ اٹھا لیا اور اُسے بغور دیکھتی رہنے کے بعد بولی۔ ”ٹھیک ہے۔ یہ عمران ہی کی آواز ہے۔“

”دیکھو، تم نے خلوص سے تعاون کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے میں تمہیں فریب دے ہی نہیں سکتا۔“ سنگ مسکرا کر بولا۔

”یہ بہت اچھا ہوا، اب مادام کو یقین آ جائے گا۔“

”اب تم مجھے اپنا پروگرام بتاؤ۔“

”دو گھنٹے بعد یہیں کے نمبر پر مجھے رنگ کرنا۔ فون نمبر لکھ لو۔“ سنگ نے نمبر نوٹ کئے اور

مزید کچھ کہے بغیر وہاں سے روانہ ہو گیا تھا۔ نہ جانے کیوں اس وقت وہ اس عورت کے بارے میں کسی قدر الجھن میں مبتلا ہو گیا تھا۔ عجیب سی خلش تھی جسے وہ کوئی نام نہ دے سکا۔

اپنی قیام گاہ پر واپس پہنچ کر سب سے پہلے عمران ہی سے ملا۔ عمران اُس کمرے میں تھا، جہاں جنوبی امریکہ کے متعدد نقشے دیواروں پر لٹکے ہوئے تھے۔

"اوہو.... تم یہاں ہو؟" سنگ نے حیرت سے کہا۔

"تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے؟"

"حیرت...." سنگ ہنس کر بولا۔ "حیرت کیوں ہوتی، بھلا؟"

"اپنی بات کرو۔ کس مرحلے میں ہو؟"

"وہ ٹیپ لے گئی ہے۔ دو گھنٹے بعد اپنے پروگرام سے آگاہ کرے گی۔"

"آخر یہ عورت میڈیلینا کس قدر با اختیار ہے؟"

"تھریسیا کی چیف آف پرسنل اسٹاف کو جیسی ہونا چاہئے ویسی ہی ہے اور میں کیا بتاؤں؟" وہ سسکاری لے کر رہ گیا اور عمران اُسے مضحکانہ انداز میں دیکھنے لگا۔

"اس طرح مت دیکھو، پیارے!" سنگ مسکرا کر بولا۔ "اتنی دلکش سیاہ فام عورت آج تک میری نظر سے نہیں گزری۔"

عمران ایک بار پھر سوچنے لگا کیا اُسے آگاہ کردے کہ وہ تھریسیا کے چکر میں براہِ راست پڑ گیا ہے۔

"میں نے محسوس کیا ہے۔" سنگ بولا۔ "اسکے ذکر پر تم کسی قسم کی تشویش میں مبتلا ہو جاتے ہو؟"

"کیا مجھے نہ ہونا چاہئے۔ جب کہ تم پہلے بھی ایک بار ایک ایسی سیاہ فام عورت کے چکر میں پڑ چکے ہو، جو حقیقتاً تھریسیا تھی۔"

"مجھے یاد ہے لیکن وہ تھریسیا نہیں ہے۔"

"تم کس طرح کہہ سکتے ہو؟"

"کیا تم مجھے لونڈا سمجھتے ہو؟"

"چچا سمجھتا ہوں۔" عمران مسکرا کر بولا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ یہ ساری دنیا میں ہوشیار ترین آدمی مشہور ہے اور چونکہ اُسے اس سیاہ فام عورت کی کوئی بات متاثر کر گئی ہے اس لئے وہ اُس کے سلسلے میں ایسی احمقانہ باتیں کر رہا ہے۔ اچھا

چچا سلمہ، تم بھی کیا یاد کرو گے۔ میں اب اپنی زبان بند ہی رکھوں گا۔

"تم ان نقشوں میں کیا دیکھ رہے تھے؟" سنگ نے موضوع بدل دیا۔

"یہی کہ شاید گدھی کے بچے والے نقشے میں پیرو کا بھی کچھ حصہ شامل تھا اور اب جب کہ تم نے ایکویٹوز کا حوالہ دیا ہے تو پورا نقشہ ایک بار پھر ذہن میں چمک اٹھا ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہماری پہلی منزل ایکویٹوز ہی ہے۔"

"اگر ایکویٹوز ہی منزل ہے تو تم اپنے چچا کی شہنشاہیت بھی دیکھ لو گے۔"

"کیا مطلب....؟"

"پورٹ کا بادشاہ کہلاتا ہوں۔"

"عمران کچھ نہ بولا۔ وہ پھر ایک نقشے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

میڈیلینا سے ملاقات کے ٹھیک دو گھنٹے بعد سنگ نے گارڈوا والے مکان کے فون نمبر ڈائل کئے۔ فوراً ہی کال ریسیو کی گئی تھی اور دوسری طرف سے میڈیلینا ہی کی آواز آئی تھی۔

"بات بن گئی ہے۔" اس نے کہا۔ "اب شاید جلد ہی یہاں سے روانگی ہو جائے۔ ویسے کیا تم میرے لئے بھی ایک کام کر سکو گے؟"

"بتاؤ، کیا کام ہے، شاید کر ہی سکوں؟" سنگ نے بڑے خلوص سے کہا۔

"عمران کو تلاش کر دو۔ یہ میرا ذاتی کام ہے۔ اس کے عوض جو بھی چاہو گے، مجھے اس سے انکار نہ ہو گا۔"

سنگ نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اس وقت کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔

'اُسے تلاش کرنا پڑے گا۔ کچھ دنوں پہلے وہ میری نظر میں تھا لیکن اب اس کا سراغ کھو چکا ہوں۔"

"تین دن کے اندر اندر اگر یہ کام ہو جائے تو کیا کہنے۔" میڈیلینا نے کہا۔

"اس سلسلے میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ ویسے یہ بھی ممکن ہے کہ اب وہ خود میری تاک میں ہو لیکن یقین کرو کہ میں تمہارے اس ذاتی کام کے سلسلے میں ضرور کوشش کروں گا۔ ہاں، تو پھر اب تم سے ملاقات کی کیا صورت ہو گی؟"

"میں یہیں گارڈوا کے مکان میں قیام کروں گی۔ جب چاہو، ملاقات کر سکتے ہو۔ لیکن مقامی پولیس کو پیچھے نہ لگا لانا۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ان حقیر کیڑوں کی کیا حقیقت ہے، پتا نہیں، کب سے یہاں مقیم ہوں۔"

"تم نے کس جگہ اس کا سراغ کھویا تھا۔" میڈیلینا نے سوال کیا۔

سنگ کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں اور اس نے کہا۔ "تین دن پہلے کی بات ہے، کیلی گراہم کے ساتھ مقیم تھا، پھر وہاں کچھ گڑبڑ ہو گئی اور وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔"

"کیا گڑبڑ ہوئی تھی؟"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ شاید کسی پارٹی نے عمران پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آیا تھا۔ شاید فائرنگ بھی ہوئی تھی۔"

"بہر حال، اگر وہ تین دن تک نہ ملا تو پھر ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔"

"کہاں....؟"

"مجھے تو ایکویٹوز ہی جانا پڑے گا۔"

"تو پھر کیا پروگرام رہے گا؟"

"میں تمہیں بتا دوں گی۔ بس اب تم عمران کی تلاش شروع کر دو۔" میڈیلینا کی آواز آئی اور رابطہ بھی منقطع ہو گیا۔ سنگ نے بُرا سا منہ بنا کر ایک گندی سی گالی دی اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

وہ بہت زیادہ متفکر نظر آنے لگا تھا۔ شاید سوچ رہا تھا کہ عمران کے سلسلے میں اسے کیا کرنا چاہئے۔

ٹھیک اسی وقت عمران بھی اس کمرے میں داخل ہوا اور سنگ اس طرح چونک پڑا جیسے چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا ہو۔ عجیب کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "تین دن بعد وہ یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔"

"کہاں؟"

"ایکویٹوز...."

"جہاں کے تم بادشاہ ہو۔"

"کیوں فضول بکواس کر رہے ہو؟" سنگ جھنجھلا کر بولا۔

"ہائیں.... ہائیں.... کیا مطلب؟"

"غیر ضروری باتیں بہت کرتے ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ اب اس نے کوئی شرط اور لگائی ہے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"کہہ دو جو کچھ بھی کہنا ہے۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ دوبارہ گم ہو جاؤ۔"

"میں سمجھ رہا ہوں کہ اس کی دوسری شرط کیا ہو سکتی ہے۔"

"جتنی جلد ممکن ہو.... نکل جاؤ، یہاں سے اور مجھے قطعی علم نہ ہونا چاہئے کہ تم کہاں ہو؟"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا لیکن اس عورت سے ہوشیار رہنا۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"ایک بار پھر آگاہ کر دوں کہ وہ خود ہی تھریسیا بھی ہو سکتی ہے۔"

"اگر ایسا ہوا تو میری تقدیر کھل جائے گی۔"

"ہو سکتا ہے اب ہماری ملاقات ایکویٹوز ہی میں ہو۔" عمران نے کہا۔

"لیکن یہ بھی سن لو کہ وہاں میں تمہارا دشمن ہی ہوں گا۔ مجھ سے دور ہی دور رہنا۔"

"ہم ہمیشہ وقتی طور پر دوست بنتے ہیں اور دشمنوں کی طرح جدا ہو جاتے ہیں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے.... اور ہاں، تم بھی میرے یہاں سے رخصت ہونے کے بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ جگہ چھوڑ دینا.... میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے لئے گمشدہ ہی رہو۔" عمران نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ وہ سوچ رہا تھا ہو سکتا ہے تھریسیا نے سنگ کی نگرانی شروع کرا دی ہو۔ لہٰذا یہاں سے نکلنے میں بہت احتیاط برتنی پڑے گی۔

اخبارات میں آج اس شہ سرخی کے علاوہ اور کوئی خاص خبر نہیں تھی کہ نیویارک کے تین اسکائی اسکریپرز حیرت انگیز طور پر زمین بوس ہو گئے اور ساتھ ہی زیرولینڈ کے پراسرار براڈ کاسٹنگ سروس سے یہ دھمکی بھی نشر ہوئی ہے کہ اگر اس سال کے بجٹ کا دسواں حصہ امریکہ نے زیرولینڈ کے حوالے نہ کیا تو خلا میں تباہ ہو جانے والی اسکائی لیب کے ٹکڑے مزید تباہی پھیلائیں گے۔ زیرولینڈ کے ریڈیو نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اسکائی لیب کے ٹکڑوں کو خلا ہی میں روک بھی رکھا جا سکتا ہے اور حسبِ منشاء انہیں دنیا کے دوسرے مقامات پر بھی تباہی پھیلانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ساری دنیا ایک بار پھر ہیجان کا شکار ہو گئی تھی اور بڑے ملکوں کے ریڈیو اسٹیشن اس سلسلے میں

خاص بلیٹن نشر کر رہے تھے اور اس بات کی سفارش خاص طور پر کی جا رہی تھی کہ اس خطرناک تنظیم کے خاتمے کے لئے کم از کم وقتی طور ہی پر بڑی طاقتوں کو متحد ہو جانا چاہئے۔

عمران نے یہ خبر مانا اُوز میں پڑھی تھی۔ وہ تنہا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ جوزف بھی تھا۔ دونوں ہی میک اپ میں تھے اور اسی میک اپ میں انہوں نے مانا اوز تک کا سفر کیا تھا۔ جوزف اس شہر کو دیکھ کر متحیر تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ شہر زمین سے اُگا ہو، یا دریائے امیزن میں بہتا بہتا اس جگہ کنارے سے آ لگا ہو۔

"باس! یہ کیسا شہر ہے؟" اس نے عمران سے کہا۔ "نہ یہاں کہیں سے کوئی ریلوے لائن آئی ہے نہ سڑک!"

"اس کے باوجود یہ اتنا آباد ہے اور ساری دنیا سے اس کا رابطہ ہے۔ بحری اور ہوائی جہاز ہی یہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"لیکن تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تمہیں تو ایکویٹوز جانا تھا؟"

"میرے لئے یہی آسان ترین راستہ ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن ایکویٹوز، برازیل میں تو نہیں ہے، باس!"

"پیرو کی ایک بندرگاہ ہے۔"

"اور میرا خیال ہے کہ یہاں سے فاصلہ بھی بہت ہے۔"

"ہزاروں کلومیٹرز کی بات ہے لیکن ہم یہاں سے پورا سفر دریائی راستے سے نہیں کریں گے۔ یہاں سے طیارے کے ذریعے سرحدی شہر بنجامن کانسٹینٹ تک پہنچیں گے اور وہاں سے بقیہ سفر دریاؤں میں ہوگا۔"

"اتنے چکر کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھے ایکویٹوز ہی چلے چلتے۔"

"جنگلوں میں داخل ہونے سے پہلے میں انہیں سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"تم جانو، باس! میں تو حکم کا بندہ ہوں۔"

"ایک بات اور بھی ہے۔ شاید سنگ بھی ایکویٹوز تک پہنچنے کے لئے یہی راستہ اختیار کرے۔"

"یعنی تمہیں یقین نہیں ہے۔"

"فی الحال میں صرف امکانات کو دیکھ رہا ہوں۔"

"آخر اچانک تم دونوں کے درمیان یہ بے لطفی کیسے پیدا ہو گئی تھی؟"

"اس نے خود ہی مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں کچھ دنوں کے لئے پھر گمشدہ بن جاؤں۔" عمران نے کہا اور میڈیلینا کی کہانی سنانے لگا۔

"تو وہ سور کی بچی ابھی تک تم پر اُدھار کھائے بیٹھی ہے۔" جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "تو سنگ ہی بھی جانتا ہے کہ وہ تھریسیا ہی ہے۔"

"نہیں وہ، اُسے پہچان نہیں سکا!"

"اور تم نے بھی اسے نہیں بتایا، باس؟"

"میں نے اُسے بتانے کی کوشش کی تھی۔ یعنی شبہ ظاہر کیا تھا کہ کہیں وہ خود تھریسیا ہی نہ ہو لیکن اُس نے مجھ سے اتفاق نہیں کیا۔"

"تب تو ضرور مارا جائے گا۔" جوزف خوش ہو کر بولا۔

عمران خاموش ہی رہا۔ وہ مانا اُوز کے ماچو پیچو ہوٹل میں ٹھہرے تھے.... اور عمران بھی جوزف ہی کی نسل کا لگتا تھا۔ یہاں بے شمار سیاہ فام لوگ تھے اور وہ بھی انہی کی بھیڑ میں گم ہو کر رہ گئے تھے لیکن جوزف کو اس کی فکر کھائے جا رہی تھی کہ عمران اب جو کچھ کر رہا تھا اس کی نوعیت سرکاری نہیں تھی۔ لہٰذا اخراجات کہاں سے اور کس طرح پورے ہوں گے؟ عمران سے بھی آخر کار پوچھ ہی بیٹھا۔

اور عمران ایک زوردار قہقہہ لگا کر بولا۔ "اس طرح میری ایک بہت بڑی خواہش پوری ہونے والی ہے۔"

"بچپن ہی سے مجھے بھیک مانگنے کا شوق ہے لیکن میں اپنے ملک میں یہ شوق پورا نہیں کر سکا۔ یہاں ٹرائی کروں گا۔"

"ارے نہیں، باس!" جوزف نے دانت نکال دیئے۔

"پھر کیا صورت ہوگی.... اب یہ جو پچھتر ڈالر یومیہ کا کمرہ لے رکھا ہے.... کھانا پینا اور تمہاری بوتلیں.... یہ سب آخر کہاں سے نکلے گا؟"

"اگر یہ بات ہے، باس!" جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔ "تو پھر میں خود بھیک مانگ لوں گا۔ تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اچھا، خاموش بیٹھ۔ یہ تیرا مسئلہ نہیں ہے۔"

"نہیں، باس! میں اس سلسلے میں بہت پریشان ہوں۔"

"خاموش.... دیکھ، وہ لڑکی مجھے غور سے دیکھ رہی ہے۔" عمران نے کہا اور خود بھی اس لڑکی کی جانب متوجہ ہو گیا، جو لاؤنج میں داخل ہو کر زینوں کے قریب ہی رک گئی تھی۔ پھر آگے بڑھی اور سیدھی عمران ہی کی طرف آئی۔

"مسٹر ڈھمپ....؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں.... اور یہ لاوافنگا...." عمران نے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں نگیلا ہوں۔" اس نے عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر جوزف کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

جوزف حیرت سے منہ کھولے کھڑا تھا۔ نگیلا نے عمران سے پوچھا۔ "کیا ہم یہیں گفتگو کریں گے؟"

"نہیں، کمرے میں چلو۔" عمران نے کہا اور دوسری طرف مڑ گیا۔ اس نے جوزف کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ کمرے میں پہنچے اور عمران نے نگیلا سے بیٹھنے کو کہا۔ نگیلا، جوزف کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں ہے۔ اس کی موجودگی میں بھی ہر قسم کی گفتگو ہو سکتی ہے۔"

اس نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور کرنسی نوٹوں کی تین گڈیاں نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیں۔

جوزف کا حیرت سے کھلا ہوا منہ جھٹکے کے ساتھ بند ہو گیا۔ اور اس نے اتنی سختی سے جبڑے بھینچے کہ گالوں کے عضلات ابھر آئے۔

عمران نے گڈیاں لے کر میز کی دراز میں ڈال دیں اور نگیلا سے پوچھا۔ "اس آدمی کے بارے میں کیا خبر ہے؟"

"آج رات کو کسی وقت اطلاع مل جائے گی۔"

"میں یہیں رہوں گا۔ تم جس وقت چاہو، مجھ سے رابطہ قائم کر سکتی ہو۔"

"بہت بہتر...." وہ اٹھتی ہوئی بولی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی.... عمران بیٹھا ہی رہا تھا۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا یہ بھیک ملی ہے، باس؟"

"اب میں کیا کروں کہ وطن سے اتنی دور رہ کر بھی میں اپنی یہ خواہش پوری نہ کر سکا۔"

"تم کبھی میری سمجھ میں نہیں آؤ گے، باس!"

"لڑکی کیسی تھی؟"

"میں کیا جانوں....؟"

"اپنے معیار کو مدِ نظر رکھ کر بتا کہ کتنی حسین تھی؟"

"اب وہ آنکھیں ہی نہیں رہیں، باس.... بس، لڑکی تھی۔ کیسی تھی، میں نہیں بتا سکوں گا.... لیکن تمہیں کسی کے حسن سے کیا سروکار؟ بڑی نئی نئی باتیں کر رہے ہو، باس!"

"آب و ہوا بدل گئی ہے۔"

"اس قصے کو ختم کرو۔ یہ بتاؤ.... کیا بس، ہم ہی دونوں سفر کریں گے؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ابھی تو مجھے اُن پارٹیوں کو دیکھنا ہے کہ کون کدھر کا رخ کرتی ہے۔"

"میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیا کر سکو گے، باس؟"

عمران کچھ نہ بولا۔ ویسے جوزف نے فوراً ہی محسوس کر لیا کہ شاید اُسے اس کا یہ جملہ پسند نہیں آیا پھر جلدی سے بولا۔ "میرا مطلب تھا، باس کہ پہلے بھی جب کبھی ہم کسی مہم پر نکلے ہیں تو تمہارے ماتحت ساتھ ہوتے تھے۔ بے سروسامانی کے عالم میں کبھی نہیں نکلے.... اور یہ تو بہت بڑا معاملہ ہے۔ اتنا بڑا کہ بڑی طاقتیں اس میں دلچسپی لے رہی ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں تو کیا کہنا چاہتا ہے لیکن پہلے کبھی ایسے حالات سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔ بھلا کبھی اس طرح مر جانے کا اتفاق بھی ہوا تھا۔ لہٰذا ہمیں اس کا ثبوت دینا ہو گا کہ ہم زندہ نہیں ہیں۔"

"میں معافی چاہتا ہوں، باس! بھلا مجھے اس سے کیا سروکار کہ تم کس طرح کام کرتے ہو مجھے تو صرف تمہارے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے۔"

"اسی لئے میں صرف تجھے ساتھ لایا ہوں۔"

"اور میں خواہ مخواہ تمہیں بدل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"میں سوچ رہا تھا کہ یہاں ہوٹل میں بیٹھ کر ہم حالات سے کس طرح باخبر رہ سکیں گے۔"

جوزف نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلا دیا۔ "ہمیں باہر نکلنا چاہئے۔"

لیکن وہ کمرے سے نکل کر صرف لاؤنج تک آئے اور وہیں بیٹھ گئے۔ دراصل عمران ابھی تک راہ عمل کا تعین نہیں کر سکا تھا۔ اپنے ملک سے باہر نکل آنا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ کسی مجبوری کے تحت وہاں اتنے دنوں نہیں رکا رہا تھا۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ کس سے مل کر کام کیا جائے۔ لیکن ہر طرف کی نیتوں میں کھوٹ ہی کھوٹ نظر آیا تھا۔ اس لئے اس نے بین الاقوامی کانفرنس کی تجویز پیش کی تھی یا کم از کم وہ چار ممالک تو اکٹھا ہو ہی جاتے جن کے ذمہ دار افراد کو تھریسیا نے اپنے "مریخ" کی سیر کرائی تھی۔ لیکن اس کی یہ تجویز بھی دام تزویر کا شکار ہو گئی تھی اور پھر سنگ ہی سے ملاقات ہو گئی تھی۔ جس کی وہاں موجودگی کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر جس طرح اس سے گلو خلاصی ہوئی تھی۔ اس کا تقاضا یہی تھا کہ جلد از جلد وہ ملک سے نکل کھڑا ہوتا۔

"یہاں بیٹھنے سے کیا فائدہ، باس؟" دفعتاً جوزف نے کہا اور عمران چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہاں لاؤنج میں تین چار بوڑھے اونگھ رہے تھے۔

اچانک ان میں سے ایک کو کھانسی آئی اور اس کے قریب بیٹھا ہوا دوسرا بوڑھا بھی چونک پڑا۔

"ارے بھئی، سنا تم نے؟" کھانسنے والے نے کھانسیوں پر قابو پا کر دوسرے سے کہا۔ "یہ خوب ہوائی چھوڑی ہے، کسی نے، کہ زیرولینڈ والوں کا "مریخ" برازیل میں کہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" دوسرے نے سر ہلا کر کہا۔

"قطعی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ لوگ سب سے پہلے ہماری حکومت پر دباؤ ڈالتے...."

"پھر اس افواہ کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟" دوسرے نے پوچھا۔

"اسکے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ بڑی طاقتیں اسی بہانے یہاں اپنے اڈے قائم کرنا چاہتی ہیں۔"

"تو پھر یہ زیرولینڈ والے کہاں سے اس قسم کی تباہی پھیلا رہے ہیں؟"

"بالکل ڈھونگ ہے۔" پہلے بوڑھے نے کہا۔ "یہ سب روس کی شرارت ہے۔ امریکہ کو اس طرح نقصان پہنچا رہا ہے۔ زیرولینڈ کا ہوا اسی کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ اسے لکھ لو۔ آخر میں یہی معلوم ہوگا۔"

"بات قرین قیاس ہے۔" دوسرا بولا۔

"میں نے عملی سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ لیکن بین الاقوامی سیاست پر میری گہری نظر ہے۔"

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" دوسرا جو اپنی غنودگی کے غارت ہونے پر کچھ اُکھڑا سا نظر آ رہا تھا، سر ہلا کر بولا۔

"بہر حال، ہماری حکومت کو چاہئے کہ اب یہاں غیر ملکیوں کے داخلے پر پابندی لگا دے۔"

"لیکن اس سے ہماری تجارت متاثر ہو گی۔" دوسرے نے کہا۔

"ہاں، اسے بھی دیکھنا پڑے گا۔" دوسرا اس سے متفق ہو گیا۔

عمران نے جوزف کی طرف دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی اور اٹھ گیا۔ وہ دونوں زینے طے کر کے نچلی منزل پر آئے.... جگہ جگہ لوگ اسی مسئلے پر گفتگو کرتے نظر آئے۔

"کیوں نہ شہر ہی دیکھ لیں، باس!" جوزف نے کہا۔

"اسی لئے اٹھا تھا۔" عمران بولا۔

وہ ایک بس میں بیٹھ گئے لیکن اُنہیں قطعی نہیں معلوم تھا کہ جانا کہاں ہے۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "جہاں دل چاہے گا، اُتر جائیں گے اور پھر ہوٹل کا نام بتا کر یہیں واپس بھی آ سکتے ہیں۔"

"اور کیا، باس! جب جگہ جانی بوجھی نہ ہو تو یہی کیا کرتے ہیں۔"

ایک بھرے پُرے بازار میں وہ بس سے اُتر گئے۔ یہاں بھی وہی چرچے تھے۔ لوگوں میں خاصی سراسیمگی پائی جاتی تھی۔ ایک جگہ ایک مسخرہ مجمع لگائے چیخ رہا تھا۔ "سنو، لوگو! اگر امریکہ نے زیرولینڈ والوں کو خراج ادا نہ کیا تو جانتے ہو، کیا ہوگا؟ سوچو غور کرو.... نہیں سمجھ میں آتا.... اچھا تو سنو میں بتاتا ہوں۔ آسمان سے بیئر کی بوتلیں برسیں گی۔"

لوگوں نے قہقہے لگائے۔ جوزف بھی ہنسنے لگا اور عمران نے اُسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کہیں رکنے کی ضرورت نہیں ہے.... اور میں تو اب سوچ رہا ہوں کہ ہمیں، ماناؤز میں رکنا ہی نہ چاہئے۔ لیکن چونکہ کل مجھے یہاں ایک آدمی سے ملنا ہے اس لئے رات تو گزارنی ہی پڑے گی۔ ویسے یہاں کے حالات بہتر نظر نہیں آتے۔"

"میں نہیں سمجھا، باس!"

"کسی وقت بھی کوئی ایسا واقعہ ہو سکتا ہے کہ ہم دشواری میں پڑ جائیں۔ یعنی یہاں سے آگے ہی نہ بڑھ سکیں۔"

"وہ واقعہ تمہاری دانست میں کس قسم کا ہو سکتا ہے؟"

"ماناؤز سے کہیں اور جانے والوں کی چیکنگ شروع ہو سکتی ہے۔"

"اور ہمیں ہر حال میں آگے جانا ہے۔"

"کل ہی اس شخص سے ملاقات کے بعد بنجامن کانسٹینٹ فلائی کر جائیں گے۔"

"اگر اس سے پہلے ہی کوئی اُفتاد پڑ گئی تو....؟"

"دیکھا جائے گا۔ ذہن کو زیادہ نہ اُلجھاؤ۔" عمران نے کہا اور دفعتاً چلتے چلتے رک گیا۔

"کیا بات ہے، باس؟"

"اُدھر دیکھو....." عمران نے سر کی جنبش سے بائیں جانب اشارہ کیا۔

"اوہ.... باس!" جوزف آہستہ سے بولا۔ "یہ تو پی سن ہے۔"

"تم نے ٹھیک پہچانا۔ یہ وہی ہے۔"

پی سن سنگ ہی کے اُن ملازمین سے تھا جن سے کچھ ہی دنوں پہلے اُن کا سابقہ رہ چکا تھا۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" جوزف بولا۔

"اس کی فکر نہ کرو، اب ہمیں اس پر نظر رکھنی ہے۔"

"تمہارا اندازہ بالکل درست نکلا، باس!"

پی سن، پستہ قد اور بھاری بھرکم آدمی تھا اور زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ اس لئے وہ ٹہلنے کے سے انداز میں بھی اس کا تعاقب جاری رکھ سکتے تھے۔

وہ بازار میں اشیائے خوردنی کی خریداری کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور ملازم دکھائی دیا۔ اس نے بھی ایک وزنی تھیلا اپنے کاندھے پر لاد رکھا تھا۔ پھر ان دونوں نے سارا سامان ایک گھوڑا گاڑی پر رکھ دیا تھا لیکن شاید ابھی کچھ اور بھی خریدنا تھا اس لئے روانگی نہیں ہوئی تھی۔

"لیکن باس!" جوزف آہستہ سے بولا۔ "اگر یہ گھوڑا گاڑی پر گئے تو پھر ہم کیا کریں گے؟"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ پھر آہستہ سے کہا۔ "ہم بھی کچھ تھوڑی سی خریداری کر ڈالیں۔ ایک گھوڑا گاڑی کرائے پر حاصل کر لیں گے۔"

"اور اگر وہ اسی دوران میں روانہ ہو گئے جب ہم خریداری کر رہے ہوں تو....؟"

"واقعی یہاں کی مرطوب ہوا میرے ذہن پر اچھا اثر نہیں ڈال رہی۔"

"ہم گھوڑا گاڑی کے ساتھ ساتھ پیدل ہی چل سکیں گے، باس! مرطوب آب و ہوا والی بات پر یاد آیا.... یہ ہوا گھوڑوں کو بھی نہیں چھوڑتی.... یہ دوڑ نہیں سکتے۔"

جوزف کا خیال غلط نہیں نکلا تھا۔ سامان بار کر کے وہ دونوں ملازمین بھی گاڑی پر بیٹھ گئے تھے اور انہوں نے پیدل ہی گھوڑا گاڑی کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔

"میں اس ہوا سے بڑی الجھن محسوس کر رہا ہوں۔" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"تم تو بیئر بھی نہیں پیتے، باس! ورنہ کسی قدر سکون محسوس کرتے۔" جوزف نے ہنس کر کہا۔

"کیا ان چیزوں کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں ہے، اس کا؟"

"کافی سے بھی کسی قدر کام چلتا ہے۔ بلیک کافی خوب پیو۔"

"اور ربڑ کے گولے بھی حلق سے اتاروں۔ ربڑ کی بو سے بھی دماغ پراگندہ رہتا ہے۔"

"بدبوئیں تو تمہیں جگہ جگہ پریشان کریں گی، باس.... یا پھر استوائی خطے سے نکل بھاگو۔"

گھوڑا گاڑی زیادہ دور نہیں رہ گئی تھی۔ ایک چار منزلہ عمارت کے سامنے رک گئی اور وہ دونوں اس پر سے سامان اُتارنے لگے۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "میں دیکھتا ہوں کہ ان کا قیام کس حصے میں ہے؟"

"پھر وہ ان دونوں کے پیچھے چلا گیا تھا اور جوزف وہیں کھڑا رہا تھا۔ جوزف سوچنے لگا۔ آخر کس طرح یہ سب کچھ ہو گا؟ ایسی بے سروسامانی کے عالم میں تو کبھی نہیں نکلے تھے۔ نہ جانے کیوں لفظ "بے سروسامانی" بُری طرح اس پر مسلط ہو گیا تھا۔

دفعتاً وہ چونک پڑا۔ عقب سے کسی نے شاید اُسے مخاطب کیا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور اسی لڑکی نگیلا کو مقابل دیکھ کر متحیر رہ گیا، جو کچھ دیر قبل عمران کے لئے کرنسی نوٹوں کی گڈیاں لائی تھی۔

"تم شاید مسٹر فنگا ہو؟"

"ہاں، لاوافنگا۔" جوزف سر ہلا کر بولا۔ پاسپورٹ پر اس کا یہی نام درج تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"میرا باس سامنے والی عمارت میں گیا ہے۔ میں یہاں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"میں نہیں سمجھا، مسی! تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"کچھ نہیں.... کیا وہ جلد ہی واپس آئیں گے؟"

"اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، مس!"

وہ کچھ نہ بولی۔ اور جوزف بھی خاموش ہی رہا.... تھوڑی دیر بعد عمران کی واپسی ہوئی اور وہ جوزف کے قریب اُس لڑکی کو دیکھ کر پہلے تو ٹھٹھکا پھر آگے بڑھتا چلا آیا۔

"ہیلو....!" قریب پہنچ کر مسکرایا۔

"مسٹر ڈھمپ! عجیب اتفاق ہے۔"

"ہے تو...." عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یہاں اس عمارت میں تمہیں کیا کام تھا؟"

"اور میں، تم سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ تمہارا گزر ادھر سے کیوں ہوا ہے؟"

"میں تو کل سے یہیں ہوں۔ کچھ دیر کیلئے جگہ تبدیل کی تھی کیونکہ تمہارے پاس پہنچنا تھا۔"

"اور پھر یہیں آ گئیں۔"

"مسٹر ڈھمپ...."

"ہاں، مس نگیلا...."

"تم اس عمارت میں کس سے ملنے گئے تھے؟"

"کیا اس کا جواب دینا ضروری ہے؟"

"بے حد ضروری، مسٹر ڈھمپ! قبل اس کے کہ میری چیف تم سے جواب طلب کرے مجھے ہی مطمئن کر دو۔"

"میں ایک لمبے اور دبلے پتلے آدمی کو دیکھنے گیا تھا۔"

"کیا تم اُسے جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں.... لیکن یہ نہیں جانتا کہ وہ یہاں کیا کہلاتا ہے؟"

"کارودستوا...."

"اور تم اُسی کی نگرانی کر رہی ہو؟"

"بس، مسٹر ڈھمپ! تمہیں ہماری چیف کے پاس جانا پڑے گا۔"

"میں ضرور چلا جاؤں گا۔"

اس نے بائیں جانب مڑ کر کسی کو کوئی اشارہ کیا تھا اور عمران سے بولی تھی۔ "اُدھر جاؤ۔"

عمران نے جوزف کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور اسی جانب چل پڑا۔

"اِدھر مسٹر...." کچھ دور چلنے کے بعد اس نے کسی کو کہتے سنا۔ ایک دراز قد آدمی نے سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی گاڑی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ وہ گندمی رنگت والا خوش شکل اور وجیہہ آدمی تھا۔

دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے.... اور اجنبی نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ خاصی تیز رفتاری سے گاڑی روانہ ہوئی تھی۔ دونوں خاموش تھے اور اجنبی نے بھی اُن سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

کچھ دیر بعد گاڑی ایک عمارت کے سامنے رکی تھی۔ اُن سے اُترنے کو کہا گیا.... اور وہ اجنبی کی رہنمائی میں اندر پہنچے۔

پھر وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچائے گئے۔ جہاں صرف ایک صحت مند اور خوش شکل عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ تیس سال رہی ہوگی۔ اس نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور بے حد مترنم آواز میں بولی۔ "تمہارے ساتھی کی موجودگی غیر ضروری ہوگی۔"

مخاطب عمران تھا۔ اس نے مڑ کر جوزف کی طرف دیکھا اور وہ چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔

خود عورت نے آگے بڑھ کر دروازے کو بولٹ کیا تھا۔

"پلیز، سٹ ڈاؤن، مسٹر ڈھمپ!" وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

عمران، اس کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔

"تمہیں رقم مل گئی تھی، مسٹر ڈھمپ؟"

"مل گئی تھی۔ اس کے لئے بھی شکریہ۔!"

"ہمارے میکسیکن ایجنٹ کی ہدایت کے مطابق یہ رقم دی گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"لیکن تمہیں، کارودستوا سے کیا سروکار؟"

"کیا یہ تمہارے لئے کسی پریشانی کا باعث ہے؟"

"یقیناً.... مسٹر ڈھمپ!"

"تو پھر مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ایسا کیوں ہے؟"

"اس سے پہلے ہم یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ تمہارا کارودستوا سے کیا تعلق ہے؟"

"وہی جو ایک شکاری کا اپنے شکار سے ہو سکتا ہے۔"

"تو تم اس کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"اور بدستور اس کا تعاقب کرتے رہو گے؟"

"لازمی امر ہے۔"

"لیکن تم اس کا تعاقب کیوں کر رہے ہو؟"

"ہمیں شبہ ہے کہ یہ ہمارے ملک کو منشیات کی غیر قانونی سپلائی کر رہا ہے۔"

"کیا تمہارے پاس اس کے خلاف کوئی واضح ثبوت ہے۔"

"ثبوت کی فراہمی ہی کے لئے میں اس کا تعاقب کر رہا ہوں۔ ابھی حال ہی میں اُس نے میرے ملک کا ایک خفیہ دورہ کیا تھا۔"

"کیا ابھی تک تمہیں کوئی واضح ثبوت نہیں ملا؟"

"یہی بات ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے واضح جواب سے اُسے مایوسی ہوئی ہے۔

"تمہارے ملک میں اُس کی کیا حیثیت ہے؟"

"کوئی حیثیت ہوتی تو چوروں کی طرح دورہ کیوں کرتا؟"

"خیر، مسٹر ڈھمپ!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "تم اگر وہاں نہ ملتے، تب بھی ہماری ملاقات ضرور ہوتی۔ کیوں کہ ہمارے میکسیکن ایجنٹ نے بعد میں مطلع کیا تھا کہ تم بہت کام کے آدمی ہو۔ تمہیں سرکاری مہمان ہونا چاہئے۔ کل وہ یہاں پہنچ کر مجھ سے تفصیلی گفتگو کرے گا۔ لہٰذا مسٹر ڈھمپ تھوڑی دیر بعد تمہارا سامان بھی ہوٹل سے آجائے گا اور تم دونوں کا قیام اسی عمارت کی چوتھی منزل پر ہوگا۔"

عمران نے خاموشی سے سر ہلا کر اپنی رضامندی کا اظہار کیا تھا۔

"تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"ٹھیک ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ کارودستوا، اس طرح ایک بار پھر میری نظروں سے اوجھل ہو جائے۔"

"بے فکر رہو۔ ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکے گا۔"

"تو تم ٹگیلا کی چیف ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"اور میسی ٹرینی نام ہے۔" وہ سر ہلا کر بولی۔

"بہت خوبصورت نام ہے۔"

"شکریہ، مسٹر ڈھمپ!"

✿

دوسرے دن دوپہر سے قبل ہی میکسیکن سیکرٹ ایجنٹ وہاں پہنچ گیا تھا اور عمران سے اس کی ملاقات میسی ٹرینی ہی کے آفس میں ہوئی تھی۔ شاید وہ اسے عمران کے بارے میں سب کچھ بتا چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی عمران اُس کے آفس میں پہنچا، وہ کرسی سے اٹھ کر اس کے استقبال کے لئے دروازے تک آگئی۔ بہت گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور بولی۔ "میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ زیرولینڈ کے اسپیشلسٹ مسٹر علی عمران سے اس طرح ملاقات ہوگی۔"

"میرا خیال ہے کہ کارودستوا کی وجہ سے بات اتنی آگے بڑھ گئی۔" عمران ہنس کر بولا۔

"نہیں، پیارے عمران، ایسا نہ کہو۔" میکسیکن ایجنٹ بولا۔ "ہر حال میں یہی ہوتا۔ ہم بہت پُرانے دوست ہیں۔"

"اسی دوستی اور باہمی اعتماد کی بناء پر ہی میں نے آخر کار تم سے رابطہ قائم کیا تھا۔" عمران بولا۔

"اور مسٹر عمران! تم نے اس معاملے میں بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اب ہم سب مل کر دیکھیں گے کہ زیرولینڈ والوں نے میرے ملک کو کس حد تک نقصان پہنچایا ہے۔"

"تو پھر میں بھی اس ملاقات کو یادگار ہی کیوں نہ بنادوں۔" عمران ہنس کر بولا۔

"ضرور، ضرور.... لیکن کس طرح، مسٹر عمران؟" ٹرینی نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا تعلق کارودستوا سے ہے.... کیا تم لوگ اس کو صرف اسی نام سے جانتے ہو؟"

"ہاں، مسٹر عمران! وہ پیرو کے شہر ایکویٹوز کا باشندہ ہے، اور بہت بڑا ڈرگ ٹریفک چلاتا ہے لیکن افسوس کہ ہم ابھی تک اس کے خلاف کوئی واضح ثبوت فراہم نہیں کر سکے۔ ویسے اس کا شمار پیرو کے معززین میں ہوتا ہے۔ کبھی حکومت میں شامل نہیں ہوا لیکن ہر حکومت پر اس کا اثر رہتا ہے۔"

"وہ صرف پیرو کا باشندہ نہیں ہے۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "بلکہ مختلف ناموں سے ساری دنیا کا باشندہ ہے۔"

"میں نہیں سمجھی....!"

"چینی انقلاب کے باغی سنگ ہی کا نام سنا ہے، کبھی؟"

"کیوں نہیں.... وہ تو ایک بین الاقوامی بدمعاش ہے۔"

"کارودستوا بھی اسی کا ایک نام ہے۔"

"نہیں....!" وہ بوکھلا کر اٹھ گئی۔ میکسیکن ایجنٹ کی بھی یہی کیفیت ہوئی تھی۔ پھر وہ انہیں وہیں بیٹھے رہنے کا اشارہ کر کے تیزی سے باہر نکل گئی اور میکسیکن ایجنٹ نے زوردار قہقہہ لگا کر کہا۔ "دیکھو، تم نے یہاں قدم رکھتے ہی انہیں فائدہ پہنچانا شروع کر دیا۔ چیف ٹرینی کو میں یہی باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا.... اب اگر سنگ ہی، اس کے ہاتھ آگیا تو یہ لوگ تمہارا جلوس نکال دیں گے۔"

"میں سنگ ہی کا بھی اسپیشلسٹ ہوں۔"

"آخر اس کے ارادے کیا ہیں؟"

"وہ بھی زیرولینڈ کے مرغ کی تلاش میں ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ کچھ عرصہ پہلے وہ بھی زیرولینڈ کے بڑوں میں شامل تھا؟"

"نہیں، میں نہیں جانتا۔"

"پھر اس کی ٹی تھری بی سے ان بن ہو گئی اور وہ زیرولینڈ کا دشمن بن گیا۔"

"تم ہماری معلومات میں اضافہ کر رہے ہو، پیارے عمران!"

"تمہاری چیف کہاں غائب ہو گئی؟"

"اور اب یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کتنی دیر تک غائب رہے گی۔ غضب کی عورت ہے وہ....."

"مائیکل! یہ تو بتاؤ، کیا میرے ساتھ تعاون کرتے وقت تم نے یہ سوچ لیا تھا کہ تمہاری حکومت میری پذیرائی کرے گی؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"دیکھو، پیارے عمران! یہ ایک لمبا چکر ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم لوگ دنیا میں ہونے والے واقعات کی طرف سے اپنی آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ جب ہماری حکومت کو علم ہوا کہ اس مریخی کاروبار میں خود برازیل کو ملوث کیا جارہا ہے تو اُسے تشویش ہوئی۔ مجھے اطلاع ملی کہ چار بڑے ملکوں کے نمائندوں کے علاوہ تم بھی انہی کے ساتھ مریخ کی سیر کر چکے ہو تو میں نے اپنی حکومت سے رابطہ قائم کیا۔ کچھ دنوں پہلے ایک جرمن پینٹنگ کے سلسلے میں بھی تمہارا نام سنا گیا تھا۔ میری حکومت نے مجھے اس پر مامور کیا تھا کہ تم سے رابطہ قائم کروں.... لیکن میری خوش قسمتی کہ تم نے خود ہی مجھ سے اس سلسلے میں مدد طلب کرلی۔ اس طرح ساری کڑیاں آپس میں ملتی چلی گئیں اور تم اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہو.... اور پھر تم نے تو آتے ہی اپنا رنگ بھی خود ہی جمالیا۔ میرا مطلب ہے یہ سنگ ہی والا معاملہ.... پتا نہیں وہ کتنے عرصے سے ماناؤز کو اپنا اڈہ بنائے ہوئے تھا۔ لیکن ہم اس کا اس لئے کچھ نہ بگاڑ سکے کہ وہ کارودستوا کی حیثیت سے یہاں بھی ایک معزز تاجر سمجھا جاتا تھا اور ہم اس کے خلاف کوئی واضح ثبوت فراہم نہیں کر سکے تھے۔ لیکن اب.... اب تو وہ ساری دنیا میں گردن زدنی قرار پایا ہوا ایک بہت بڑا مجرم ہے۔ اب دیکھنا کہ کس طرح ہماری حکومت تمہیں ہاتھوں ہاتھ لیتی ہے۔"

"یہ میسی ٹرینی کب آئے گی؟" عمران نے پوچھا۔

"اب اس کی مصروفیت کا کیا پوچھنا۔ اگر سنگ ہی ہاتھ لگ گیا تو وہ برازیل کی بہت بڑی شخصیت بن جائے گی۔"

"تو پھر میں کیوں نہ اُوپر جا کر آرام کروں؟"

"ضرور.... ضرور.... واپس آکر وہ خود ہی تم سے مل لے گی۔"

"اور اب تم کہاں جاؤ گے؟"

"واپس میکسیکو سٹی۔"

"تو تم حقیقتاً برازیل ہی کے باشندے ہو؟"

"میکسیکو کا شہری بھی ہوں۔" وہ بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

دونوں نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور پھر مائیکل بولا۔ "میسی ٹرینی تمہاری خبر گیری کرے گی۔ تمہیں بھی اچھی لگی یا نہیں؟ محکمے کی دلکش ترین عورت ہے۔"

"مجھے کیا.... میری شکل دیکھ ہی رہے ہو۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارے پاس تمہارا فائل نہیں ہے اور اس میں تمہاری متعدد تصویریں نہیں ہیں....؟ اچھا خدا حافظ!"

جوزف حیرت سے منہ پھاڑے، یہ نئی کہانی سن رہا تھا۔ عمران کے خاموش ہوتے ہی ہنس کر بولا۔ "میں تو پہلے ہی سمجھتا تھا کہ میں اول درجے کا گھامڑ ہوں۔ بھلا باس نے کسی مضبوطی کے بغیر ایسا کوئی قدم اٹھایا ہوگا۔"

"نہیں، یہ محض اتفاق ہے۔ میں نے تو مائیکل سے صرف اتنی مدد مانگی تھی کہ وہ میرے برازیل میں داخل ہونے اور کچھ رقم کا انتظام کردے۔"

"آسمان والا تم پر ہمیشہ مہربان رہا ہے، باس!"

"ہاں، مجھے اس کا اعتراف ہے۔ وہ میری دشواریاں اسی طرح رفع کرتا ہے۔"

"تم صرف اسی پر بھروسہ کرتے ہو۔ اسی لئے وہ بھی تمہاری مدد کرتا ہے۔"

"ہاں، اس کے لئے ایمان شرط ہے۔"

"اب دیکھو، کیا بات بنتی ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ خود یہاں کی حکومت کوئی مہم ترتیب دے رہی ہے۔"

"اگر ایسا ہوا تو بہت اچھا ہوگا۔"

قریباً چار گھنٹے بعد کسی نے دروازے پر دستک دی تھی۔ جوزف نے اٹھ کر بولٹ سرکایا اور دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا۔ کیونکہ دستک دینے والی چیف ٹرینی تھی۔

اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ عمران نے اٹھ کر اُسے کرسی پیش کی۔

"وہ نکل گیا، مسٹر عمران!" اس نے اطلاع دی۔

"پھر آئے گا.... لیکن اسی صورت میں، اگر آپ نے اس کی اصلی شناخت اپنی ہی ذات تک محدود رکھی ہوگی۔"

"صرف اپنی ہی ذات تک کیسے محدود رکھ سکتی تھی، مسٹر عمران.... اُوپر والوں کے علم میں لائے بغیر کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی تھی۔"

"بس تو پھر اب وہ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔"

"کیوں، مسٹر عمران؟"

"بہت اُوپر والوں سے اس کی دوستی ہوتی ہے۔ انہوں نے اُسے آگاہ کر دیا ہوگا۔ لہٰذا اب تو وہ کاردوستوا کی حیثیت سے کبھی یہاں نہیں آئے گا۔ اسے پکڑ لینے کے بعد ہی اس کی اصلیت ظاہر کرنی چاہئے تھی۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے اوپر والوں کو بھی بتادیا تھا کہ کس ذریعے سے تمہیں اس کا علم ہوا تھا؟"

"نہیں، مسٹر عمران....!"

"یہ بہت اچھا ہوا.... ورنہ میں دشواری میں پڑ جاتا۔"

"تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں لیکن تم اب اس میک اپ کو ختم کردو۔ ویسے واقعی تم میک اپ کے ماہر ہو۔ آخر جلد کی رنگت کیسے بدل لی؟"

"یہ ایک الگ فن ہے، چیف ٹرینی!"

"میری خواہش ہے کہ میں اس فن کو اپناؤں۔"

"مجھ سے جو مدد ہو سکے گی، ضروری کروں گا۔ فی الحال کام کی بات کرو۔"

"فی الحال تو میں کاردوستوا میں الجھی ہوئی ہوں۔"

"پھر مجھے کس سے ملنا ہوگا؟"

"مجھ سے...." وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔ "لیکن مجھ سے اسی وقت مل سکو گے جب یہ میک اپ ختم کردو۔"

"میک اپ ختم کردینے میں یہ قباحت ہے کہ یہاں بہت سے جان پہچان والے مل جائیں گے اور پھر میرا کہیں پتا نہ ہوگا۔"

"ایک بار اپنی اصل شکل دکھا کر پھر کوئی دوسرا خوبصورت سا میک اپ کر لینا.... ورنہ میں تمہیں کہاں لئے پھروں گی۔"

"لیکن میرے ساتھی پر کوئی خوبصورت سا میک اپ نہیں ہو سکے گا کیونکہ وہ حقیقتاً نیگرو ہے۔"

"اسے نیگرو ہی رہنے دو۔"

"لیکن میرا پاسپورٹ...."

"تم اب ہماری ذمہ داری ہو، مسٹر عمران! اس لئے کسی بات کی بھی پرواہ نہ کرو۔"

"اچھی بات ہے۔" عمران نے کہا اور باتھ روم کی راہ لی۔

"میں تمہارے باس کی تصویر دیکھ چکی ہوں۔ بہت معصوم لگتا ہے۔" ٹرینی نے جوزف سے کہا۔

"وہ حقیقتاً معصوم ہے، مسی.... اس صدی میں تو ایسا کوئی دوسرا آدمی میری نظر سے نہیں گزرا۔"

"میں نہیں سمجھی....؟"

"بے شمار لڑکیاں اس پر جان دیتی ہیں لیکن وہ کسی کی طرف بھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔"

"خوب.... خوب۔" وہ ہنس کر بولی۔ "تم اسے معصومیت کہتے ہو۔ معصومیت سے میری مراد تھی کہ صورت سے بالکل بیوقوف لگتا ہے۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ یہ برازیل ہے۔" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا اور وہ ہنس پڑی۔

"بُرا مان گئے۔"

"نہیں تو.... میں نے کہا تھا ممکن ہے برازیل میں معصوم ہی کہتے ہوں۔ میرے لئے اجنبی ملک ہے۔"

"تم اس کے لئے کیا کرتے ہو؟"

"میں اس کے لئے صرف پریشان رہتا ہوں۔ کیونکہ وہ بہت بے جگر آدمی ہے۔ ہر معاملے میں اپنی ٹانگ اڑا دیتا ہے۔ خواہ وہاں اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔"

"تمہارا اشارہ شاید اس معاملے کی طرف ہے؟"

"اور شاید میں غلط بھی نہیں کہہ رہا۔ ہمیں کیا.... بڑی طاقتیں جانیں.... ہم پر اس کا کیا اثر پڑ سکتا ہے؟"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں۔ یہ تنظیم ساری دنیا کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔"

"نہیں، دنیا کے لئے سب سے بڑا خطرہ وہ طاقتیں ہیں جو بظاہر امن کے ڈھول پیٹتی ہیں لیکن اپنی حرکتوں سے امن دشمنی کا ثبوت دیتی ہیں۔ جنہوں نے اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے ایشیا اور افریقہ کو جہنم بنا رکھا ہے۔"

"میں اس مسئلے پر تم سے متفق ہوں۔ ایشیاء اور افریقہ ہی نہیں بلکہ جنوبی امریکہ بھی انکی ریشہ دوانیوں کا شکار ہوتا رہتا ہے اور یقین کرو، زیرولینڈ کی تنظیم بھی اس معاملے میں ان سے پیچھے نہیں ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں.... پھر بھی میرے باس کو ان معاملات سے الگ ہی رہنا چاہئے تھا۔"

"وہ اس کے لئے کوئی جواز رکھتا ہوگا۔"

"خدا جانے.... لیکن میں اس کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ آگ کے سمندر میں بھی چھلانگ لگانے کو تیار ہوں۔ یہ پوچھے بغیر کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔"

"وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عمران اپنی تمام تر حماقت مآبیوں سمیت اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

اور وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ پھر آہستہ سے بولی۔ "بالکل وہی۔"

"کیا مطلب....؟"

"کک.... کچھ نہیں۔" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

"اب بتاؤ.... کیا پروگرام ہے؟"

"تمہیں، ہمارے ایک جنرل سے ملنا ہوگا۔"

"کب ملنا ہوگا؟"

"آج شام کو.... میں تمہیں لے چلوں گی۔"

"کیا مجھے اسی طرح چلنا پڑے گا؟"

"نہیں.... میں جس قسم کی مونچھیں ڈیزائن کروں گی، ویسی ہی لگا لینا۔"

"صرف مونچھیں....؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں، صرف مونچھیں۔"

"اس طرح تو پہچان لیا جاؤں گا۔"

"تمہارے جسم پر ہماری فوج کے جنرل کی وردی ہوگی۔"

"تب تو ٹھیک ہے۔"

"تھوڑی بہت پرتگالی بھی بول سکو تو کیا کہنا۔"

"پرتگالی مجھے نہیں آتی.... البتہ اسپینی...."

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں۔ تم انگلش ہی چلانا، لیکن اتنی اچھی نہیں.... بس معلوم ہونا چاہئے کہ جیسے کوئی غیر امریکی انگلش بول رہا ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ اہل زبان کی طرح نہ بولوں۔"

"ہاں، میں یہی کہنا چاہتی تھی۔"

"ہو جائے گا، کوئی ایسی خاص بات نہیں.... خیر تو مونچھیں ڈیزائن کردو۔"

"وردی اور مونچھیں ساتھ لاؤں گی۔"

"اس کے چلے جانے کے بعد بھی جوزف گم سم بیٹھا رہا۔ عمران اُسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس نے پوچھا۔ "کیا تجھے کالی پہاڑیوں کی چڑیلیں یاد آ رہی ہیں؟"

"باس، خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کرو۔ میں یونہی بہت پریشان ہوں۔"

"پریشانیوں کا سبب....؟"

"یہ عورت، باس!"

"کوئی بات نہیں۔ عورتیں ہمیشہ تیری پریشانیوں کا سبب رہی ہیں۔"

"تم سمجھتے کیوں نہیں، باس؟"

"کیا سمجھوں....؟ اچھا تو ہی سمجھا دے۔"

"کیا سمجھاؤں....؟ تم تو بس بچے ہی بن کر رہ جاتے ہو۔ یہ عورت، تمہیں اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے کھا جانا چاہتی ہو۔"

"کیا....؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"میں کچھ نہیں جانتا، تم خود دیکھ لوگے۔" جوزف بیزاری سے بولا۔

"تم نے سنا نہیں کہ میں برازیلین فوج کا جنرل بننے جا رہا ہوں۔"

"اور اس کے بعد میرا کیا ہوگا؟"

"فکر نہ کرو، سب ٹھیک ہی ہوگا۔ اب تو فی الحال یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔"

"ان کے لئے دوپہر کا کھانا میسی ٹرینی کی طرف سے بھجوایا گیا تھا۔ دونوں نے کھایا اور کچھ دیر بعد عمران نے کہا۔ "یہ مجھے نیند کیوں آ رہی ہے؟"

"استوائی خطوں میں یہی ہوتا ہے، باس!" جوزف نے کہا اور منہ پھیلا کر جماہی لی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "قیلولہ ضروری ہوتا ہے، یہاں۔"

"میں اس لغویت میں کبھی مبتلا نہیں ہوا۔"

"آب و ہوا، باس.... پیٹ بھرتے ہی معدہ دماغ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ میں تو چلا سونے، باس!" جوزف نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا.... اور عمران آرام کرسی ہی پر پڑے پڑے سو گیا۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو آرام کرسی جھولا جھول رہی تھی.... آرام کرسی.... جھولا.... وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ پورا کمرہ جھولا جھول رہا تھا اور پھر تو اس کی کھوپڑی بھی جھولا جھولنے لگی تھی۔

یہ کسی بحری جہاز کا کیبن تھا۔ لیکن جوزف کہاں ہے....؟ اس کی وہ ساری باتیں اچانک یاد آ گئیں جو اُس نے چیف میسی ٹرینی سے متعلق کہی تھیں۔

گہرے نیلے رنگ کا بلب کیبن میں روشن تھا۔ اس نے اٹھ کر سوئچ بورڈ تلاش کیا اور تیز روشنی کا سوئچ آن کر دیا۔ کیبن شاندار تھا۔ بستر بھی شاندار تھا۔ ایک جانب میز پر کچھ کپڑے تہ کیے رکھے تھے، جن کے اُوپر سیاہ رنگ کی مصنوعی مونچھیں بھی رکھی ہوئی تھیں، ایک طرف اس کا ذاتی

سامان بڑے قرینے سے لگا دیا گیا تھا۔ اس نے طویل سانس لی اور آئینے پر نظر ڈال کر منہ چلانے لگا۔ اس وقت سچ مچ خود کو اول درجے کا بیوقوف محسوس کر رہا تھا۔ پھر اس میز کی طرف بڑھا، جس پر کپڑے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے اُن کی تہیں کھول دیں۔

یہ میجر جنرل کی وردی تھی جس پر نشانات بھی موجود تھے۔ اور پھر اچانک اُن ہی تہوں کے درمیان سے ایک فوٹو گراف سرک کر فرش پر جا پڑا۔

کیمرہ فوٹو تھا جسے دیکھ کر عمران ششدر رہ گیا۔ سیاہ مونچھوں میں یہ اس کی اپنی تصویر تھی۔ چہرے پر صرف مونچھوں کا اضافہ ہوا تھا۔ ورنہ من و عن وہ خود ہی تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ اس نے کبھی کسی میک اپ میں اپنی کوئی تصویر نہیں بنوائی تھی۔ تو پھر یہ تصویر.... اُسے الٹ کر دیکھا تو یہ تحریر نظر آئی۔

"میجر جنرل ایگویرا.... پیدائش، ماناؤز.... والدین اطالوی تھے۔"

وہ سوچنے لگا تھا کہ اس مختصر سے نوٹ کی کیا غرض و غایت ہو سکتی ہے کیا یہ محض اس لئے تحریر کی گئی ہے کہ وہ انگلش بولنے کے سلسلے میں اطالویوں کا سا انداز اختیار کرے۔ تو پھر اب اُسے کیا کرنا چاہئے؟.... اس نے بریف کیس سے اپنا میک اپ کا سامان نکالا اور اُن مونچھوں کو ناک کے نیچے جمانے لگا.... اور اس سے فرصت پا کر جنرل کی وردی بھی پہن لی۔ اب شاید ہی کوئی کہہ سکتا کہ یہ تصویر اسی کی نہیں ہے۔

"جنرل ایگویرا...." وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ اور آئینے کو آنکھ مار کر دروازے کی طرف چل پڑا لیکن پھر رک گیا۔ عقلمندی کا تقاضا یہی تھا کہ پہلے حالات کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتا۔ اسی اثنا میں سوئچ بورڈ پر کال بیل کے پش بٹن پر نظر پڑی اور اس نے سوچا کہ پہلے اسے ہی آزمایا جائے۔ اس نے پے درپے اس پر تین بار دباؤ ڈالا۔ ذرا ہی دیر بعد کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

"اندر آجاؤ۔" عمران نے اُونچی آواز میں کہا اور میسی ٹرینی کیپٹن کی وردی میں اندر داخل ہوئی۔ اس نے باقاعدہ طور پر عمران کو سیلوٹ کیا تھا۔

"ہاں.... اچھا، تم ہو۔" عمران نے اطالویوں کے سے انداز میں انگریزی ہانکنے کی کوشش کی۔

"بہت خوب...." وہ ہنس کر بولی۔ "تمہاری ذہانت سے مجھے یہی امید تھی۔"

"لیکن یہ خواب کتنا سہانا ہے۔" عمران آنکھیں بند کر کے مسکرایا۔

"خواب.... کیا مطلب؟"

"شاید میں کھانا کھا کر سو گیا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک تو جاگا نہیں۔"

ٹرینی نے ایک بار پھر زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔ "مجھے بے حد افسوس ہے، میرے دوست! لیکن جنرل کی یہی اسکیم تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ تمہیں بے حد رازداری کے ساتھ اسٹیمر تک پہنچایا جائے۔ تمہیں اس عمارت سے ایک ہسپتال کے عملے نے اس اسٹیمر تک پہنچایا تھا.... جب تمہیں پوری بات معلوم ہوگی تو تمہارا غصہ فرو ہو جائے گا۔"

"غصہ...." عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "میری سب سے بڑی بدبختی تو یہی ہے کہ مجھے غصہ نہیں آتا۔ لاوافنگا کہاں ہے؟"

"اب لاوافنگا کیوں کہہ رہے ہو؟ وہ بدستور جوزف گمونڈا ہے اور مطمئن رہو کہ وہ بھی اسی اسٹیمر پر موجود ہے لیکن اس کے جسم پر جہاز کے عملے کی وردی ہے۔"

"تم کھڑی کیوں ہو؟ بیٹھ جاؤ، اپنے جنرل کی اجازت سے.... اور ظاہر ہے کہ اب تم مجھ سے وہ مجبوری بھی بیان کرو گی، جس کی بناء پر مجھے اس طرح یہاں لایا گیا۔"

"ضرور.... ضرور.... لیکن اس سے پہلے میں چاہتی ہوں کہ تم کھا پی لو۔"

"اس کے بعد شاید سمندر میں پھنکوا دو گی۔"

"ہرگز نہیں، جنرل.... تم تو اس وقت میری آنکھوں کا تارا ہو۔"

"اللہ رحم کرے۔" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں، اپنی زبان میں اظہارِ مسرت کر گیا تھا، عادتاً۔"

"اس عادت پر قابو پانے کی کوشش کرو۔ ورنہ کسی موقع پر دشواری میں پڑ جاؤ گے۔"

"اب احتیاط رکھوں گا۔"

"ٹھہرو! میں ابھی آئی۔ کافی اور سینڈوچز کے لئے کہہ دوں۔ یا تم جو کچھ پسند کرو۔"

"کافی.... اور صرف دو عدد اُبلے ہوئے انڈے۔"

وہ چلی گئی اور عمران ٹھنڈی سانس لے کر چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ چیف ٹرینی نے واپسی میں دیر نہیں لگائی تھی۔

"اور اب میں تمہیں بتاؤں گی کہ کن دشواریوں کی بناء پر ہم ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ جنرل ایگویرا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ لیکن یہ بات چھپائی گئی ہے ابھی تک اس کا اعلان نہیں کیا گیا کہ وہ پاگل خانے میں ہے۔ لیکن اس مہم کے لئے وہ بے حد ضروری تھا۔"

کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ خاموش ہو کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ پھر خود ہی

نے دروازہ کھولا تھا۔ جوزف کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے کیبن میں داخل ہوا۔ وہ اب بھی لاوافنگا ہی کے میک اپ میں تھا.... ٹرے میز پر رکھ کر وہ ایک طرف مؤدب کھڑا ہو گیا۔

"کیا حال ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"خدا کا شکر ہے، باس!"

"باس نہیں، جنرل...." ٹرینی نے کہا۔

"جنرل...." جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بس، اب جاؤ۔ تم مطمئن ہو گئے ہو گے۔" ٹرینی ہاتھ ہلا کر بولی اور جوزف چپ چاپ باہر چلا گیا۔ پھر ٹرینی عمران کے لئے کافی انڈیلنے لگی تھی۔

"اپنی بات بھی جاری رکھو۔" عمران نے کہا۔

"ہاں تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ جنرل ایگویرا اس مہم کے لئے بے حد ضروری ہے۔ دراصل یہ ایک پُرانا نام ہے جنرل ایگویرا، اُس ایگویرا کے سلسلے کا آخری فرد ہے جس نے سولہویں صدی میں وادیٔ آمیزن کا سفر کیا تھا اور غلاموں کی تجارت کرنے والے اسپینیوں کا قلع قمع کر کے وادی میں بسنے والے قبائل کے دل جیت لئے تھے۔ وہ اُن کے درمیان دیوتاؤں کی طرح پوجا جاتا تھا۔ پھر اس سلسلے کے ہر فرد کو یہی وقعت حاصل ہوتی چلی آئی۔ اس کا ایک مخصوص جھنڈا تھا جو آج کے ایگویرا کا بھی امتیازی نشان ہے۔ جنگل میں بسنے والا ہر قبیلہ آج بھی اُس نشان کو پہچانتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نشان اب بھی اُن کے پاس محفوظ ہے۔ وہ آج بھی اُس کی پوجا کرتے ہیں۔ لہٰذا تم اب خود کو دیوتاؤں کی اولاد سمجھو۔ تمہاری وجہ سے ہم ان خطوں سے بھی گزر جائیں گے۔ جہاں مہذب دنیا کا کوئی فرد قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔"

"کیا سارے قبائل کے ذمہ دار افراد، موجودہ ایگویرا کو پہچانتے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی کبھی اُن کے درمیان پہنچتا رہتا تھا۔"

"لیکن مجھے تو ان قبائل کی زبان نہیں آتی۔"

"اُسے کب آتی ہے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ تین چار ترجمان ضرور رہتے تھے۔ سو اس وقت تمہارے لئے بھی موجود ہیں۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ تمہیں کہاں جانا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ میں جانتی ہوں۔ اس دوران میں بڑی طاقتوں نے اس جگہ کے تعین کے لئے اتنا لٹریچر فراہم کر دیا ہے کہ کم از کم ہم برازیلی تو سمجھ ہی گئے ہیں کہ ہمیں اس پر اسرار جگہ

تک پہنچنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔"

"اور تمہیں اس حقیقت سے بھی انکار نہ ہونا چاہئے کہ زیرولینڈ تنظیم نے جن جن ممالک میں اپنے یونٹ قائم کر رکھے ہیں، وہاں کی حکومت میں بھی اُس کے لوگ پائے جاتے ہیں۔"

"ہاں، میں سمجھتی ہوں۔"

"تو پھر اس سلسلے میں جو احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں، اُن پر بھی روشنی ڈالو۔"

وہ خاموش ہو کر عمران کی شکل دیکھنے لگی۔

"تم بھی کافی پیو۔" عمران مسکرا کر بولا۔

وہ پُر تفکر انداز میں اپنے لئے کافی انڈیلنے لگی۔

"ایک انڈا بھی کھاؤ۔" عمران نے مزید مشورہ دیا۔ میسی ٹرینی کے چہرے پر ہنس مکھ ہونے کی جو چھاپ لگی ہوئی تھی، اس کا اب دور دور تک پتا نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا، جیسے یک بیک اس پر انواع و اقسام کے تفکرات نے یلغار کر دی ہو۔ خالی خالی آنکھوں سے عمران کو دیکھے جا رہی تھی۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی...."

"اور اس کی یقین دہانی نہیں کرا سکتی کہ زیرولینڈ کے ایجنٹ بھی جنرل ایگویرا کی موجودہ حالت سے واقف نہ ہوں گے؟"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "ہم نے اس مسئلے پر غور ہی نہیں کیا تھا۔"

عمران ایک زور دار قہقہہ لگا کر بولا۔ "تو اس قدر فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے؟"

"نہیں، اس پر غور کیے بغیر کوئی قدم اٹھانا مناسب نہ ہو گا۔"

"کیا تمہارے کسی آفیسر نے بھی اس کی طرف دھیان نہیں دلایا تھا؟"

"ہرگز نہیں۔ یہ اُس جنرل کے سوچنے کی بات تھی، جس نے مہم ترتیب دی ہے۔"

"تو پھر اب صبر کرو۔" عمران نے کہا۔

"یہی مناسب بھی ہے۔" دفعتاً تیسری آواز کیبن میں گونجی.... اور وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ عمران کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی.... اور میسی ٹرینی کی سراسیمگی کا کیا پوچھنا.... لیکن پھر وہ فوراً سنبھل کر بولی۔ "یہ کون بدتمیز مداخلت کار ہے؟"

"مداخلت کار تو تم لوگ ہو، جو دوسروں کو سکون سے نہیں رہنے دیتے۔ مسٹر عمران بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے کہ ہم جہاں بھی ہوتے ہیں، وہاں کی باطنی حکومت ہمارے ہی قبضے میں ہوتی ہے۔ مسٹر عمران ہمارے متعلق جو کچھ بھی کہتے ہیں، بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ زیرولینڈ کے اسپشلسٹ ہیں۔"

"تم کون ہو، سامنے آؤ؟"

"بکواس بند کرو اور خود کو ہمارا قیدی سمجھو۔ اب اس اسٹیمر پر تمہاری کوئی نہیں سنے گا۔ اس لئے عقلمندی کا تقاضا یہی ہونا چاہئے کہ جس طرح اب تک رہے ہو، اُس میں کوئی فرق نہ آنے دو۔ یہ اسٹیمر تمہیں مریخ پر لے جائے گا.... اور تم نے دیکھا، مسٹر عمران! کہ اب کتنی آسانی سے دوبارہ ہمارے ہاتھ آئے۔ اپنے ملک ہی میں تم زیادہ محفوظ تھے، جب تک چاہتے چھپے رہتے۔"

"واہ.... یہ کیا بات ہوئی؟ اور یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں تمہاری وجہ سے چھپا ہوا تھا۔ میرا تو مشن یہی ہے کہ تمہارے مریخ پر کسی بڑی طاقت کا قبضہ نہ ہونے پائے۔ ورنہ مجھے ان سے تعاون کر لینے سے کون روک سکتا تھا؟"

"تم یہ بھی ٹھیک کہہ رہے ہو، مسٹر عمران! لیکن تم اپنے طور پر اُسے تباہ کرنا چاہتے ہو۔"

"میں فردِ واحد بھلا کس شمار و قطار میں ہوں۔ ذاتی طور پر میری حیثیت ہی کیا ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا، مسٹر عمران.... لیکن تم....!"

"ہاں، ہاں.... جملہ پورا کرو۔" عمران نے کہا۔

"تم فردِ واحد ہو، جس کے لئے ہماری تنظیم نے سزائے موت تجویز کی ہے۔ ورنہ ہم اپنے دشمنوں کو مار ڈالنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہم انہیں پکڑ کر ان سے کام لیتے ہیں۔"

"مجھے علم ہے.... اور ہو سکتا ہے تم اس بار مجھے پھانسی پر لٹکا ہی دو۔"

"یہ تو وقت آنے پر معلوم ہوگا۔"

اس کے بعد پھر وہ آواز سنائی نہیں دی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا، مسٹر عمران؟" ٹرینی کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میرے ساتھ ستائیس عدد ماہرین بھی ہیں۔"

"سب زیرولینڈ کے کام آئیں گے۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "اور صرف مجھے گولی ماردی جائے گی۔"

"کیا یہ حقیقت ہے؟"

"تم سن ہی چکی ہو۔ تنظیم نے پہلی بار کسی دشمن کے لئے سزائے موت تجویز کی ہے۔"

"تب تو بہت بُرا ہوا۔ یعنی کہ تم خود ہی اُن کے جال میں آپھنسے ہو۔"

"وہ تو ہونا ہی تھا.... اور اپنے ملک میں مر چکا ہوں۔ لہٰذا زندگی کا ثبوت دینے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑتا۔"

"مجھے بے حد افسوس ہے، مسٹر عمران!"

"یقین کرو، میں صرف تمہارے لئے فکر مند ہوں۔ ایسی شدید محنت لیتے ہیں، اپنے قیدیوں سے کہ آنکھیں نکل پڑتی ہیں اور اس سلسلے میں یہ نہیں دیکھتے کہ عورت ہے یا مرد۔"

"دیکھا جائے گا۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔ "میں خود کو عورت سمجھتی ہی نہیں۔ میں تو کہتی ہوں، اُسے تلاش کیا جائے جس کی آواز ابھی ہم نے سنی تھی۔"

"خام خیالی ہے، میسی ٹرینی!" وہی آواز پھر آئی۔ "اس وقت اسٹیمر پر صرف تمہی تین افراد ہو۔ تمہارے وہ ماہرین اس اسٹیمر تک پہنچ ہی نہیں سکے، جن کا حوالہ تم نے کچھ دیر پہلے دیا تھا۔"

"پھر وہ کہاں ہیں؟" ٹرینی نے بہت دبنگ ہو کر پوچھا۔

"وہ دوسرے اسٹیمر پر ہیں لیکن جب انہیں معلوم ہوگا کہ تم اُس اسٹیمر پر موجود نہیں ہو تو وہ واپس چلے جائیں گے۔"

"اب تم نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ کس حد تک تمہاری حکومت پر چھائے ہوئے ہیں۔" عمران نے کہا۔ اس کی اس بات پر نامعلوم آدمی نے رائے زنی نہیں کی تھی۔

"ہاں، میں نے دیکھ لیا۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔

"بس، اب تم بھی آرام کرو۔"

"آخر تم اتنے مطمئن کیوں نظر آرہے ہو؟"

"میرا نظریۂ حیات یہ ہے کہ جب مرنا ہوگا، مر جاؤں گا۔ پہلے سے بور ہوتے رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ نہ اپنی کوشش سے پیدا ہوا ہوں اور نہ اپنے ارادے سے مر سکوں گا۔ لہٰذا عیش کرو.... کیا سمجھیں؟"

"تم واقعی عجیب آدمی ہو۔"

"متعدد بار انکے چکر میں پڑ کر خراب خوار ہوا ہوں لیکن زندہ ہوں ابھی تک۔ ایک بار اور سہی۔"

"اسے تو تم اپنا سفر آخرت ہی سمجھو، مسٹر عمران!" آواز پھر آئی۔

"کیوں، خواہ مخواہ ٹائیں ٹائیں کر رہے ہو۔ ہماری باتوں میں دخل اندازی مت کرو۔"

"میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ کوئی غیر دانشمندانہ قدم نہ اٹھاؤ۔"

"اور میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ساتھی جوزف مگونڈا کم از کم چھ بوتلوں کی اسامی ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔"

"ہمیں علم ہے۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔"

”مہمان نوازی کا بہت بہت شکریہ! لیکن اب ہماری باتوں میں دخل اندازی مت کرنا۔ ہم بچے نہیں ہیں۔“

اس کا جواب نہ ملا۔ میسی ٹرینی کی نظر اس لاؤڈ اسپیکر پر جمی ہوئی تھی، جس سے آواز آتی تھی۔

”ہاں، تو چیف ٹرینی، میں کیا کہہ رہا تھا۔“

”مجھے یاد نہیں کہ تم کیا کہہ رہے تھے۔“ وہ جھنجھلا کر بولی۔

”اب مجھے غصہ بھی دکھاؤ گی۔ حالانکہ تمہاری ہی وجہ سے میں اس حال کو پہنچا ہوں۔“

”کتنی بار شرمندگی ظاہر کروں..... میں خود بھی تو ماری گئی ہوں۔“

”اس لئے خوش و خرم رہنے کی کوشش کرو۔“ عمران نے کہا اور پھر اچانک چونک کر اُسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

”اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟“

”ذرا اٹھ کر دروازے کی طرف جاؤ..... اور پھر ادھر ہی واپس آؤ۔“

”کیا مطلب؟“

”پلیز، چیف ٹرینی! یہ بہت ضروری ہے، میری خاطر ہی سہی۔“

”عجیب آدمی ہو۔“ کہتی ہوئی وہ اٹھی اور دروازے کی طرف چل پڑی پھر دروازے پر رک کر اُس کی طرف مڑی۔

”آؤ..... آؤ..... چلی آؤ۔ ٹھیک ہے، گڈ! اب بیٹھ جاؤ۔“

”آخر اس کا مطلب کیا ہے؟“ وہ پھر جھنجھلا گئی۔

”اس کا یہ مطلب ہے کہ تم، ٹی تھری بی نہیں ہو۔“

”اُف فوہ! کیا اب تمہارا دماغ الٹ گیا ہے؟“

”نہیں، میں ٹی تھری بی کا بھی اسپیشلسٹ ہوں۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی اصلی شکل کیسی ہے۔ اپنے آدمیوں کے درمیان رہتی ہے لیکن کوئی اسے نہیں پہچان سکتا اور اسی لئے وہ آج تک اُن پر حکومت کر رہی ہے۔ لیکن میں اسے پہچان سکتا ہوں۔ خواہ وہ کسی روپ میں میرے سامنے آئے۔“

”اس کی وجہ.....؟“

”کیا اب بھی وجہ سمجھ میں نہیں آئی جب کہ میں نے تمہیں حرکت میں لا کر دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ تم ٹی تھری بی نہیں ہو۔“

”میں سمجھ گئی۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو..... بعض جسمانی حرکات ایسی ہوتی ہیں جن پر قابو پانا

محال ہوتا ہے اور تم ایسی ہی کسی حرکت کی بناء پر اُسے پہچان سکتے ہو۔“

”یہی بات ہے، چیف ٹرینی!“

”تب تو وہ واقعی تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اوہ، خدا کی پناہ!“ وہ یک بیک خاموش ہو کر عمران کو گھورنے لگی۔ پھر جیب سے قلم اور نوٹ بک نکال کر اُس کے صفحے پر کچھ لکھا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

اس نے لکھا تھا۔ ”آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ تم جانتے ہو کہ کوئی ہماری باتیں سن سن کر اُن کے جوابات بھی دیتا رہا ہے۔ اس کے باوجود تم اتنے بے احتیاط ہو گئے۔ ایک بڑا راز ان پر ظاہر کر دیا۔ اب تو واقعی تمہاری خیر نہیں۔“

عمران تحریر پڑھ کر ہونقوں کی طرح اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اپنے دونوں کان مروڑ کر ایک ایک چانٹا دونوں گالوں پر لگایا۔ ٹرینی نے ہونٹ سکوڑ کر اظہارِ افسوس کرنے کے سے انداز میں سر کو جنبش دی اور تھوڑی دیر تک دونوں گم سم بیٹھے ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر عمران نے زوردار قہقہہ لگا کر کہا۔ ”کافی کا ایک ایک کپ اور ہو جائے۔“

وہ متحیرانہ انداز میں اُسے دیکھتی ہوئی اٹھی اور کیبن سے باہر نکل گئی۔

جوزف بے خبر سو رہا تھا کہ تیز قسم کی گھنٹی کی آواز نے اُسے جگا دیا۔ اس کے جسم پر خلاصیوں کا لباس ضرور رہتا تھا۔ لیکن اُسے بھی رہنے کو الگ کیبن ملا تھا..... اور اسٹیمر پر یہ اُن کی تیسری رات تھی۔ اس نے گھڑی دیکھی۔ تین بج رہے تھے۔ گویا رات ابھی باقی تھی۔

دفعتاً مائیکروفون سے آواز آئی۔ ”مسٹر جوزف مگونڈا! اپنے سامان سمیت عرشے پر پہنچ جاؤ۔“

جوزف نے منہ پھیلا کر جماہی لی۔ پھر اٹھ کر واش بیسن تک آیا۔ منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ دو چار کلیاں کیں اور کپ بورڈ سے بوتل اٹھا کر کارک نکالی اور بوتل کو منہ سے لگا لیا۔ شاید یہ یومیہ کوٹے کی آخری بوتل تھی۔ اس لئے تھوڑی سی پی کر اُسے سفری تھیلے میں ڈال لیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنے کپڑے پہنے تھے اور سامان اٹھائے ہوئے عرشے پر آ گیا تھا۔

یہاں عمران اور ٹرینی بھی سامان سمیت موجود تھے۔ عمران جنرل ہی کی وردی میں تھا۔

”کیا بات ہے، جنرل؟“ جوزف نے پوچھا۔

”شاید ہم یہیں کہیں اتریں گے۔“ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ہمیں کہاں اُتار رہے ہیں؟" ٹرینی بڑبڑائی۔

"دیکھا جائے گا۔"

رسی کی سیڑھیوں کے ذریعے وہ ایک اسپیڈ بوٹ پر اُترے تھے اور اُن کا سامان بھی اُتار دیا گیا تھا۔ پانچ مسلح آدمی کشتی پر پہلے ہی سے موجود تھے۔ میسی ٹرینی نے آہستہ سے عمران سے پوچھا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"فی الحال خاموش رہو۔" عمران نے جواب دیا۔

کشتی پر موجود افراد پر جنرل کی وردی کا رُعب نہیں پڑا تھا۔ ان میں سے چار کی اسٹین گنیں اُن کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور پانچواں کشتی چلا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد آسمان پر ہلکی سی روشنی نظر آئی۔ غالباً صبح ہونے والی تھی۔ وہ خاموش بیٹھے رہے۔ کشتی کسی نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ آخر عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"کیپٹن ٹرینی! کیا تم اُونگھ رہی ہو؟"

"نہیں، جنرل! میں پوری طرح بیدار ہوں۔"

"تو پھر باتیں کرو.... یہ لوگ تو گونگے اور بہرے معلوم ہوتے ہیں۔"

"ہاں، میرا بھی یہی خیال ہے، جنرل!"

"تمہارا کیا خیال ہے، سارجنٹ لاوافنگا؟"

"اندھیرے میں مجھے کوئی خیال نظر نہیں آرہا، جنرل سر!"

"ٹھیک ہے، اجالا پھیلنے دو۔" عمران نے کہا۔

اُن چاروں نے یہ گفتگو خاموشی سے سنی تھی۔ کسی کی طرف سے بھی کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اچھا خاصا اجالا پھیل گیا۔

اچانک کشتی کے کسی گوشے سے چھٹا آدمی نمودار ہوا۔ یہ ایک طویل قامت اور گٹھیلے جسم والا ریڈ انڈین تھا۔ جسم پر صرف ایک لنگوٹی تھی اور ہاتھ میں کلہاڑی۔

کلہاڑی کو حرکت دے کر اس سے کچھ کہنا شروع کر دیا۔ اس کا مخاطب عمران تھا۔ اس کے خاموش ہونے پر مسلح آدمیوں میں سے ایک بڑے ادب سے بولا۔ "یہ میرودازی قبیلے کے سردار کا لڑکا ہے، جنرل! تمہارے استقبال کو آیا ہے اور اظہار مسرت کر رہا ہے کہ تم اس کی سرزمین پر قدم رکھو گے۔ وہ فخر سے کہہ رہا ہے کہ جہاں دیوتا اگویرا کی اولاد کے علاوہ، مہذب دنیا کا اور کوئی فرد قدم نہیں رکھ سکتا۔ مگر وہ لوگ جو تمہارے ساتھی ہوں۔"

"میری طرف سے بھی اس کا شکریہ ادا کر دو۔ مجھے بھی مسرت ہے کہ میں کچھ دیر بعد اپنے عقیدتمندوں میں ہوں گا۔" عمران نے کہا۔

ترجمان نے کسی غیر مانوس زبان میں عمران کا مافی الضمیر اس پر واضح کر دیا۔ کشتی گھنے جنگلوں کے درمیان بہنے والے کسی دریا میں چل رہی تھی۔

عمران نے میسی ٹرینی کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اُدھر مسلح آدمیوں نے اب اپنی اسٹین گنیں کاندھوں سے لٹکالی تھیں۔ قطعی یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اُن کے قیدی ہیں اور اب وہ آپس میں گفتگو بھی کر رہے تھے۔

"یہ بھی تمہاری فوج ہی سے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کا کھیل ہے۔" ٹرینی نے جواب دیا۔

"کھیل سے کیا مراد ہے؟"

"شاید یہ ہمیں اپنے کسی مقصد کے حصول کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"میں نہیں کہہ سکتی کہ اب ہمارا کیا حشر ہوگا۔"

"کیا تم اندازہ لگا سکتی ہو کہ اس وقت ہم کہاں ہیں؟"

"امیزن ہی کا کوئی معاون دریا ہو سکتا ہے لیکن اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں، اور سنو! یہ میرودازی قبیلے کا نام بھی میں نے آج ہی سنا ہے۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ جن لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔ ایک آدھ بالکل ہی نیا قبیلہ بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان سے کچھ بعید نہیں ہے۔"

دریا کا پاٹ بتدریج کم ہوتا جا رہا تھا۔ اور جنگل دونوں جانب سے اس طرح اُن پر جھکا آرہا تھا کہ گھٹن کا احساس ہونے لگا تھا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا تپش بڑھتی جا رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے جنگلوں سے بھیگی بھیگی سی آنچ نکل رہی ہو۔

اچانک ایک جگہ کشتی بائیں کنارے سے لگا دی گئی اور سب سے پہلے میرودازی قبیلے کا نوجوان خشکی پر اُتر گیا۔ عمران کے قریب کھڑے ہوئے مسلح آدمی نے آہستہ سے کہا۔ "جنرل! اپنا خاندانی پرچم نکال لو۔"

عمران نے میسی ٹرینی کی طرف دیکھا اور وہ جلدی سے بولی۔ "تھیلا.... وہ زرد تھیلا کہاں ہے؟ میں نے جھنڈا اُسی میں رکھا تھا۔"

"میں تو صرف اپنا سامان اٹھا کر کیبن سے نکل آیا تھا۔ تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا تھا کہ کوئی زرد تھیلا بھی میرے سامان میں شامل ہوگا۔"

"تو کیا جھنڈا موجود نہیں ہے؟" مسلح آدمی آنکھیں نکال کر غرایا۔

"میں نہیں جانتا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ کس چکر میں پھنسنے جا رہا ہوں۔ ورنہ خود ہی ہر بات کا خیال رکھتا۔"

"اچھا.... اچھا.... کشتی سے اُترو۔ کچھ اور سوچا جائے گا۔"

"میں اس وقت تک کشتی سے نہیں اُتروں گا۔ جب تک کہ مجھے سارے معاملات کا علم نہ ہو جائے۔"

"کیسے معاملات....؟"

"یہی کہ مجھے بحیثیت جنرل ایگویرا کس مقصد کے حصول کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔"

"تم سودے بازی کی پوزیشن میں نہیں ہو۔"

"اس وہم میں نہ رہنا۔" عمران اکڑ کر بولا۔ "اس وقت تم پانچوں میرے رحم و کرم پر ہو۔"

"وہ کس طرح....؟"

"میں جنرل ایگویرا ہوں۔ ان کی زبان سے ناواقف ہوں تو کیا ہوا۔ میرے ایک اشارے پر تم پانچوں فنا کر دیئے جاؤ گے۔"

وہ کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔ "تم اصلی ایگویرا تو نہیں ہو۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں جو کوئی بھی ہوں ان قبائل کی ہسٹری کا ایک اچھا طالب علم بھی ہوں۔ ان کے مخصوص اشاروں سے واقف ہوں، ایسے اشارے جن میں پوری پوری تقریریں پنہاں ہوتی ہیں۔ جنگل میں سینکڑوں آنکھیں ہماری طرف نگراں ہیں۔ میں ایک اشارہ کروں گا اور زہریلے تیر تم پانچوں کو چھید کر رکھ دیں گے۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

"مجھے اسکا علم ہونا چاہیئے کہ تم لوگ مجھے کس مقصد کے حصول کیلئے استعمال کرنا چاہتے ہو؟"

"ہم تمہارے توسط سے اُن کے ایک مقدس مقام تک پہنچنا چاہتے ہیں۔"

"وہاں کیوں پہنچنا چاہتے ہو؟"

"یہ ہمیں نہیں معلوم۔"

"بس تو میں نہیں اُتروں گا۔" عمران نے کہا اور قبائلی نوجوان کو کشتی پر واپس آجانے کا اشارہ

کیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے تعمیل کی تھی۔

مسلح آدمی اپنے ساتھیوں کی طرف بے بسی سے دیکھ کر رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس سے آگے کا سبق اُسے یاد ہی نہ ہو۔ دفعتاً اُن میں سے ایک بولا۔ "ہم انہیں کور کیے رہیں گے۔ تم کیبن سے جا کر نئی ہدایات حاصل کرو۔"

"اور میری شرط بھی اپنے بڑوں تک پہنچا دینا۔ یعنی مقصد معلوم کیے بغیر میں کچھ بھی نہیں کر سکوں گا۔" عمران نے کہا اور وہ اسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھتا ہوا کیبن میں چلا گیا.... ادھر وہ قبائلی جوان سر جھکائے کھڑا تھا۔

"یہ تم نے کیا شروع کر دیا؟" ٹرینی آہستہ سے بولی۔

"خاموشی سے دیکھتی رہو، اگر تم بھی انہی سے ملی ہوئی نہیں ہو؟"

"میں کیوں ملی ہوتی۔" وہ بگڑ کر بولی۔

"اب کسی کی کسی بات پر یقین نہیں آتا۔"

"اس سچویشن میں میں تمہیں یقین دلا بھی نہیں سکتی۔"

"بس تو پھر خاموشی اختیار کرو۔ میں تمہیں الزام تو نہیں دے رہا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آگیا۔ شاید اس نے ٹرانسمیٹر پر کسی سے گفتگو کی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" وہ سر ہلا کر عمران سے بولا۔ "تمہیں مقصد سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ مجھے خصوصیت سے ہدایت ملی ہے کہ تمہارا خاص خیال رکھا جائے۔"

"بہت بہت شکریہ! میں جانتا ہوں کہ مجھ میں ایسے ہی سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔"

"ہم اپنے طور پر وہاں تک پہنچنے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ قبائلی لوگ اس راستے سے واقف ہیں جو نہایت آسانی سے مطلوبہ جگہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ اگر تم وہاں پہنچنے کی خواہش ظاہر کرو گے تو بے چوں و چرا تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو وہاں تک لے جائیں گے۔"

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قبائلی تمہارے ہاتھ کیسے لگا؟"

"یہ کوئی ایسی راز کی بات نہیں۔ جنگل کی اشیاء کے بدلے یہ اپنے استعمال کی چیزیں ہمی سے لے جاتے ہیں لیکن اپنے مخصوص علاقوں میں ہمیں قدم نہیں رکھنے دیتے.... اور سنو! اب جو کچھ بھی پوچھنا ہے، ہمارے باس سے پوچھو۔ ہم ان معاملات سے متعلق کچھ نہیں جانتے۔"

"تمہارا باس کہاں ملے گا؟"

"کیبن میں ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ تم خود اس سے جو چاہو، پوچھ لو۔"

"میں اس سے دو، دو باتیں ضرور کروں گا۔"

وہ عمران کو کیبن میں لے آیا اور ٹرانسمیٹر پر کسی کو مخاطب کر کے اس کی موجودگی کی اطلاع دی۔

"مسٹر عمران۔" دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی آواز ہے جو اسٹیمر پر بھی اس نے سنی تھی۔

"جنرل ایگویرا...." وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"ایک ہی بات ہے۔ جھنڈے کے بغیر مناسب نہیں ہے کہ تم خشکی پر اُترو۔ جھنڈا غالباً اسٹیمر ہی پر رہ گیا۔ لہٰذا فی الحال تم میرے پاس آجاؤ۔"

"اس کی کیا صورت ہوگی؟"

"یہی کشتی تمہیں مجھ تک پہنچادے گی۔"

"تمہارا انداز شروع سے دوستانہ رہا ہے اس لئے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ دونوں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔"

"ہاں.... ہاں، انہیں بھی لاؤ۔"

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ مسلح آدمی نے اُسے کیبن سے باہر نکل جانے کا اشارہ کیا۔ شاید وہ نامعلوم آدمی سے مزید گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

عمران باہر آگیا۔ میسی ٹرینی اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی اور قبائلی جوان بت بنا کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد مسلح آدمی نے کیبن سے نکل کر اونچی آواز میں اسٹر وکر سے کچھ کہا اور کشتی کا انجن جاگ پڑا۔ پھر وہ بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

عمران نے قبائلی کی آنکھوں میں حیرت کے آثار دیکھے۔ پھر شاید دوسرا تاثر احتجاج ہی کا تھا۔ اچانک اس نے جلدی جلدی کچھ کہنا شروع کر دیا جس کے جواب میں مترجم نے بھی کچھ کہا۔ اور پھر ایسا لگا جیسے وہ قبائلی جوان دریا میں چھلانگ لگا دے گا لیکن مترجم نے اپنی اسٹین گن سیدھی کر کے شاید اُسے دھمکی دی اور وہ رک گیا اور ایسے انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس سے شکوہ کر رہا ہو۔

"کیا قصہ ہے؟" عمران نے مترجم سے پوچھا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔" مترجم غرا کر بولا۔

"میسی ٹرینی نے عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔ "تم دخل اندازی مت کرو۔ یہ لوگ اسے اپنے استعمال میں لانے کے لئے روکے رکھنا چاہتے ہیں۔"

"اور وہ بے چارہ، صرف میری یعنی جنرل ایگویرا کی وجہ سے یہ سب کچھ برداشت کر رہا ہے۔"

"دیکھو، ڈیئر! جب معاملات ہماری سمجھ سے باہر ہی ہوگئے ہیں تو پھر ہم کیا بول سکتے ہیں یا کیا کر سکتے ہیں۔ یہ تو ہمارے اپنے بڑوں کا کمینہ پن ہے کہ ہم اس حال کو پہنچے ہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے نوجوان کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر ٹرینی نے پوچھا۔ "تم نے ٹرانسمیٹر پر کس سے بات کی؟"

"مجھے تو وہی آواز معلوم ہوئی تھی، جو اسٹیمر پر ہماری گفتگو میں دخل اندازی کرتی رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ جھنڈا موجود نہ ہونے کی بناء پر فی الحال، ہم سے وہ کام نہیں لیا جاسکتا، جس کے لئے لائے گئے تھے۔ لہٰذا اب وہ ہمیں اپنے پاس بلوا رہا ہے۔"

"مجبوری ہے۔ ہم تینوں تو مسلح بھی نہیں ہیں۔"

"مسلح ہوتے بھی تو میں فی الحال ان سے الجھنے کی حماقت نہ کرتا۔ ویسے میں ایک گہری چال اسٹیمر پر ہی چل چکا ہوں۔ شاید اب اس کا نتیجہ بر آمد ہونے والا ہے۔"

"کیسی چال....؟"

"فی الحال، اس سلسلے میں خاموش ہی رہو۔"

دریا کا پاٹ کم ہوتا جا رہا تھا.... اور دونوں جانب سے جنگل گویا کشتی پر جھکا آرہا تھا اور پتھریلی زمین شروع ہوگئی تھی۔ دونوں کناروں پر چٹانیں تھیں اور پھر اچانک سامنے بھی ایک چٹان آگئی۔ ساتھ ہی قبائلی جوان نے ایک زوردار چیخ ماری۔ کشتی بھی اسی طرح رکی تھی جیسے اس میں اس چیخ کا دخل رہا ہو۔

سامنے چٹان تو حائل ہوگئی ہے لیکن دریا ایک بڑے سوراخ سے گزر گیا تھا اور اس سوراخ کے پورے قطر پر چمکدار لکیریں لرز رہی تھیں اور انہی لکیروں کی وجہ سے وہ سوراخ نظر آرہا تھا، ورنہ اس چٹان کے آس پاس تو گہری تاریکی تھی اور اس کے اوپر اتنا گھنا اور اونچے درختوں والا جنگل پھیلا ہوا تھا کہ آسمان بھی نظر نہیں آتا تھا۔ قبائلی جوان کسی ننھے سے بچے کی طرح سہما ہوا نظر آرہا تھا اچانک اس نے اسٹین گن کی پرواہ کئے بغیر کنارے پر چھلانگ لگا دی اور مترجم نے چیخ کر دوسرے سے کہا۔ "فائر نہ کرنا۔ زندہ پکڑو۔"

دو مسلح آدمی بھی اس کے پیچھے کود گئے۔ وہ چھلانگیں مارتا ہوا ایک چٹان پر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے تھے اور اسی کی سی پھرتی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اچانک اس نے پلٹ کر قریبی آدمی پر کلہاڑا گھما دیا۔ جو اس کے سر پر پڑا اور وہ گر کر لڑھکتا ہوا نیچے پانی میں آگرا۔ عمران نے طویل سانس لی.... پھر اچانک فائر کی آواز سنائی دی۔ دوسرے مسلح آدمی نے قبائلی پر فائر

کر دیا تھا۔ عمران نے اُسے سینہ تھام کر بیٹھتے دیکھا۔ پھر وہ بھی لڑھکتا ہوا پانی میں آ گرا۔

مترجم چیخنے چنگھاڑنے لگا۔ وہ اس پر بُری طرح برس رہا تھا جس نے قبائلی پر فائر کیا تھا۔ لیکن وہ بھی نیچے آ کر اس پر برس پڑا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب وہ ایک دوسرے پر فائر شروع کر دیں گے۔ لیکن تیسرے نے بیچ بچاؤ کرایا.... مسی ٹرینی اور جوزف کے چہروں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے اندر ہی اندر بُری طرح کھول رہے ہوں۔ عمران نے دونوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ ادھر مترجم پھر کیبن میں گھس گیا تھا۔

"آخر یہ چمکدار اور متحرک لکیریں کیسی ہیں؟" ٹرینی نے بجھی بجھی سی آواز میں پوچھا۔

"خدا جانے.... یا ہو سکتا ہے کسی قسم کے برقیاتی نظام کے تحت راستہ مسدود کرنے کے لئے یہ شعبدہ تیار کیا گیا ہو۔"

اچانک وہ لکیریں غائب ہو گئیں اور اس غار کا دہانہ بھی اندھیرے میں ڈوب گیا جس سے دریا گزرتا تھا.... اور پھر کشتی پر ایک سرچ لائٹ روشن ہوئی اور راستہ نظر آنے لگا۔ ساتھ ہی کشتی بھی حرکت میں آ گئی لیکن اس بار اس کی رفتار ہلکی تھی۔ وہ اس غار کے دہانے میں داخل ہوئی اور آگے بڑھتی رہی۔

"یہ تو اچھی خاصی سرنگ معلوم ہوتی ہے۔" ٹرینی نے کہا۔

"مترجم، جو پھر اُن کے قریب آ بیٹھا تھا، بولا۔ "ہم نے اُسے سرنگ کی شکل دے کر راستہ بنایا ہے ورنہ یہ دریا چھوٹی چھوٹی دراڑوں سے گزر گیا تھا۔"

"اور وہ لرزتی ہوئی چمکدار لکیریں کیسی تھیں؟"

"مڑ کر دیکھو۔"

عمران نے پلٹ کر دیکھا۔ سرنگ کے دہانے پر پھر وہی روشن اور لرزتی ہوئی لکیریں دکھائی دینے لگی تھیں۔

"اس طرح ہم نے دوسروں کا راستہ روکا ہے۔ فولاد کا ستون بھی اگر دہانے میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا تو ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جائے گا۔"

"اسے کہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہے؟"

"ہم نہیں جانتے لیکن ابھی میں نے ٹرانسمیٹر پر راستہ کھولنے کو کہا تھا۔"

"واقعی تم لوگ حیرت انگیز ہو۔"

"رفتہ رفتہ ساری دنیا کے سمجھدار لوگ ہمارے ساتھ ہو جائیں گے۔"

ٹرینی نے عمران کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ شاید وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان لوگوں سے زیادہ بات چیت کی جائے۔

اس سرنگ سے گزر جانے میں تقریباً دس منٹ صرف ہوئے تھے۔ اس کے بعد پھر وہی سائیں سائیں کرتا ہوا جنگل تھا۔ پھر ایک جگہ کشتی رک گئی اور ان سے اُترنے کو کہا گیا۔ یہاں بھی کناروں پر چٹانیں تھیں۔ اُن تینوں کو اُتار دیا گیا۔ اور کشتی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"جنرل ایگو یرا تم دونوں کے لئے بے حد مغموم ہے۔" عمران نے منہ سکھا کر کہا۔

ٹرینی خوفزدہ انداز میں چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "تم نے تو اُن سے یہ بھی نہ پوچھا کہ ہمیں تنہا کیوں چھوڑے جا رہے ہیں۔"

"تم نے بولنے سے منع کر دیا تھا۔" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"سوچنے کی بات ہے، باس!" جوزف بولا۔ "آخر ہمیں یہاں اس طرح کیوں چھوڑ دیا گیا ہے؟"

"سوچ جاؤ۔" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"کیا تمہاری بوتل میں کچھ بچی کچھی ہے؟" ٹرینی نے جوزف سے پوچھا۔

"نہیں، مسی! میرا تھیلا بالکل خالی ہے۔ لیکن اب مجھے اس کی پرواہ بھی نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"یہاں مجھے کہیں نہ کہیں وہ گھاس ضرور مل جائیگی جو شراب کا نعم البدل ثابت ہوتی ہے۔"

"کون سی گھاس؟ میں نے تو ایسی کسی گھاس کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔"

"ہوتی ہے.... پتا نہیں! ادھر کیا کہلاتی ہو۔ میرے دیس میں شپلالی کہلاتی ہے۔"

دفعتاً بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر آوازوں کی سمت متوجہ ہو گئے۔ چڑھائی سے تین فوجی نیچے آتے دکھائی دیئے اور ٹرینی بولی۔ "خدا کی پناہ! یہ تو اپنے ہی فوجی ہیں۔"

"اس وہم میں نہ پڑنا۔ یہ سب تمہاری فوج ہی کی وردی استعمال کرتے ہیں.... تمہارے فوجی نہیں ہیں۔"

قریب پہنچ کر فوجیوں نے عمران کو سیلوٹ کیا تھا۔ پھر ایک نے آگے بڑھ کر کہا تھا۔ "جنرل، سر! ہمارے ساتھ تشریف لے چلیئے۔"

عمران نے سر کو اثبات میں جنبش دی اور اسی چڑھائی سے گزر کر وہ دوسری طرف اُتر گئے۔ مسی ٹرینی کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ دفعتاً جوزف بائیں طرف کی جھاڑیوں میں گھس گیا.... اور عمران نے آگے چلنے والے فوجی کو کاشن دیا۔ "ہالٹ.... اباؤٹ ٹرن...."

وہ رک کر اس کی طرف مڑ گیا۔ دو فوجی اُن کے پیچھے تھے۔

"میرا اردلی، جھاڑیوں میں کچھ تلاش کر رہا ہے۔" عمران نے راہ نمائی کرنے والے فوجی سے کہا۔

"او۔ کے، سر، جنرل!"

تھوڑی دیر بعد جوزف اپنی جیبیں پھلائے ہوئے جھاڑیوں سے واپس آیا اور مٹھی بھر نشہ آور گھاس ٹرینی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "ٹرائی کرو۔"

"کیسے ٹرائی کروں؟"

"ایسے...." جوزف نے تھوڑی سی گھاس نکال کر منہ میں ٹھونستے ہوئے کہا اور پھر اُسے چپل چپل کر چوسنے لگا۔

"ناؤ.... موو آن...." عمران نے اونچی آواز میں کہا اور وہ پھر چل پڑے۔ ٹرینی جوزف سے کہہ رہی تھی۔ "نہیں، تم ہی رکھو۔ میں اتنی عادی نہیں ہوں۔ بس تھکن دور کرنا چاہتی تھی۔"

"تھکن بھی دور ہو جائے گی۔ تم چکھو تو...." جوزف نے کہا۔

لیکن ٹرینی نے اُسے شپلالی واپس کر دی۔

کچھ دیر بعد وہ ایک غار میں داخل ہوئے لیکن اندر پہنچتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے جنت میں داخل ہو گئے ہوں۔ باہر کی تپش اور مرطوب ہوا سے فوری نجات مل گئی۔ جسے وہ غار سمجھے تھے، ایک بہت ہی لمبا چوڑا ایئر کنڈیشنڈ ہال تھا جس میں چاروں طرف دودھیا رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

ایک دراز قد سفید فام آدمی نے جو خود بھی جنرل کی وردی میں تھا، آگے بڑھ کر عمران کا استقبال کیا۔ اس کی آواز سن کر ٹرینی بھی چونکی تھی۔ کیونکہ یہی آواز اس نے اسٹیمر پر بھی سنی تھی۔

پھر وہ انہیں ایک طرف لے چلا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آرام دہ کمرے میں بیٹھے ہوئے کافی پی رہے تھے۔ "اب میں تم سے تنہائی میں کچھ گفتگو کروں گا۔" سفید فام جنرل نے عمران سے کہا۔ "تمہارے ساتھی یہیں آرام سے رہیں گے۔"

"لیکن میں ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا۔" عمران بولا۔

"تھوڑی دیر کے لئے۔"

"اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔" عمران نے کہا۔ اور سفید فام آدمی اُسے وہاں سے اٹھا لایا۔ پھر وہ ایک لفٹ تک آئے تھے۔ لفٹ انہیں نامعلوم گہرائی تک لے جا کر رک گئی۔ دروازہ کھلا اور وہ لفٹ سے نکلے۔ یہ بھی اتنا ہی بڑا ہال تھا، جتنا وہ اُوپر چھوڑ آئے تھے۔

"میرا نام اُولاف گریسکی ہے۔ میں بھی زیرولینڈ کے بڑوں میں سے ہوں اور تمہاری طرف

دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔"

عمران نے پُرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا تھا۔ پھر وہ دونوں ایک طرف جا بیٹھے۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ بات کہاں سے شروع کی جائے۔" اُولاف نے کہا۔ "لیکن اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں بڑوں کا فیصلہ کالعدم بھی کرا سکتا ہوں۔"

"کون سا فیصلہ؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں سزائے موت دینے کا۔"

"لیکن مجھے اس کے لئے کیا کرنا ہوگا؟"

"تھریسیا کی نشاندہی کر دو۔"

"سنو دوست! اس عورت ٹرینی کے چکر میں پھنس کر مجھ سے وہ حماقت سرزد ہوگئی۔ یعنی تم نے ہماری گفتگو سن لی تھی۔ بعد میں وہ بھی مجھ سے برہم ہونے لگی تھی کہ میں نے وہ ذکر کیوں چھیڑا تھا۔"

"مقدر اچھا ہے تمہارا، کہ میں نے وہ بات سن لی تھی۔ ورنہ اس بار زندہ نہ بچتے۔ اب اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو جان بچا لینے کے علاوہ اور فوائد بھی حاصل کر سکتے ہو۔"

"پچھلی بار میں نے اُسے تمہارے اسی پوائنٹ پر دیکھا تھا، جہاں سے ٹھنڈا سورج کنٹرول کیا جاتا تھا اور میرے خیال میں وہ اب بھی وہیں ہوگی۔" عمران نے کہا۔

"کس نام سے پکاری جاتی ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ بس وہاں کی عورتوں میں نظر آئی تھی اور مجھے یقین ہے کہ اس روپ میں وہ کوئی اہم رول ادا کر رہی ہوگی۔ بہرحال میں دوبارہ دیکھ کر نشاندہی کر سکتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ جنرل ایگوریا کا کیا چکر تھا؟"

"اس کے توسط سے ہم ایک اہم پوائنٹ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے جہاں سے چاروں طرف نظر رکھ سکتے.... یعنی ان پارٹیوں سے نپٹ سکتے.... جو مختلف راستوں سے ہم تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہ پوائنٹ ایسا ہی ہے جہاں سے ہر طرف مار کی جا سکتی ہے۔ خیر اُسے پھر دیکھیں گے۔ میرے آدمیوں کی غلطی سے پرچم اسٹیمر ہی پر رہ گیا تھا۔ خیر جلد ہی اُسے بھی دیکھا جائے گا۔ پہلے تم تھریسیا کا قصہ نپٹا دو۔"

"مجھے پھر وہیں بھجوا دو۔ میں اُسے دیکھ لوں گا۔" عمران بولا۔

"لیکن ایک بات واضح کر دوں کہ تم وہاں اس کام کے علاوہ اور کچھ بھی کرنے کی کوشش

نہیں کرو گے۔"

"خودکشی سے مجھے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "اور پھر اب میرا کہیں ٹھکانا نہیں۔ اپنے ملک میں تو مردہ ہی قرار دیا جاچکا ہوں اور اگر خود کو زندہ بھی ثابت کردوں تو میرا ملک بڑی طاقتوں کے ڈر سے مجھے قبول کرنے پر بھی تیار نہ ہوگا۔"

وہ عمران کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اُس کے خاموش ہونے پر مسکرا کر بولا۔ "تو پھر اب تم نے اپنے مستقبل کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"میرا اب کوئی مستقبل ہی نہیں ہے۔"

"یہ مت کہو۔ تم زیرولینڈ کے بڑوں میں بھی شامل ہو سکتے ہو۔"

"طفل تسلیاں ہیں لیکن میں تمہارا یہ کام ضرور کروں گا۔ میں عرصے سے اس کا خواہشمند ہوں کہ کسی طرح تھریسیا کی گردن اڑ جائے۔"

"کیا وہ کسی یوروپین عورت کے روپ میں تھی؟"

"ہاں، اور لہجہ انگریزوں کا سا تھا۔ اور اس وقت بھی میں نے محسوس کیا تھا۔ وہ اس روپ میں کوئی قابلِ ذکر حیثیت نہیں رکھتی۔"

"تم میک اپ کے بھی ماہر ہو۔"

"ہاں، میں نے بھی سنا ہے۔"

"تم اپنی صحیح قدر و قیمت سے آگاہ نہیں ہو، مسٹر عمران! ہو سکتا ہے کہ تم ہم میں وہی پوزیشن حاصل کرلو جو آج تھریسیا کی ہے۔"

"میں خواب کبھی نہیں دیکھتا.... تمہارا یہ کام بلامعاوضہ کروں گا۔"

"میں تمہیں ایک تصویر دوں گا۔ اسی کی مطابقت سے اپنا میک اپ کرو۔ کیا انگریزوں کے لہجے پر بھی قادر ہو؟"

"کیوں نہیں.... میرا امتحان کرلو۔" عمران نے انگریزوں ہی کے سے لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ....!" وہ اچھل پڑا۔ "مجھے یقین ہے کہ تمہیں کامیابی ہوگی۔ اپنے ساتھیوں کے چہروں میں بھی مناسب تبدیلیاں کرو اور انہیں قیدیوں کی حیثیت سے وہاں لے جاؤ۔ اس مرکز میں تعمیر کا کام بھی ابھی جاری ہے اور اس کے لئے مزدوروں کی شدید ضرورت ہے۔"

"میں سمجھ گیا۔"

بات پکی ہوگئی اور عمران نے شام تک ساری تیاریاں مکمل کرلیں۔ یعنی جوزف اور ٹرینی کے

چہروں میں بھی تبدیلیاں کردیں۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" ٹرینی نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"جس کام کے لئے تمہارے توسط سے پھانسا گیا تھا۔ وہی ہو رہا ہے۔" عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔ "اب میں تم دونوں کو قیدی بنا کر لے چلوں گا اور اب میں کرنل کارٹر براؤن ہوں۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"اس سے پہلے جنرل اگویرا تھا۔ وہ کیا بات تھی؟"

"مسی! خاموش رہو۔ باس پر اعتماد کرو۔" جوزف آہستہ سے بولا۔ "تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔"

وہ خاموش رہی۔ اس کے بعد وہ پھر ایک لفٹ ہی کے ذریعے بہت گہرائی میں گئے تھے اور لفٹ ایک سرنگ کے دہانے پر رکی تھی۔ اتنی کشادہ سرنگ تھی کہ دو ٹرک بہ آسانی برابر سے چل سکتے تھے۔ لیکن یہاں ٹرک کی بجائے عجیب وضع کی ایک چھوٹی سی گاڑی کھڑی نظر آئی۔ شاید عمران کو اس کی ترکیب استعمال سے پہلے ہی آگاہ کردیا گیا تھا۔ قیدیوں کو اگلے حصے میں بٹھا کر خود پیچھے آبیٹھا اور ایک بٹن دباتے ہی گاڑی چل پڑی۔ اس پوری سرنگ میں بھی دودھیا روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

گاڑی کی رفتار اکیس میل فی گھنٹہ اسپیڈومیٹر سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اچانک ایک گرجدار آواز سنائی دی۔ "ہو کمس دیئر؟" (Who Comes There?)

"اِٹ از کرنل کارٹر براؤن۔" عمران نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔

"کیپ موونگ....!" کہا گیا۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد گاڑی خود بخود رک گئی تھی۔ یہاں ایسا لگتا تھا جیسے وہ ایک عظیم الشان گنبد میں پہنچ گئے ہوں۔ دو فوجیوں نے آگے بڑھ کر سلیوٹ کیا اور عمران نے ان دونوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "جنرل گریسکی کے قیدی ہیں۔ دوسروں سے الگ رکھے جائیں گے۔ جنرل خود آکر اُن سے گفتگو کریں گے۔"

پھر وہ دونوں کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

اس گنبد سے نکلتے ہی اُسے سبز بادلوں والا آسمان نظر آیا۔ ابھی چونکہ کچھ کچھ دھوپ باقی تھی اس لئے وہ سبز رنگ کی دھند سمیٹی نہیں گئی تھی۔ جو دن بھر وادی کی فضا پر طاری رہتی تھی۔ سامنے ہی وہ عمارت بھی دکھائی دی، جہاں اُس نے جوزف اور جیمسن کے ساتھ کچھ وقت گزارا تھا۔

وہ عمارت کی جانب بڑھتا رہا۔ اسے علم تھا کہ سیکیورٹی کا عملہ عمارت کے کس حصے میں رہتا

ہے۔ جنرل ٹریسکی نے اُسے بتایا تھا کہ وہ یہاں سیکیوریٹی کے چیف کی حیثیت سے رہے گا۔ پچھلا سیکیوریٹی چیف واپس بلالیا گیا ہے اور سیکیوریٹی کے عملے کو اطلاع دے دی گئی ہے کہ نیا چیف کرنل کارٹر براؤن پہنچ رہا ہے۔ غالباً اُسے سیکیوریٹی چیف کی حیثیت سے اسی لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ بلا روک ٹوک عمارت کے ہر حصے میں پہنچ سکے۔ ورنہ پھر وہ وہاں تھریسیا کو کیسے تلاش کر سکتا۔

کرنل کارٹر براؤن کی شخصیت عملے کے افراد کے لئے بالکل نئی تھی۔ اس لئے اُس کے اسسٹنٹ میجر وارڈ نے اُسے عمارت کا چپہ چپہ دکھادیا تھا اور عمران نے خوب اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ وہ عمارت کے کسی حصے میں کس طرح پہنچ سکتا ہے۔ وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ بسا اوقات تقدیر بھی کیسے کیسے گل کھلاتی ہے۔ اس وقت صرف تین انچ کی زبان ہل رہی تھی۔ جب اس نے زیرولینڈ کے کسی نامعلوم آدمی کو سنانے کے لئے تھریسیا کا ذکر چھیڑا تھا اور ٹرینی کو بتانے لگا تھا کہ وہ تھریسیا کو پہچان سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی قسم کے میک اپ میں ہو، اسے یقین نہیں تھا کہ وہ یہ بات تھریسیا کے کسی دشمن ہی تک پہنچا رہا ہے.... لیکن مقدر کے کھیل کہ تیر صحیح نشانے پر بیٹھا اور اُسے جنرل گریسکی تک پہنچادیا گیا۔ گویا صیاد خود ہی صید ہونے والا تھا۔

عمران خاصی رات گئے تک عمارت کے مختلف حصوں میں گھومتا رہا۔ لیکن میڈیلینا کہیں دکھائی نہ دی۔ میجر وارڈ، جو خود بھی انگریز ہی معلوم ہوتا تھا اس کے ساتھ ساتھ رہا تھا... اور شاید اس پر خوش بھی تھا کہ اس کا نیا آفیسر بھی انگریز ہی ہے۔

رات گزار کر دوسرے دن صبح ہی صبح عمران نے میجر وارڈ کو طلب کر کے جوزف اور ٹرینی کو بلوایا اور میجر وارڈ سے کہا کہ وہ دونوں انجینئر ہیں لہٰذا انہیں پرنسپل پلانٹ پر رکھا جائے اور وہ خود انہیں وہاں تک لے جائے گا۔

اس طرح عمران کی رسائی اس جگہ تک بھی ہو گئی جہاں سے ٹھنڈے سورج کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔ بہر حال، دوسرے دن کے اختتام تک وہ وہاں کے سارے رازوں سے واقف ہو گیا تھا اور اس کی وہ رات خاصی مصروفیتوں میں گزری تھی۔

دوسرے دن اس نے جوزف اور ٹرینی کو اپنے دفتر میں طلب کیا اور ان سے ادھر اُدھر کے سوالات کرنے کے بعد بولا۔ "تم دونوں کو پھر جنرل گریسکی کے پاس واپس چلنا پڑے گا۔"

وہ کچھ نہ بولے۔ سر جھکائے کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے انہیں ساتھ لیا اور جنرل گریسکی کے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔

"تم انہیں کیوں لائے ہو؟" اس نے عمران سے سوال کیا۔

"علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

ان دونوں کو بالائی منزل کے ہال ہی میں چھوڑ دیا گیا تھا اور جنرل گریسکی عمران کو اپنے آفس میں لے آیا۔ یہاں ایک جانب کچھ اس قسم کی مشینیں بھی دکھائی دیں جنہیں برقیاتی نظاموں کے "کنٹرول" کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔

"فی الحال یہ عورتیں وہاں موجود نہیں ہیں۔" عمران نے ایک لسٹ نکال کر اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور لسٹ کو دیکھنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "یہ سب تین دن بعد یقینی طور پر واپس آجائیں گی۔ اس وقت دیکھ لینا۔"

"لیکن جنرل! ہو سکتا ہے وہ آج کل کسی اور یونٹ میں ہو۔"

"فکر نہ کرو۔ میں تمہیں ہر یونٹ میں بھجواؤں گا۔"

ٹھیک اسی وقت عجیب سی آواز کمرے میں گونجی اور گریسکی چونک کر ان مشینوں کی طرف دیکھنے لگا جو بائیں جانب والی دیوار کے ساتھ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس نے اٹھ کر اُن کے ایک پش سوئچ پر انگلی رکھ دی۔ ایک اسکرین روشن ہوئی اور اس پر غار کا وہی دہانہ نظر آنے لگا جس سے دریا اس خطے میں داخل ہوا تھا اور جس پر چمکدار لرزتی لکیریں مسلط رہتی تھیں۔

اس کے ساتھ ہی آواز آئی۔ "جنرل گریسکی! میں میڈیلینا ہوں۔ راستہ کھول دو۔"

وہ تھریسیا کی وہی آواز تھی جس میں وہ بحیثیت میڈیلینا گفتگو کرتی تھی۔

گریسکی نے کچھ اور سوئچ دبائے اور عمران اس کی حرکت کو بغور دیکھتا رہا۔ غار کے دہانے سے چمکدار لکیریں غائب ہو گئیں اور ایک کشتی دہانے کی جانب بڑھتی دکھائی دی۔ میڈیلینا سامنے ہی کھڑی نظر آئی اور گریسکی ایک کے علاوہ سارے سوئچ آف کر کے بولا۔ "یہ آرہی ہے۔ اسے بھی دیکھنا۔"

"اسے بہت دیکھ چکا ہوں۔ یہی تو مجھے ان چاروں کے ساتھ یہاں لائی تھی۔"

"بہر حال، یہ ان عورتوں میں سے ہے، جن سے تھریسیا براہِ راست رابطہ رکھتی ہے۔"

"مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ تو پھر میں کیوں نہ اسی پر مسلط ہو جاؤں۔"

"لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بھی تھریسیا کی نشاندہی نہ کر سکے گی اور ہاں، میری دانست میں یہی بہتر ہو گا کہ تم اس سے دور ہی دور رہو کہیں تمہیں پہچان نہ لے۔ حالانکہ تم نے میک اپ بہت اچھا کیا ہے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ یہ کارٹر براؤن ہے کون؟ جس کا میک اپ تم نے مجھ پر کرایا ہے۔"

"ایک دور افتادہ اور غیر اہم یونٹ میں وہ اس وقت بھی موجود ہے۔ لیکن مجھے اختیار ہے کہ میں لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہوں۔ یہاں تمہاری جگہ جو شخص کام کر رہا تھا، میں نے اسے میکسیکو بھیج دیا ہے۔"

"تب پھر کیا پریشانی ہے۔ مجھے میڈیلینا کے سامنے آنے دو۔"

"نہیں، میں اس سلسلے میں محتاط رہنا چاہتا ہوں۔ تم اس کے سامنے نہیں آؤ گے۔"

عمران حقیقتاً یہی چاہتا بھی تھا۔ مخدوش تھا، میڈیلینا کے روبرو آنا۔

اُوپری منزل کے ہال سے ملحقہ ایک کمرے میں قیام کرنے کی ہدایت اُسے ملی تھی جہاں سے وہ ہال میں داخل ہونے والوں پر نظر رکھ سکتا۔ کچھ دیر بعد جنرل گریسکی اپنے آفس سے نکل کر ہال کے وسط میں آ کھڑا ہوا۔ شاید میڈیلینا کے استقبال کے لئے۔ ہو سکتا ہے میڈیلینا اتنی ہی اہم رہی ہو۔ دفعتاً کمرے کا دوسرا دروازہ کھلا.... اور ٹرنی اور جوزف بھی اس کے برابر آ کھڑے ہوئے اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر جیب سے قلم اور کاغذ نکال کر انہیں دکھاتا ہوا لکھنے لگا۔ یہاں کا ہر حصہ بگڈ ہے۔ اس لئے اپنے اصل معاملات سے متعلق ہرگز کوئی گفتگو نہ کرنا۔

دونوں نے سروں کو اثبات میں جنبش دی اور شارٹ سرکٹ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئے، جس کے اسکرین پر ہال کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد میڈیلینا، سات آٹھ افراد کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی۔ ان میں ایک بے حد لمبا اور دُبلا پتلا آدمی بھی تھا۔ لیکن چہرے سے سنگ ہی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

عمران نے طویل سانس لی اور سوچنے لگا۔ پھنس ہی گیا آخر..... میڈیلینا کی چاہت میں مارا جائے گا۔ جنرل گریسکی کا انداز فدویانہ تھا۔ تھریسیا کی پرسنل اسسٹنٹ کی بھی اتنی بڑی حیثیت تھی؟ عمران متحیر رہ گیا۔

ہال ہی کے ایک گوشے میں وہ سب جا بیٹھے۔ عمران، ان کی گفتگو بھی سن رہا تھا لیکن ٹی وی پر آوازوں کا حجم اتنا کم رکھا تھا کہ وہ کمرے کے باہر سے نہ سنی جا سکیں۔

میڈیلینا کہہ رہی تھی۔ "میں نے دیکھا ہے کہ وہ تین مختلف اطراف سے وادی کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں.... تم نے اس زیارت گاہ پر قبضہ کر لیا یا نہیں۔ کیونکہ وہیں سے چاروں طرف مار کی جا سکتی ہے۔"

"وہ تو ان لوگوں کی حماقتوں کی وجہ سے کام بگڑ گیا۔ جنہوں نے ان تینوں کو اسٹیمر سے اتارا تھا۔" جنرل گریسکی نے کہا۔

"کیا مطلب.....؟" میڈیلینا کا لہجہ بے حد تیکھا تھا۔

"جنرل ایگویرا کا خاندانی جھنڈا اسٹیمر ہی پر رہ گیا تھا۔ لہٰذا بوقت ضرورت وہ نہ مل سکا اور اس کے بغیر زیارت گاہ کی طرف بڑھنا ممکن نہ ہوتا۔ بہتیرے قبائلی، جنرل ایگویرا کو صورت سے نہیں پہچانتے لیکن اس کے خاندانی نشان سے سبھی واقف ہیں۔"

"تو اب وہ تینوں کہاں ہیں؟"

"قبائلیوں کے زہریلے تیروں کا نشانہ بن گئے۔"

"کیا کہہ رہے ہو.....؟" میڈیلینا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"میں کیا کر سکتا تھا۔ میرے نالائق آدمیوں سے حرکت ہی ایسی سرزد ہو گئی تھی۔ انہوں نے قبائلی سردار کے بیٹے کو قابو میں رکھنا چاہا لیکن وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا اور نتیجے کے طور پر خود مارا گیا۔ بس پھر کیا تھا، دونوں اطراف سے کشتی پر تیر برسنے لگے۔ ہمارا صرف ایک آدمی زندہ بچا تھا جو کشتی کو نکال لایا۔"

میڈیلینا سر تھام کر بیٹھ گئی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تمہاری غفلت سے دنیا کا ایک بہترین دماغ ضائع ہو گیا۔ جانتے ہو، جنرل ایگویرا کے روپ میں کون تھا؟"

"اوہ..... تو کیا وہ جنرل ایگویرا نہیں تھا؟"

"نہیں، وہ عمران تھا۔ میں نے اُسے اس زیارت گاہ پر قبضہ کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہا تھا۔"

دفعتاً عمران نے لمبے آدمی کو اٹھتے دیکھا۔ وہ جنرل گریسکی کی طرف مڑ گیا تھا..... پھر اچانک اس نے اس پر چھلانگ لگائی اور جونک کی طرح چمٹ گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" میڈیلینا چیخی۔

"میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا.... اگر عمران اس کی وجہ سے مرا ہے۔" عمران نے سنگ ہی کی آواز سنی۔ ساتھ ہی وہ گریسکی کے حلق سے برآمد ہونے والی خرخراہٹوں کی آوازیں بھی سن رہا تھا۔

"ہٹو.... ورنہ گولی مار دوں گی۔" میڈیلینا نے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکال لیا۔

"مار دو.... لیکن یہ ضرور مرے گا۔" سنگ نے کہا اور اسے چھوڑ کر اٹھ گیا۔ اٹھا کیا تھا، چھلانگ مار کر دور جا کھڑا ہوا تھا۔

عمران جہاں تھا وہیں رکا رہا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ تھریسیا اُسے گولی نہیں مار سکے گی۔

"تمہیں مرنا پڑے گا، سنگ! تم نے زیرولینڈ کے ایک بڑے کو مار ڈالا ہے۔"

"اس کی وجہ سے وہ شخص مرا ہے جس کی موت مجھے کبھی گوارا نہیں ہوئی۔"

"اوہ.... تو تم ابھی تک اس کے سلسلے میں مجھ سے فراڈ کرتے رہے ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"تو وہ تمہاری نظر میں تھا، اس وقت، جب تم نے مجھ سے کہہ دیا تھا کہ تم اس کا سراغ کھو چکے ہو۔"

"میرے ساتھ ہی تھا لیکن میں نے اُسے چلتا کر دیا تھا۔"

"تم نے ایسا کیوں کیا؟.... جب کہ وہ ہم سب کا مشترکہ دشمن تھا۔"

"میں نے کبھی اسے اپنا دشمن ہی نہیں سمجھا۔ وہ دنیا میں واحد شخص تھا جو مجھے سمجھتا تھا۔"

"اچھا، تو اب تم بھی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"ذرا ایک منٹ۔" سنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم جانتی تھیں کہ وہ برازیل ہی میں موجود ہے اور تم نے اُسے کسی طرح استعمال بھی کرنے کی کوشش کی۔ پھر مجھے کیوں اس سے لاعلم رکھا تھا؟"

"اس لئے کہ میں تمہیں بھی مار ہی ڈالنے کے لئے یہاں لائی ہوں۔" میڈیلینا مسکرا کر بولی۔ بڑی سفاکی تھی، اس مسکراہٹ میں۔

"اگر یہ بات ہے تو تم مجھے ضرور مار ڈالو۔" سنگ نے قہقہہ لگایا۔

"اپنی روایتی اچھل کود مجھے بھی دکھاؤ گے؟" میڈیلینا نے بڑی حقارت سے کہا۔ ادھر عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں سنگ مارا ہی نہ جائے۔ اچانک اس نے اپنا مشین پستول نکالا اور ان دونوں کو وہیں رکے رہنے کا اشارہ کر کے کمرے سے نکل آیا۔

"خبردار!" اس نے ہال میں پہنچ کر ہانک لگائی۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم لوگ کون ہو؟ اوہ.... یہ جنرل کو کیا ہوا؟"

وہ تیزی سے ان کی طرف جھپٹا۔ میڈیلینا نے پل بھر کے لئے سنگ کی طرف سے نظر ہٹائی تھی کہ سنگ نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن میڈیلینا بھی پھرتی سے ایک طرف ہو گئی۔

"خبردار!" عمران نے انہیں للکارا۔ "اگر اب کسی نے اپنی جگہ سے جنبش کی تو مارا جائے گا۔"

میڈیلینا اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ سنگ ہی جہاں تھا وہیں ساکن ہو گیا۔ عمران نے میڈیلینا سے پوچھا۔ "تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہی ہو؟ جنرل کو کیا ہوا ہے؟"

"تم کون ہو؟" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"سکیورٹی چیف.... کرنل کارٹر براؤن۔"

"ایک ماہ پہلے تو نہیں تھے؟"

"جنرل نے مجھے تاہیتی کے یونٹ سے طلب کیا ہے۔"

"جنرل مر چکا ہے.... اور میں میڈیلینا ہوں.... مادام ٹی تھری بی کی پرسنل اسسٹنٹ۔"

عمران نے پستول بائیں ہاتھ میں لے کر اسے سیلوٹ کیا لیکن سنگ کی طرف سے غافل نہیں تھا۔ جیسے ہی اس نے اس کے پستول والے ہاتھ پر جھپٹا مارا، اس نے بڑی پھرتی سے پیچھے ہٹ کر اس کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگ پھنسا کر جھٹکا دیا۔ سنگ اُچھلا اور دھم سے فرش پر آ رہا۔

"بہت اچھے۔" میڈیلینا کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ پھر سنگ سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ تھریسیا کے ساتھ آنے والے اس پر ٹوٹ پڑے۔ میڈیلینا، عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے عمران سے کہا۔ "اگر تم اس کا تماشہ دیکھنا چاہتے ہو تو ضرور دیکھو۔ لیکن خیال رہے کہ اسے ہر حال میں مرنا ہے۔"

"او۔کے مادام!"

چھ افراد سنگ پر ٹوٹ پڑے تھے لیکن وہ کسی چکنی مچھلی کی طرح ان کی گرفت سے نکل گیا۔ پھر ایک کی پسلی پر اس کی ٹھوکر پڑی تھی اور دوسرے کی کنپٹی پر گھونسہ، دونوں ڈھیر ہو گئے لیکن ابھی چار باقی تھے اور بُری طرح جھلائے ہوئے نظر آتے تھے۔

"کوئی گولی نہ چلائے۔" میڈیلینا نے کہا۔ "اور نہ خنجر استعمال کرے۔ یونہی بے بس کرو، اسے۔"

"تم شاید مجھے اچھی طرح نہیں جانتیں۔" سنگ نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس وقت چار افراد سے دھینگا مشتی کر رہا ہے۔ ایک بار پھر وہ چاروں اس سے چمٹ گئے تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ اسے کسی طرح گرا دیں لیکن انہیں اس میں کامیابی نہ ہوئی اور سنگ نے اونچی آواز میں کہا۔ "میڈیلینا! میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم ذہنی طور پر غیر متوازن ہو۔ ورنہ تمہاری باتوں میں کبھی نہیں آتا۔ تم مجھے اس لئے لائی تھیں کہ میں تھیریسیا کو تلاش کر کے مار ڈالوں۔"

میڈیلینا نے قہقہہ لگایا اور عمران آہستہ سے بولا۔ "خدا جانے یہاں کیا ہو رہا ہے۔ اپنے ہی لوگ مادام ٹی تھری بی کے دشمن ہو گئے ہیں۔"

"یہ بکواس کر رہا ہے۔" میڈیلینا اس کی طرف مڑ کر بولی۔

"ہو سکتا ہے، مادام! لیکن اس سے پہلے بھی میں کچھ سن چکا ہوں۔ وہ جو وہاں مرا پڑا ہے، اس نے بھی کچھ اسی قسم کی باتیں کی تھیں اور شاید یہ سمجھتا تھا کہ مجھے روسی زبان نہیں آتی۔"

"کیا مطلب؟" وہ اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئی۔

"میں آپ کو ضرور بتاؤں گا لیکن اس قصے کو تو ختم ہو جانے دیجئے۔"

اس دوران میں سنگ مزید دو کو گرا چکا تھا.... اور بقیہ دو کچھ اس طرح اُس پر حملے کر رہے تھے جیسے اس کی زد سے دور ہی رہنا چاہتے ہوں۔

دفعتاً میڈیلینا آگے بڑھی اور بلاؤز کے گریبان سے کوئی چیز نکال کر سنگ کے چہرے پر کھینچ ماری۔ ہلکا ہلکا سا دھواں اس کے سر کے گرد چکرانے لگا اور پھر وہ لڑکھڑاتا ہوا دو چار قدم چل کر فرش پر گر پڑا۔

"اب اس کے ہاتھ پیر باندھ کر ایک طرف ڈال دو۔" میڈیلینا بولی۔ ان دونوں نے اس طرح تعمیل شروع کر دی تھی جیسے دلی مراد بر آئی ہو اور میڈیلینا نے عمران سے کہا۔ "تم میرے ساتھ آؤ۔"

وہ اسے جنرل گریسکی کے آفس میں لائی تھی اور بیٹھنے کو کہہ کر خود جنرل گریسکی کی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"ہاں، اب بتاؤ، کیا بات تھی؟"

"تین دن پہلے یہاں کوئی جنرل ایگویرا آیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک عورت اور ایک سیاہ فام مرد تھا۔ جنرل گریسکی اس سے اس طرح ملا تھا جیسے دونوں بہت دنوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں اور انہوں نے روسی زبان میں گفتگو شروع کر دی تھی۔ تذکرہ مادام ٹی تھری بی کا تھا۔ جنرل ایگویرا کہہ رہا تھا کہ وہ مادام کو ہر حال میں پہچان سکتا ہے خواہ کسی بھی میک اپ میں ہوں۔ اس پر جنرل نے کہا تھا کہ اگر وہ انہیں تلاش کر کے نشاندہی کر دے تو وہ اس کی سزائے موت منسوخ کرا سکتا ہے۔"

"اوہ...." میڈیلینا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "یہ جنرل گریسکی نے کہا تھا؟"

"ہاں، مادام! جنرل گریسکی نے کہا تھا.... پھر وہ جنرل ایگویرا کو یقین دلانے کی کوشش کرنے لگا تھا کہ کوئی بڑا مادام کو پسند نہیں کرتا۔ سب یہی چاہتے ہیں کہ ان کا خاتمہ ہو جائے۔ مجھے بے حد حیرت ہوئی تھی جنرل کی باتیں سن کر.... لیکن میں کیا کر سکتا تھا۔"

"پھر جنرل ایگویرا کہاں گیا؟"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم مادام! کہ اسکے بعد کیا ہوا؟ کیونکہ جنرل نے مجھے میری جگہ پر بھیج دیا تھا۔"

"اسے تلاش کرو، کرنل.... اور یقین کرو کہ اب تم جنرل گریسکی کی جگہ پر کام کر رہے ہو، جنرل کارٹر براؤن! کرنل کے نشانات ہٹا کر لیفٹیننٹ جنرل کے نشانات اپنی وردی پر لگاؤ۔"

عمران نے کرسی سے اٹھ کر اسے سیلوٹ کیا اور بولا۔ "لیکن وہ عورت اور سیاہ فام آدمی میری تحویل میں ہیں۔"

"کہاں ہیں؟"

"میں ابھی حاضر کرتا ہوں، مادام!"

"جلدی کرو۔" میڈیلینا نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ عمران کمرے سے نکل گیا اور میڈیلینا بار بار پہلو بدلتی رہی۔ اس کی آنکھوں سے گہری تشویش کا اظہار ہو رہا تھا۔ دفعتاً وہ اٹھ کر مشینوں کے قریب آئی اور ایک سوئچ آن کر کے کسی کو کال کرنے لگی اور اس کی آواز سننے کے بعد بولی۔ "میں میڈیلینا ہوں۔ سیکیوریٹی کو آگاہ کر دو کہ وہ کسی اجنبی کو وہاں تلاش کریں.... ایک اجنبی جو تم میں سے نہیں ہو گا لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم میں ہی سے کسی کے میک اپ میں ہو۔ بے حد ہوشیار رہو.... صاف صاف سنو کہ عمران تمہارے درمیان پہنچ گیا ہے۔ اسے تلاش کرو۔" سوئچ آف کر کے وہ پھر کرسی پر آ بیٹھی تھی۔ عمران قریباً دس منٹ بعد واپس آیا تھا لیکن تنہا۔

"کیا ہوا.... کہاں ہیں وہ؟"

"میں نے جہاں انہیں رکھا تھا، اب وہاں نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے، میری عدم موجودگی میں جنرل گریسکی نے انہیں اور کہیں ہٹا دیا ہو اور مادام! میں نہیں جانتا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے.... وہ لمبا آدمی بھی غائب ہے اور آپ کے وہ دونوں آدمی بھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں جنہوں نے اُسے باندھ کر ڈالا تھا۔"

میڈیلینا تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی اور ہال میں پہنچ کر حیران حیران آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی اس کے ساتھ آنے والے چھ افراد فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ وہ عمران کی طرف مڑی اور خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی پھر بولی۔ "اُسے کس نے کھولا؟"

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں، مادام! میں تو آپ کے ساتھ تھا۔ وہاں سے نکل کر جب اُن دونوں کے لئے جا رہا تھا تب بھی وہ بندھا پڑا ہوا نظر آیا تھا اور آپ کے دونوں آدمی اس کے قریب ہی بیٹھے اس کا مضحکہ اڑا رہے تھے۔ واپسی پر وہ غائب تھا اور یہ دونوں اس حال میں پڑے ہوئے تھے۔"

"کیا اس وقت تم تنہا ہو؟"

"اس منزل پر تو میں تنہا ہی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ نچلی منزلوں میں لوگ ہوں۔"

"مجھے وہاں لے چلو، جہاں تم نے اُن دونوں کو رکھا تھا۔"

"مادام! پہلے اس خطرناک آدمی کی خبر لیجئے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں، تم ٹھیک کہہ رہے ہو..... لیکن وہ کہاں جاسکتا ہے۔ یہیں کہیں ہوگا، وہ بھی۔"

"اس نے یہاں تک پہنچنے کا راستہ تو دیکھا ہی ہوگا۔"

"لیکن کیا وہ ان لرزتی لکیروں کے اُدھر جاسکے گا؟"

"اوہ..... میں تو بھول ہی گیا تھا۔ دراصل اتنے تھوڑے وقت میں یہاں کے سارے معاملات ذہن نشین کرلینا مشکل کام ہے۔"

"تم باتوں میں وقت ضائع کررہے ہو، جنرل!"

"اوہ..... تو چلیے، ادھر چلیے..... لفٹ کی طرف۔ وہ نچلی منزل میں ہیں۔"

میڈیلینا آگے بڑھی۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ دفعتاً اس نے کھڑی ہتھیلی اُس کی گردن پر رسید کی لیکن گرنے سے پہلے اسے سنبھال بھی لیا۔ وہ بے حس و حرکت ہوچکی تھی۔ پھر نہایت آہستگی سے اُسے فرش پر ڈال کر ریشمی ڈور نکالی اور اس کے ہاتھ بہت مضبوطی سے پشت پر باندھ دیئے۔ اس کے بعد اُسے پھر اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر ہال سے نکاسی کے راستے کی طرف دوڑ لگادی۔

باہر چٹانوں کے درمیان جوزف اور ٹرینی نظر آئے۔ ان کے قریب ہی سنگ بے ہوش پڑا تھا اور اس کے ہاتھ پیر اب بھی بندھے ہوئے تھے۔ "دریا کی طرف چلو۔" عمران نے جوزف سے کہا اور اس نے سنگ ہی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ پھر وہ تیزی سے دریا کی طرف روانہ ہوگئے۔

"پتا نہیں، تم کیا کررہے ہو؟" ٹرینی نے پوچھا۔ "آخر یہ دونوں کیا بلائیں ہیں؟"

"ایک جن ہے اور دوسری بھتنی۔" عمران نے کہا۔ "بس چلتی رہو۔"

"لیکن اب کہاں جاؤ گے؟"

"وہاں ایک آدھ کشتی ضرور ہوگی۔ شاید وہی ابھی موجود ہو، جس سے یہ لوگ آئے تھے۔" عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ پھر چڑھائی کے قریب رک کر میڈیلینا کو زمین پر ڈالتا ہوا بولا۔ "تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں تنہا کنارے کی طرف جاؤں گا اور ہاں، ٹرینی تم جلدی سے اس عورت کی جامہ تلاشی لے ڈالو۔ اس کے بلاؤز کے گریبان میں جو کچھ بھی تھا وہ تو اسی وقت نکل کر گر گیا تھا جب میں نے اسے اپنے کاندھے پر ڈالا تھا۔ ہوسکتا ہے کچھ پوشیدہ جیبیں بھی ہوں۔ اس کے لباس میں۔"

ٹرینی اس کی جامہ تلاشی لینے لگی لیکن کچھ بھی برآمد نہ کرسکی۔ عمران نے جوزف سے پوری

طرح ہوشیار رہنے کو کہا اور چڑھائی پر چڑھ کر دوسری طرف اُتر گیا۔

"آخر یہ دونوں ہیں کون؟" ٹرینی نے جوزف سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا، مسی!"

"دیکھنا ہے کہ وہ دریا والے غار سے کیسے گزرتا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ تم باتیں کرکے میرا دھیان بٹادو گی اور میں چوکس نہیں رہ سکوں گا۔ اس لئے خاموش رہو۔"

میڈیلینا جلد ہی ہوش میں آگئی اور ان دونوں کو گھورنے لگی..... پھر اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ جوزف مشین پستول دکھا کر بولا۔ "بس، جس حال میں ہو، پڑی رہو، ورنہ۔"

"تم شاید جوزف ہو۔" میڈیلینا نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ جوزف کچھ نہ بولا اور پھر میڈیلینا بولی۔ "یہ شاید مسی ٹرینی ہے تم دونوں کا میک اپ عمران ہی نے کیا ہوگا۔ میں اس کے لئے بے حد مغموم ہوں لیکن بہرحال وہ بھی مار ڈالا گیا جو اس کی موت کا ذمہ دار تھا۔"

"کس کی موت کی بات کررہی ہو؟" جوزف نے پوچھا۔

"عمران کی....."

"تو پھر یہ کرنل کارٹر براؤن کون ہے؟" جوزف نے مسکرا کر پوچھا۔

"نہیں....." میڈیلینا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میرے باس کو مارنے والا ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔" جوزف نے فخریہ انداز میں کہا۔ اتنے میں عمران واپس آگیا اور میڈیلینا چہک کر بولی۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو۔"

عمران نے جوزف کو گھور کر دیکھا اور جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "جوش میں غلطی ہوگئی، باس!"

"لیکن اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"تم دونوں کو یہاں سے نکال لے جاؤں گا۔"

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔ تم دریائی غار کے دہانے سے نہیں گزر سکو گے۔"

"ان لرزتی لکیروں کے برتے پر کہہ رہی ہو۔" عمران نے حقارت سے کہا۔

"تم ٹھیک سمجھے ہو۔" وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔ اتنے میں سنگ ہی بھی ہوش میں آگیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگا۔ عمران نے اردو میں کہا۔ "بھتیجے کا یہ احسان بھی یاد رکھنا، چچا!"

"خدا کی پناہ.... اب تو زندہ ہے۔ میں نے تو خوامخواہ اسے مار ڈالا۔"

"اسے تو مرنا ہی تھا کیونکہ اسے بھی تمہاری ہی طرح تھریسیا کی تلاش تھی اور اس کے لئے اس نے مجھ سے گٹھ جوڑ کیا تھا۔"

"مجھے افسوس ہے کہ اس کلوٹی نے مجھے دھوکا دیا۔"

"ہاں تو، محترمہ میڈیلینا!" عمران اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "کشتی تک پہنچنے سے پہلے ہی میں تمہارے مریخ کا پاور پلانٹ تباہ کر دوں گا۔ جو یہاں سے شاید صرف بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ پاور پلانٹ کے تباہ ہوتے ہی سارا برقی نظام ختم ہو جائے گا۔ پھر وہ لرزتی لکیریں کہاں ہوں گی۔"

"تم بکواس کر رہے ہو۔"

"اس کے بعد پرنسپل پلانٹ کو تباہ کروں گا.... جس سے تمہارا ٹھنڈا سورج کنٹرول ہوتا ہے اور سبز رنگ کی کہر بنتی ہے۔ اس کے بعد وہ عمارت تباہ ہو گی جہاں تم نے مجھے کئی چکر دیئے تھے.... اور اس کے بعد تم شاید برازیل میں بالکل تنہا رہ جاؤ گی۔ میرا خیال ہے کہ دھماکوں کی بازگشت یہاں تک سنی جائے گی۔ اچھا تو سنو، پہلا دھماکا۔"

اس نے قمیص کے گریبان کے بٹن کھولے اور اس کے اندر ہاتھ ڈال دیا۔ دو، تین سیکنڈ کے اندر ہی اندر زمین لرز کر رہ گئی۔ دھماکے کی بازگشت بھی سنائی دی تھی۔

"نہیں...." میڈیلینا چیخ مار کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہاتھ اب بھی اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

عمران قہقہہ لگا کر بولا۔ "اب نہ تو یہاں کی نچلی منزلوں کے لوگ اُوپر آسکیں گے اور نہ...."

میڈیلینا دیوانہ وار عمران کی طرف جھپٹی لیکن ٹرینی نے آگے بڑھ کر اس کی کمر تھام لی اور پھر دونوں ہی گر پڑیں۔

"ابے کیا جادو کر رہا ہے؟" سنگ عجیب سی آواز میں بولا۔

"جس آسانی سے یہ عورت مجھے اپنے مریخ پر اٹھا لائی تھی۔ اتنی ہی آسانی سے میں اس کا مریخ تباہ کیے دے رہا ہوں۔"

"عمران خدا کے لئے...." میڈیلینا روہانسی آواز میں چیخی۔

"اب دوسرا دھماکا سنو۔"

"نہیں.... نہیں.... نہیں...." میڈیلینا پر جیسے دورہ پڑ گیا۔

عمران نے پھر گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ پھر زمین لرز گئی اور دوسرے دھماکے کی بازگشت سنائی دی۔ میڈیلینا بُری طرح چیخ رہی تھی۔ پھر تیسرا دھماکا بھی ہو گیا اور میڈیلینا چیختے چیختے بیہوش

ہو گئی۔

"ابے یہ کیا کر رہا ہے؟ مجھے بھی تو بتا...." سنگ جھنجھلا کر بولا۔

"چپ چاپ پڑے رہو۔" عمران غرایا۔

"اچھا بیٹے، دیکھ لوں گا، تمہیں بھی۔"

"اگر میں نے تمہیں دریا میں غرق نہ کر دیا تو ضرور دیکھ لو گے۔" عمران نے کہا اور بیہوش میڈیلینا کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔ جوزف سنگ کو اٹھانے کے لئے جھکا۔

"یہ کیا حرکت ہے۔ اب مجھے کھول دو۔" سنگ جھنجھلا کر بولا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ جوزف نے سنگ کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا ہی تھا کہ وہ دونوں کو گالیاں دینے لگا۔ میڈیلینا تو بیہوش ہی تھی۔

عمران نے ٹرینی کو بتایا کہ وہی کشتی ہاتھ لگ گئی ہے جس سے میڈیلینا آئی تھی! اس پر صرف ایک ہی آدمی تھا جسے قابو میں کر لینے کے بعد، اس نے باندھ کر کشتی ہی میں ڈال دیا تھا۔ وہ سب کشتی میں پہنچ گئے اور کشتی غار کی طرف بڑھنے لگی۔ عمران ہی اسے چلا رہا تھا۔ میڈیلینا کو اس نے اپنے قریب ہی رکھا تھا وہ ابھی تک بیہوش تھی۔ سنگ کو کیبن میں ڈال دیا گیا تھا۔ غار میں داخل ہونے سے پہلے ہی سرچ لائٹ روشن کر دی گئی۔ غار کا دوسرا دہانہ سچ مچ بے ضرر ہو گیا تھا۔ یعنی اب اس پر چمکدار لرزتی لکیریں مسلط نہیں تھیں۔ وہ بہ آسانی اس سے بھی گزر گئے۔ عمران بتدریج کشتی کی رفتار بڑھا رہا تھا۔

"لیکن تم جاؤ گے کہاں؟" ٹرینی نے اس سے اونچی آواز میں پوچھا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ کہیں نہ کہیں تو پہنچیں گے۔"

"خدا کے لئے اب تو بتا دو کہ تم نے بیس میل دور سے اسے کیسے تباہ کر دیا؟" اتنے میں میڈیلینا پھر ہوش میں آ گئی اور وحشت زدہ آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر ٹرینی سے بولا۔ "جنرل گریسکی کی شامت اعمال کہ اس نے مجھے چیف سیکیورٹی آفیسر بنا کر وہاں بھیج دیا تھا۔ اس طرح مجھے اس کے چپے چپے کا جائزہ لینے کا موقع مل گیا۔ اسی میں ان کا اسلحہ خانہ بھی تھا۔ جہاں مجھے تین طاقتور بم مل گئے۔ اور بم بھی کیسے، جو ریموٹ کنٹرول سے پھٹنے والے تھے۔ وہ تینوں بم ایک ریموٹ کنٹرول بیلٹ میں لپٹے ہوئے تھے اور بیلٹ پر تحریر تھا۔ دائرہ کار چالیس میل، وہ بیلٹ اس وقت بھی میرے سینے پر بندھی ہوئی ہے۔ اس میں تین بٹن ہیں۔ انہی کے دبانے سے یکے بعد دیگرے تینوں بم بیس میل کے فاصلے پر پھٹ

گئے۔ میں نے ایک بم اسلحہ خانے ہی میں چھوڑا تھا۔ اس طرح میں نے تمہارے مرتخ کو تباہ کر دیا، میڈیلینا ڈیئر!"

میڈیلینا نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا۔ اس کی آنکھوں سے شدید کرب عیاں تھا۔ عمران جھک کر آہستہ سے اُس کے کان میں بولا۔"میں نے سنگ کو نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور نہ ہی بتاؤں گا۔ ٹرینی بھی نہیں جانتی۔"

"اس عنایت کی وجہ؟" میڈیلینا یا تھریسیا نے جلے کٹے لہجے میں پوچھا۔

"تم نے کئی بار مجھے چھوٹ دی ہے۔ اس لئے میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں بھی بدلہ چکاؤں لیکن اگر میں تمہیں اپنے ملک میں پکڑتا تو ہرگز نہ چھوڑتا۔"

"اور سنگ کا کیا کرو گے؟"

"اسے بھی چھوڑ دوں گا۔ کیونکہ اس نے میری موت کی خبر سن کر جنرل گریسکی کو مار ڈالا تھا۔ لیکن اُسے ہرگز یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ تم کون ہو۔"

تھریسیا نے آنکھیں بند کرلیں اور گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ کشتی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی جارہی تھی.... اور عمران مطمئن تھا کہ کہیں نہ کہیں تو پہنچے ہی گا۔ کشتی میں اتنا فالتو ایندھن بھی تھا کہ ہزار بارہ سو میل نہایت آسانی سے نکال سکتی تھی۔

﴿تمام شد﴾